

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰتٰوْا رِیْبًا لِّمِنَّا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (الاحقاف)
بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف اور نہ ان کو غم ہے
متوسلین آستانہ شیربانی کے لیے بالخصوص اور عوام کیلئے بالعموم ایک نایاب تحفہ

559

137



خطبات شیربانی

مع ملفوظات و فرمودات

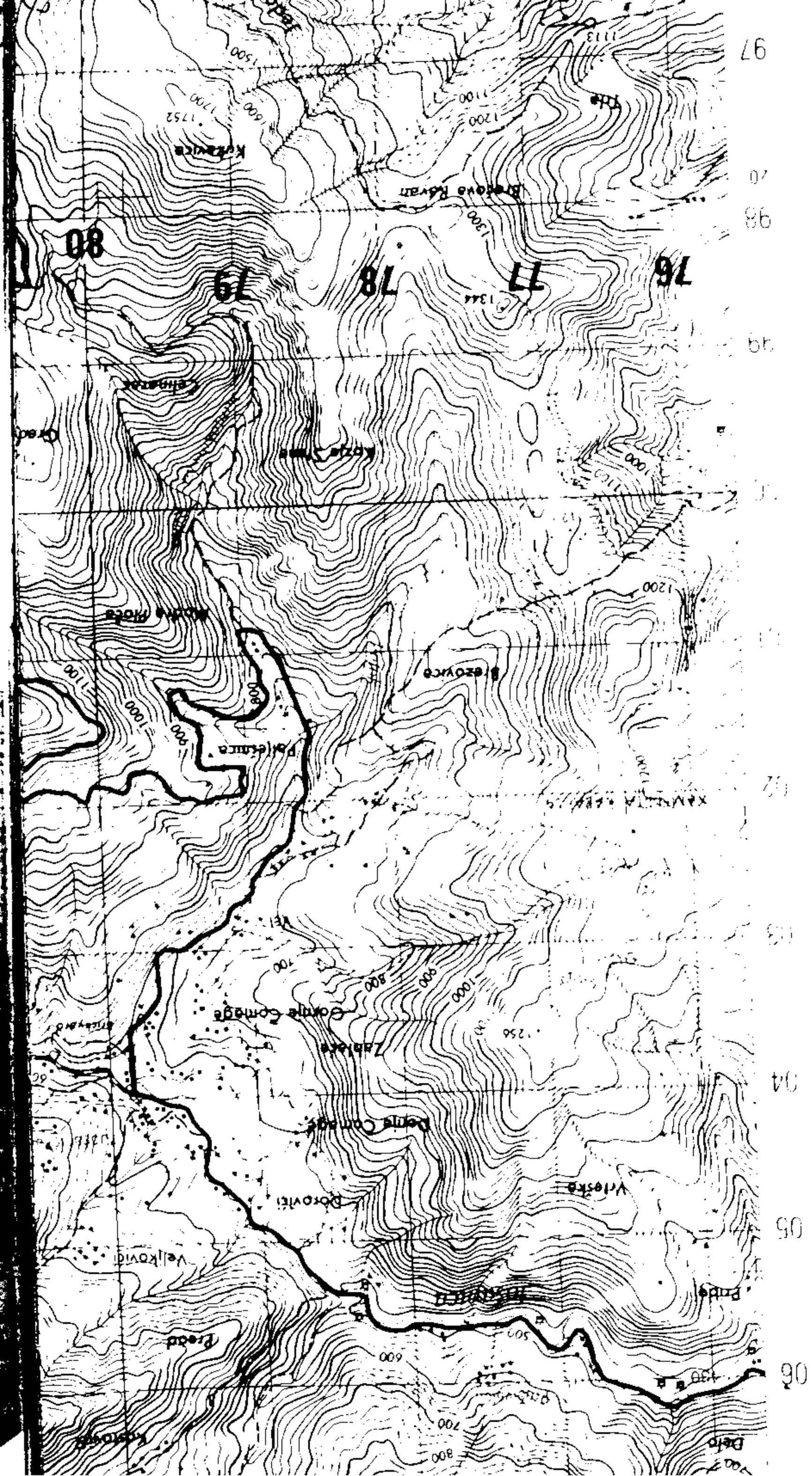
ماخوذ از بیاض حضرت میاں خدابخش رحمۃ اللہ علیہ
یکے از مریدان

شیربانی قلب نام ریسر کامل و جہاں بحر فیض واقف امر و الوار
معرفت رب العالی فنا فی اللہ و فنا فی الرسول

اعلیٰ حضرت قبلہ میاں شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ روحی و قدیمی شہسوری

مختصر حالات زندگی حضرت میاں صاحب سوانحی حالات حضرت میاں خدابخش جان ندری تم شہسوری
مؤلفہ و مرتبہ

میاں محمد سعید شاہ و خلف میاں خدابخش رحمۃ اللہ علیہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (الاحقاف)

(بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف، اور نہ ان کو غم ہے)

متوسلین آستانہ شیرتانی کے لیے بالخصوص اور عوام کیلئے بالعموم ایک نایاب تحفہ

خطبات شیرتانی

(مع ملفوظات و فرمودات)

ماخوذ از بیاض حضرت میاں خدابخش رحمۃ اللہ علیہ

یکے از مریدان :-

شیرتانی قطب ماں رہبر کمال و جہاں بھر فیض واقف اراد و انوار
معرفت رب العالی فنا فی اللہ و فنا فی الرسول

اعلیٰ حضرت قبد میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ ہر جی و قلبی شہر قوی

مختصر حالات زندگی حضرت میاں صاحب و سوانحی حالات حضرت میاں خدابخش جالندھری ثم شیخ پوری
مؤلفہ و مرتبہ

میاں محمد سعید شاہ و خلف میاں خدابخش رحمۃ اللہ علیہ

ناشر علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

53222

علمی کتاب خانہ، اردو بازار لاہور	ناشر:-
امپرنٹ آفسٹ پرنٹرز ۱۸ ایٹ روڈ لاہور	پرنٹر:-
خالد محمود صدیقی	کتابت:-
۱۵ روپے	قیمت:-

فہرست مضامین

۵	از حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری	لمحہ فکریہ	۱
۱۱	تحریر از اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری	اسم ذات کا نمونہ	۲
۱۲	از میاں خدا بخش صاحب مرحوم و مغفور	اسم ذات کا نمونہ	۳
۱۳		حمد و صلوات	۴
۱۵	از میاں محمد سعید شاہ	پیش لفظ	۵
۱۹	از مولانا ظہور ربی	تعارف	۶
۲۷	از میاں محمد سعید شاہ	دیباچہ	۷
۳۷	از سردار محمد علمی کتاب خانہ، لاہور	گزارش از ناشر کتاب	۸
۳۹	حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے مختصر حالات زندگی از سردار محمد		۹
	(ماخوذ از بیاض حضرت میاں خدا بخش)		
۵۱	میاں خدا بخش صاحب مرحوم و مغفور کے حالات زندگی		۱۰
۷۵	خطبات شیر ربانی		۱۱
۱۷۱	مکتوبات شیر ربانی و دیگر غلفا		۱۲
۱۷۵	معمولات شیر ربانی (جمعہ کی نماز کی تیاری، نماز مغرب تا عشاء کے معمولات)		۱۳
۱۸۲	وصال اعلیٰ حضرت شرقپوری کے بعد مڑھ بھنگواں میں جمعہ		۱۴
۱۸۴	حالات سفر مکان شریف		۱۵
۱۸۷	باقیات (میاں خدا بخش صاحب کے چند نمونے)		۱۶
۱۸۹	اولیاء اللہ سے ملنے کے فوائد - حدیث کی روشنی میں		۱۷
۱۹۱	پاکیزہ کتب کے مطالعہ کی اہمیت		۱۸
۱۹۴	حرف آخر		۱۹

لمحہ فکریہ حامداً ومصلياً

اس تلخ حقیقت سے کوئی بے خبر نہیں کہ ہمارے نونہال فحش اور اخلاق سوز رسالوں، جا سوسی نادلوں، ڈائجسٹوں کے مطالعہ کے عادی بن کر دین و ایمان سے منحرف اور اپنی پاکیزہ روایات اور اقدار سے بیگانہ ہو کر بے حیائی اور بد اخلاقی کے عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ والدین اولاد کی گستاخیوں اور نافرمانیوں سے عاجز آچکے ہیں۔ اخبارات میں "عاق نامہ" کے اشتہارات پڑھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ والدین کس قدر بے بس اور مضطرب ہیں۔ یہ صورت حال نہایت تشویش ناک ہے اور فوری مؤثر اصلاح احوال کی متقاضی ہے۔ ہماری اسلامی مملکت میں ہندومت کے پروپیگنڈے کی حامل کہانیاں جنہیں جنسی لذت اور سنسنی خیزی سے دلچسپ بنایا جاتا ہے، ہندو اور یہودی کی سازش کے تحت فروغ پا رہی ہیں۔

ہر صاحب اولاد اپنے بچوں کے کردار کے متعلق یقیناً پریشان حال ہے۔ فحاشی کا زہر دھیرے دھیرے نونیز لڑکوں اور لڑکیوں کے رگ و ریشے میں سرایت کیے جا رہا ہے۔ یہ طبقہ اسلامی نظریات کو ترک کر کے مخرب اخلاق لٹریچر، فلم اور ٹیلی ویژن کے بد اثرات کو بڑی تیزی سے قبول کر رہا ہے۔ اس ماحول میں پل بڑھ کر نوجوان جب خود ماں اور باپ کا روپ دھارتے ہیں تو وہ اپنے نونیز بچوں کو کلر ٹیبہ اور بسم اللہ سکھانے کی بجائے

اے۔ بی۔ سی یا انگریزی نظمیں سکھاتے ہیں۔ مائیں اسلامی ناموں کی بجائے جی اور سوئی وغیرہ ناموں سے پکارنا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ اسلامی رنگ سے یکسر محروم ماحول میں جوان بونے والے ایسے بچے نظریہ پاکستان کی بھلا کیا حفاظت کر سکیں گے۔ اندریں حالات یہ نہایت ضروری ہے کہ اسلامی مملکت میں ایسا لٹریچر جو اخلاق کو تباہ کرنے والا ہو۔ جو اسلامی نظریہ اور قومی کردار کے لیے زہر قاتل ہو ممنوع ہونا چاہیے۔ مگر پاکستان میں فحش رسالے اور ناول نیم عریاں تصاویر سے بھرپور بلا روک ٹوک چھپتے ہیں اور بکثرت پڑھے جاتے ہیں ان کی اشاعت اور تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی خواب گاہوں میں ایسی ہی محزب اخلاق کتب پائی جاتی ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب بچہ چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوتا تو گھر کے بزرگ اس کی رسم بسم اللہ خوانی کراتے تھے۔ سن شعور ہی سے بچے کو دینی کتب کے مطالعہ کی ترغیب دی جاتی تھی۔ عمر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ کربلا، گلستان و بوستان، پند نامہ شیخ عطار، انوار سہیلی اور دیگر دینی کتب پڑھائی جاتی تھیں۔ مگر اس دور میں ایسی بلند پایہ اخلاق سنوارنے والی کتابوں کو دنیاوی کتابوں کی فہرست میں ڈالا جا رہا ہے۔ پاکیزہ کتب کے مطالعہ کی اہمیت کے متعلق مؤلف کتاب ہڈانے جو اقوال درج کئے ہیں وہ واقعی بیش بہا اور قابل عمل ہیں۔ اسلامی ماحول میں پروردہ نوجوانوں نے اسلامی مملکت کی تخلیق کی۔ ان ہی بلند اخلاق نوجوانوں کی مساعی جمیلہ سے ملک و ملت کی تعمیر و ترقی ہوئی۔ پھر آج۔۔۔ آہستہ غیر سحت مند لٹریچر کا زہر آنے والے نوجوانوں کے رگ و ریشے میں سرایت کر گیا تو نتیجہ پاکستان دولخت ہو گیا۔ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرانے میں جتنے بھی عوامل کار فرما تھے ان میں سب سے بڑا عمل وہاں کے پرائمری مدارس میں اسی فی صد سے زائد ہندو مدرسین کی تقریباں تھیں اور ہندو ازم ذہنیت کے زیر اثر تربیت یافتہ مسلمان بچے جب جوان ہوئے تو وہ اسلامی اقدار سے یکسر باغی ہو چکے تھے۔ وہ مسلمانوں

سے متنفذ ہو چکے تھے۔ جس کے نتیجہ میں ”سقوط ڈھاکہ“ جیسا المناک حادثہ رونما ہوا۔ ہندو اور یہودی سابقہ تجربہ کی روشنی میں، یہ میٹھا زہر اب بھی فحش لٹریچر کی صورت میں بچے کچھے پاکستان میں نہایت عیاری سے پھیلا رہے ہیں۔ ہم ارباب اختیار سے درد مندانه اپیل کرتے ہیں کہ مخرب اخلاق لٹریچر کو روکنے کا فوری اور موثر بندوبست فرمایا جائے، ورنہ اس کے نتائج نہایت خطرناک اور بھیانک نکلیں گے۔ پرائمیری سطح سے لے کر کالج اور یونیورسٹی سطح تک کے اساتذہ کے کردار و اعمال کا جائزہ لینا چاہیے۔ جو اساتذہ نظریہ پاکستان اور اسلامی اصولوں کے منافی سرگرمیوں میں ملوث پاتے جائیں انہیں درس و تدریس کے فرائض سے فوری طور پر سبکدوش کر دیا جائے کیونکہ ملک کی بقا، ترقی و خوش حالی کا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ دین دار نیک سیرت، اسلام کے شیدائی ایسا تازہ کرام کی تقرری عمل میں لائی جائے انہی سے تربیت حاصل کرنے والے نوجوان اپنے وطن کی عزت و ناموس کی خاطر اپنی جانیں تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اور پھر اندرونی اور بیرونی سازشوں کا مڑانوار مقابلہ کرنے والے بھی یہی نوجوان ہوں گے۔

قوم کے نوجوانوں کی اسلامی نظریات کے مطابق تعلیم و تربیت کرنے والے اساتذہ کرام کو معاشرے میں جائز مقام دینا چاہیے۔ انہیں غم روزگار سے نجات دلائی چاہیے، ان کی ہر لحاظ سے حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ وہ پوسے اطمینان اور دلجمعی سے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ والدین کو ایسے اساتذہ کرام کی عزت افزائی کرنی چاہیے۔ پھر دیکھیں کس قدر باکمال اور باصلاحیت نوجوان پیدا ہوتے ہیں۔ شاہان سلف ہمیشہ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت دلوانے کے لیے نہایت قابل، لائق اور دین دار اتابق کی خدمات حاصل کرتے تھے۔ خاندان مغلیہ کا درویش صفت شہزادہ اورنگزیب عالمگیر تاریخ میں راسخ العقیدہ مسلمان بادشاہ کے نام سے جانا جاتا ہے اس کی وجہ

یہ تھی کہ شہزادے کو بچپن میں جو اتالیق ملا وہ ایک نہایت دیندار اور پاکیزہ صفت درویش تھا۔ جب شہزادہ چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوا تو شاہجہاں نے بعد از تلاش بسیار جناب ملا عبد اللطیف صاحب سلطان پوری (ریاست کپور تھلہ) کو شہزادہ کا اتالیق مقرر کیا اور دار الحکومت دہلی طلب فرمایا۔ جناب ملا صاحب نے جواب دیا کہ "تشنہ بزد چاہے رود نہ چاہے بزد تشنہ" شاہجہاں استاد کا مرتبہ بیان کیا اور شہزادہ کو سلطان پور بھجوا دیا۔ شہزادہ کے لیے کوئی علیحدہ انتظام نہ تھا۔ ایک دن شہزادہ سبق نہ سنا سکا۔ جناب ملا صاحب نے زور سے جو طمانچہ جڑا تو شہزادے کی نکسیر پھوٹ نکلی۔ ڈائری نویس نے خون آلود اوراق شاہی محلات میں پھینا دیئے بیگمات اور ہمشیرگان تڑپ اٹھیں اور ملا صاحب کو سزا دینے کے لیے شاہجہاں پر زور دیا۔ بادشاہ نے سزا کا حکم نامہ یوں لکھا:

بعض طمانچہ زدن "ہزار بیگمات زمین از رقبہ سلطان پور بنام ملا عبد اللطیف تفویض نمودیم" جناب ملا صاحب کی بے نیازی ملاحظہ ہو کہ اسی حکم نامہ پر یہ شعر لکھ کر واپس لوٹا دیا۔

شاہ مارا دہد منت نہد
رازق مارزق بے منت دہد

بالآخر بادشاہ کو وہ اراضی درس کے نام لگانی پڑی۔ اس واقعہ سے اپنی اپنی جگہ پر باپ اور استاد کے اعلیٰ کردار کا نمونہ ملتا ہے۔ اسے کاش! آج کے والدین اور اساتذہ کرام بھی ایسی ہی روایات کو اپنائیں۔

میاں خدابخش رحمۃ اللہ علیہ، جنیدِ زمانی شیربزدانی اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص عقیدت کیشوں میں سے تھے اور چکٹ، اپرچاب کینال تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں دین کی خدمت کے لیے سرگرم عمل تھے۔ کتاب ہذا کے

مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ رہبرِ کامل کو اپنے مرید باصفا سے خاص محبت تھی۔ جناب میاں خدابخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رہبرِ کامل کے خطبات، ارشادات اور فرمودات کو قلمبند فرما کر آستانہ عالیہ شرق پور شریف کے متوسلین پر خاص احسان فرمایا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس عطا فرمائیں آمین مؤلف و مرتب کتاب ہذا "خطبات شیرِ ربانی" میاں خدابخش رح کے فرزند ارجمند ہیں۔ انہیں میں زمانہ طالب علمی سے جانتا ہوں۔ یہ اکثر قبلہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے۔ ہم ان کے بھی ممنون ہیں کہ اس نسخہ کیمیا کو کتابی شکل دے کر آستانہ عالیہ کے متوسلین کے لیے بالخصوص اور عوام کے لیے بالعموم ایک نہایت متبرک اور مفید تحفہ عطا کیا ہے۔

اگر آپ اپنے بچوں کے کردار کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں ایسی کتابیں پڑھنے کو دیتے جن میں اخلاقیات کی تعلیم دی گئی ہو۔ جن میں بزرگان دین کے اُسوۂ حسنہ کا ذکر ہو۔ جن میں معاشرے کی اصلاح کے نسخے درج ہوں جن میں اسلامی نظریہ حیات کے درس دیئے گئے ہوں۔ اگر اس قسم کے صحت مند لٹریچر کو فروغ دیا گیا تو فحش لٹریچر کی مانگ خود بخود ختم ہو جائے گی۔ کتاب ہذا کے مطالعے کی پُر زور سفارش کی جاتی ہے، بالخصوص سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور اساتذہ کرام کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

خاکپائے شیرِ ربانی و گدائے آستانہ لاثانی

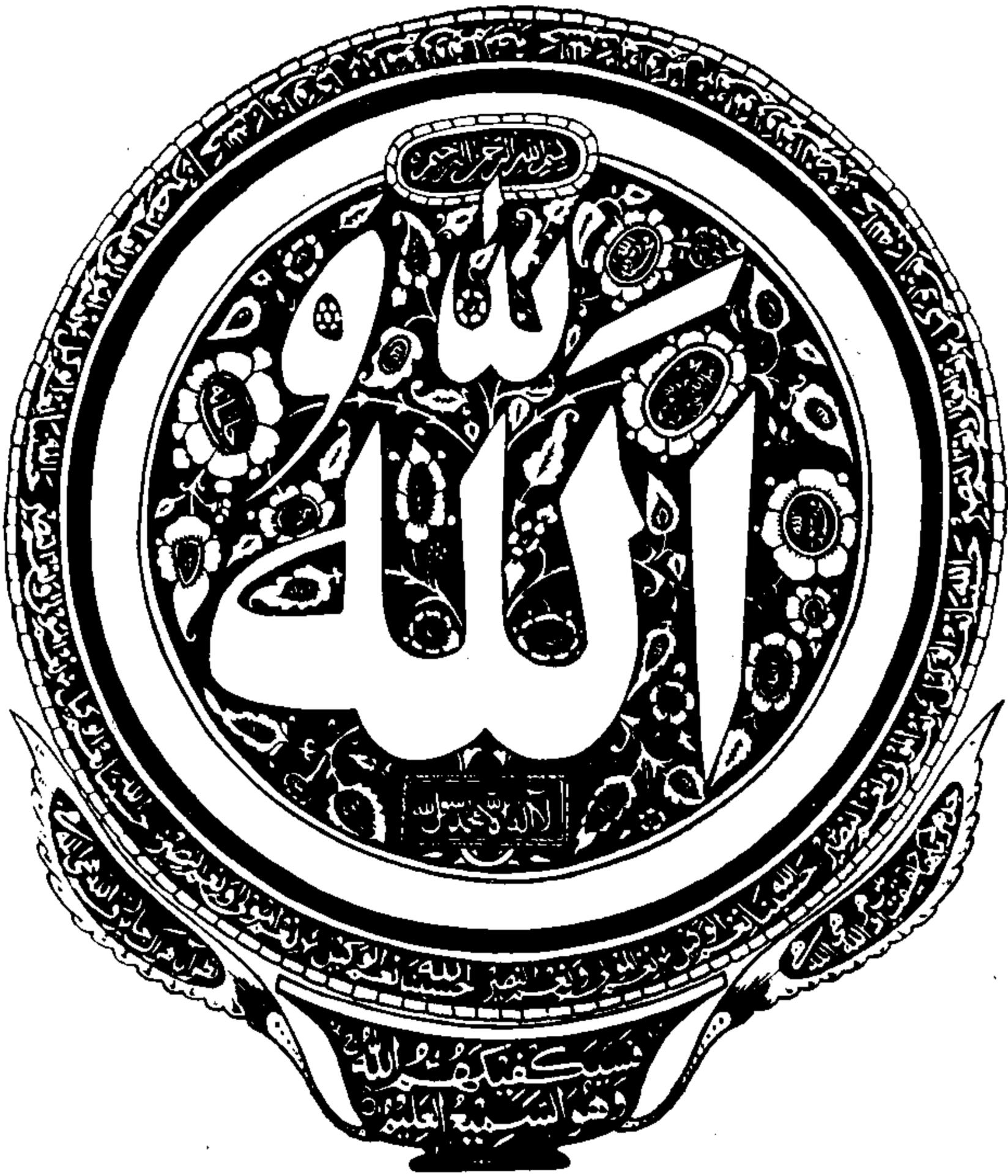
میاں جمیل احمد شرقپوری

شرق پور شریف، ۲۷ اپریل ۱۹۷۹ء

”اسم ذات اللہ سے عشق“

نواجگانِ نقشبند کا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ اسم ذات ”اللہ“ لکھ لکھ کر خوب مشق فرمایا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کا بھی یہ معمول تھا کہ ربِّ العالمین کے نام نامی اسم گرامی اللہ اور اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں اکثر قلمبند فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ بلند پایہ کے خوشنویس بھی تھے۔ آپؐ ان ہر دو اسمائے گرامی کے بے حد عاشق و شیدائی تھے اور یہ دونوں نام انہیں دنیا و جہان کی ہر شے سے زیادہ محبوب تھے۔ اسی طرح میرے آبا جنان بھی اپنے شیخِ کامل کی اتباع فرمایا کرتے تھے۔ والدِ گرامی اسم ذات اللہ لکھنے کی بے حد مشق فرمایا کرتے۔ یہاں دونوں نمونے برادرانِ نسبت کی نذر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نام نامی اور اسم گرامی سے جو محبت اور عقیدت ان کو تھی اس کا اندازہ اس سے ہو جائے گا۔

اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کے دستِ مبارک کے لکھے ہوئے قطعہ اسمِ ذات کا عکس



میاں خدا بخش کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اسم ذات کا نمونہ

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

اللَّهُ نور السموات والأرض

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ
لا إله إلا الله محمد رسول الله

صلى الله على ائمة آل محمد وآل محمد

اے دل خداوند کریم سے عجز سے دعا کر کہ تجھے

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربان ہو سکیا

توفیق عطا فرماوین۔ آمین

کند و صلوة

حمد و ثنا اس کے لیے جو خالق مصطفیٰ ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو رب العالمین ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو مالک یوم الدین ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو احسن الخالقین ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو احکم الحاکمین ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو غفور الرحیم ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو علیٰ العظیم ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو علیم قدیر ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو بیخ بصیر ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو غفور شکور ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو صاحب فضل عظیم ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو رحیم وود ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو رحیم ورحمان ہے
 حمد و ثنا اس کیلئے جو کہے العظمیٰ واللیل اذاجی
 حمد و ثنا اس کیلئے جو فرمائے وخبک فی السماء
 حمد و ثنا اس کیلئے جو فرمائے ما نطق عن الہوی

صلوة و سلام اس پر جو حبیب کبریا ہے
 صلوة و سلام اس پر جو رختہ العالمین ہے
 صلوة و سلام اس پر جو شفیع المنذین ہے
 صلوة و سلام اس پر جو خاتم النبیین ہے
 صلوة و سلام اس پر جو رؤف الرحیم ہے
 صلوة و سلام اس پر جو علیٰ خالق عظیم ہے
 صلوة و سلام اس پر جو کافۃ للناس ہے
 صلوة و سلام اس پر جو سراج متیز ہے
 صلوة و سلام اس پر جو بشیر و نذیر ہے
 صلوة و سلام اس پر جو جاکم من اللہ نوب ہے
 صلوة و سلام اس پر جو فضل عظیم ہے
 صلوة و سلام اس پر جو صاحب مقام محمود ہے
 صلوة و سلام اس پر جو صاحب قرآن ہے
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے یعطیک ربک فتوحا
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے قبلتہ ترضہا
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے الاذیحی یوحی

حمد و ثنا اس کے لیے کہ فرماتے سبحان الذی نہی
 حمد و ثنا اس کیلئے جو فرماتے تم و نافقہ لی
 حمد و ثنا اس کیلئے جو فرماتے نازع البصر و ما طعی
 حمد و ثنا اس کیلئے جو فرماتے فا و حی اے
 حمد و ثنا اس کے لیے کہ فرماتے نشرح لک صدک
 حمد و ثنا اس کیلئے جو فرماتے فلا و ربک
 حمد و ثنا اس کیلئے جس کے آگے جھکے مصطفیٰ
 حمد و ثنا اس کیلئے جس کے نام سے ہے ابتدا
 حمد و ثنا اس کے لیے کہ فرماتے محمد رسول اللہ
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے لفرید من ایتنا
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے قات تو سین اوانی
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے ما کذب الفراء ما حی
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے عبدہ ما و حی
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے در فعتاک ذکرک
 صلوة و سلام اس ذات پر جس کیلئے لعمروک
 صلوة و سلام اس پر جس پر صلوة بھیجے خود خدا
 صلوة و سلام اس پر جس کے نام پر ہے انتہا

باسمہ تعالیٰ
میری انتہائے نگارش یہی ہے
تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

پیش لفظ

وَكَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنثِثُ بِهِ فُؤَادَكَ وَرُوَدُ بِرُوحِ

(اے نبی مکرم!) یہ پیغمبروں کے قصے جو ہم تمہیں سناتے ہیں وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے سے ہم تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں)

رب تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کے قصے سنا اور بتا دیئے۔ کچھ قرآن کریم میں اور کچھ رازداری سے۔ گویا حضور سب رسولوں سے باخبر ہیں۔ سابق نبیوں کے حالات و واقعات سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے باخبر فرمادیا تاکہ کافروں کے برے رویہ اور بدسلوکی سے آپ کے دل مبارک کو سنج اور دکھ نہ پہنچے اور آپ صبر و استقامت سے کام لیں۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کی دل جوئی فرما رہے ہیں کہ ایسی تکالیف صرف آپ ہی کو نہیں آئیں آپ سے پہلے پیغمبروں کو بھی تکالیف اور سنج پہنچے مگر انہوں نے صبر و استقامت سے ان تکالیف کو برداشت کیا۔ بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ اسی طرح اولیائے کرام اور صالحین امت کی زندگی

کے حالات سُنانے سے لوگوں کے دلوں میں ایمان قوی ہوتا ہے، اور اعتقاد پختہ ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت قدمی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی باتیں سُن کر اور پڑھ کر اُن سے دوستی پیدا ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اُن پر نازل ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ اپنے گناہوں کی وجہ سے سخت پریشان اور ناامید ہوگا۔ دوزخ کے ڈر سے بے حد خائف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے کہے گا کہ کیا تو فلاں نیک بندے کو جو کہ فلاں محلے، شہر یا گاؤں میں رہتا تھا جانتا تھا وہ عرض کرے گا، باری تعالیٰ میں اس کو جانتا ہوں۔ حق تعالیٰ فرمائے گا کہ جا تجھ کو اس کی وجہ سے بخش دیتا ہوں۔ اگر کسی اللہ کے نیک بندے کو صرف جاننے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بخش دے گا تو جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی دل و جان سے پیروی کی ہوگی اس پر کچھ زیادہ ہی مہربانیاں ہوں گی۔

۲۔ زبدۃ العارفين۔ قدوة السالکين۔ حجة الکاملين۔ پیکرِ رشد و ہدایت اعلیٰ حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف برصغیر پاک و ہند کے مشہور و معروف اولیاء اللہ میں سے ہیں بلکہ بیرون ممالک بھی آپ کے عقیدت کیش موجود ہیں۔ آپ کی حیات مبارکہ اور سوانح حیات پر پہلے کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ہر مصنف نے بفضلہ تعالیٰ اپنی اپنی نسبت، عقیدت، ہمت اور اہلیت کے مطابق خوب سے خوب تر لکھا ہے مگر آپ کی ذات بابرکات کچھ ایسی جامع ہے کہ سب کتابیں پڑھنے کے باوجود ^{طبیعت} سیر نہیں ہوتی اور یہی جی چاہتا ہے کہ اے کاش اس موضوع پر پڑھنے کے لیے کچھ اور بھی مل جائے تاکہ تشنگی کو دور کیا جاسکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ کسی نہ کسی رنگ میں جاری و ساری رہے گا۔

۳۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ کتاب ”خطباتِ شیرِ ربّانی“ ہے جو آپ کے عقیدت مندوں

کے لیے ایک نہایت مفید تحفہ ثابت ہوگی۔ آپ کے خطبات کا مجموعہ آج تک نہیں چھپا۔ یہ سعادت میرے آبا جان کو نصیب ہوئی۔ میرے آبا جان آپ کے پتے مرید تھے پہلی بار ۲۶ جولائی ۱۹۲۳ء کو شرفِ قدم بوسی حاصل کیا اور پھر شاید کوئی جمعہ کا دن یا رخصت کا دن ایسا نہ گذرا کہ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضری نہ دی ہو۔ یہ سلسلہ نیاز مندی و ملاقات آپ کی تاریخ وصال تک بدستور جاری رہا۔ آبا جان کا معمول تھا کہ گھر آتے ہی سب سے پہلے آپ کے فرماتے ہوئے خطبات اور ارشادات کو اپنی بیاض میں قلم بند فرمالتے تھے۔ یہ بیاض دو تین جلدوں میں میرے پاس محفوظ ہے قبلہ والد گرامی کی یہ دلی خواہش تھی کہ اس مجموعہ کو عوام کی نذر کر دیا جائے۔ ایک قسط ”پہلی ملاقات“ کے عنوان سے رسالہ سلسبیل لاہور میں شائع بھی ہوئی تھی، مگر پھر عدیم الفرستی کی وجہ سے اور کچھ لکھنا نہ جاسکا۔ بالآخر قبلہ آبا جان ۲۸ جنوری ۱۹۷۷ء کو ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔

جوں جوں قبلہ اعلیٰ حضرت کے عقیدت مندوں کو اس ”مجموعہ“ کی خبر ملی انہوں نے اس نادر نسخے کو شائع کرانے کی ترغیب دی اور ہر طرح سے حوصلہ افزائی فرمائی۔ میرے لیے یہ کام سخت مشکل تھا۔ اپنی کم علمی اور بے بضاعتی آڑے آتی تھی۔ اس ذمہ داری کو نبھانے کی ہمت نہ پاتا تھا۔ غفلت اور سوتیلج بچار میں یونہی دن گزرتے جاتے تھے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب کا سالانہ نمونہ پاک آگیا۔ گھر سے حاضری کے لیے روانہ ہوا۔ بس میں میرے محترم و مکرم جناب حاجی محمد علی صاحب آف کلا کمال مہربانی اور شفقت سے ملے۔ لاہور سے جب شرق پور شریف والی لاری پر سوار ہوتے تو راہ میں بندہ نے ضمناً ”خطبات“ کا ذکر کیا تو جملہ حاضرین نے بھی اس میں بے حد دل چسپی لی اور مجھے تاکید کی کہ اس قیمتی نسخے کو ضرور پہنچایا جائے۔ بلکہ کئی دوست (احباب) تو میرے

پاس آکر خطبات نقل کر کے لے جانے پر بھی مٹھر ہوئے۔ دربار شریف پر برادر م
چودھری لال حسین صاحب ناز (جو حضرت قبلہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص
ارادت مندوں میں سے ہیں) سے ملاقات ہوئی۔ ان کو پہلے ہی "خطبات"
کے متعلق علم بخفا ملتے ہی پوچھنے لگے کہ مسودہ کہاں تک تیار ہوا ہے۔ ان حالات و
واقعات سے میری حوصلہ افزائی ہوئی اور دربار شریف پر استقامت کے لیے
عاجزانہ دعا کی جو بفضلہ تعالیٰ مقبول و منظور ہوئی۔

دعا ہے کہ اس نایاب کتاب کے مطالعے سے آپ کے مُرید پرانی یادیں
تازہ کر کے قلب و رُوح کو تسکین پہنچا سکیں۔ اور آستانہ عالیہ کے متوسلین
اپنے ایمان اور رُوح کی تقویت اور فرحت کا سامان پاسکیں۔ شاید یہی
میری ناچیز کوشش محشر کے روزِ ربّ العزت کو پسند آجائے اور اس طرح میری
بخشش ہو جائے۔

برادرانِ عظام دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ میری اس محنت و کوشش کو قبول فرمائے
اور ہمیں بزرگانِ دین کی خدمت اور اُن کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق
عطا فرماتے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیش بہا انعامات سے بہرہ ور ہو سکیں، اور
اپنے آپ کو اس کے فضل و کرم کا مورد بنا سکیں۔

ۛ شنیدم کہ در روز اُمید و بیم بدایں را بہ نیکیاں بہ بخشد کریم

بندہ محمد سعید شاد

۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

تعارف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

دُسر تا بہ قدم ہر کعبا کہ می بینم

کر شہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا رتبہ بخشا اور خلافتِ ارضی کا منصب عطا فرمایا۔ اس منصب اور شرف کے لیے کچھ قواعد و ضوابط کی پابندی لازمی قرار دی گئی۔ اس پابندی کو آسان تر کرنے کے لیے اپنے خاص برگزیدہ بندے بھیجے جن کو نبی اور رسول کہتے ہیں تاکہ انسان اُن کے عملی نمونہ اور تعلیم سے کما حقہ استفادہ کر سکے۔ اور خلعتِ خلافت کو تارتار ہونے سے بچا سکے۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضور سرورِ کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کا وجود مبارک ان صفات اور خوبیوں کا حامل ہوتا ہے۔ وہ پیدائشی طور پر گناہوں سے محفوظ اور معصوم ہوتے ہیں۔ مرتبہ نبوت وہی ہے۔ کسی نہیں۔ حضرت انسان کا کھلا کھلا دشمن شیطان ہے۔ جس نے انسان کے سامنے سرطاعتِ خم کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی عظمت کا قائل نہ ہوا۔ اس انحراف کی پاداش میں راندہ درگاہ قرار دیا گیا اس نے مجبوراً یہ ذلت تو برداشت کر لی مگر ساتھ ہی دعوے کیا کہ میں انسان سے پورا پورا بدلہ لوں گا۔ ساتھ ہی یہ بھی اقرار کیا کہ تیرے کچھ بندے ایسے ہوں گے جن پر

میرا جاو نہ چل سکے گا۔ مگر اکثریت میرے ہی احکام کی پابندی کرے گی۔ مگر اللہ کی رحمت اپنے بندوں سے جدا نہیں ہوتی۔ اُس نے ہدایت کے لیے قافلاً انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور جب سلسلہ نبوت ختم ہو گیا تو رُشد و ہدایت کا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء کے سپرد ہوا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: علماء اُمّتی عابداً بنی اسرائیل۔ میری اُمت کے عالم بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔ اُن کو منصب ولایت عطا ہوا۔ بے شک و شبہ ولایت کسی ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ منصب ولایت پر فائز ہونے والے انسان بھی پیدائشی طور پر خاص صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ پیدائشی ولی ہوتے ہیں۔ جن کو سنتِ الہی کے مطابق کسی شیخ طریقت کے زیر تربیت رہنا ضروری ہے ایسے لوگ شیخ طریقت کی توجہ سے دوسروں کی نسبت تھوڑی مدت میں بلند ترین مدارج پر پہنچ جاتے ہیں۔ بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اُن کی ہمت بلند اُن سے بھی آگے قدم بڑھا لیتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ شیخ طریقت بھی اُن سے فیض حاصل کرتا ہے، اگرچہ ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ مشہور نقشبندی بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے فرمایا کہ پہلے شیخ احمد سرہندیؒ مجھ سے فیض حاصل کرتے تھے۔ اب میں اُن سے استفادہ کرتا ہوں۔ ایسا ہی حضرت بابا امیر الدین رحمۃ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرق پوری کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ خواہ ان دونوں بزرگوں کے قول کو کس نفسی پر محمول فرمایا جائے۔ خواہ لوگوں پر اپنے مرید کی عظمت کے اظہار پر۔ بہر حال کوئی توجیہ بھی ہو، شیخ احمد سرہندیؒ اور حضرت میاں صاحبؒ کی عظمت کو تسلیم کرنا پڑے گا، اولیائے کرام کے گروہ میں سے دوسرے پیدائشی ولی تو نہیں ہوتے۔ مگر اُن میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ جو ہر موجود ہوتا ہے جو ولایت کا لازمہ ہے، ایک دفعہ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ

کا گزر کچھ بچوں پر ہوا جو کھیل رہے تھے۔ آپ نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا: کہ ان بچوں میں ایسے بھی ہیں کہ اُن پر اگر توجہ دی جائے تو وہ توجہ ضائع نہ جاتے گی۔ مگر ان کی یہ صلاحیتیں یونہی ضائع ہو جائیں گی، ایسے انسانوں کو اگر اچھا شیخ طریقت مل جائے تو ولایت کے مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔ یہاں میں ایک بات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ جن لوگوں کو کسی شیخ کامل کی صحبت نصیب ہو جائے تو وہ خواہ کسی ادنیٰ مرتبے پر بھی کیوں نہ ہوں، اُن کی صحبت ضائع نہیں جاتی۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعتِ بچہ ریا
 شیخ کامل کو عقیدت کے ساتھ ایک نظر دیکھ لینا بھی بہت بڑی خوش نصیبی ہے
 حضرت میاں صاحب نے ایک دفعہ فرمایا کہ سانپ اگر کسی کو ڈس لے تو اُس
 کا زہر کچھ نہ کچھ اثر ضرور کرے گا۔ اسی طرح اللہ کے بندے ہر آنے والے کو کچھ نہ
 کچھ دے دیتے ہیں۔ انشاء اللہ اُس کا اثر کسی نہ کسی وقت ضرور ہو جاتا ہے۔
 ۷ قسمت کیا ہر ایک کو قسم انبی نے جو شخص جس چیز کے قابل نظر آتا
 صحابیت ایک بہت بڑا درجہ ہے۔ جن صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی علیہ
 وسلم کی مدتوں صحبت اختیار کی اُن کا کہنا ہی کیا۔ لیکن جنہوں نے مسلمان ہونے
 کی حیثیت میں ایک دفعہ بھی زیارت کی وہ بھی صحابی ہیں اور جو کم سن اور کم عمر
 تھے اور کسی صحابی کے بیٹے تھے، اُن کو صرف زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اُن کو
 صرف زیارت کا شرف حاصل ہوا، اُن کو بھی صحابی صغیر کہا جاتا ہے، بے شک
 جن لوگوں کو عقیدت کے ساتھ ایک دفعہ بھی حضرت میاں صاحب کے دیدار
 مبارک کا شرف حاصل ہوا ہے، وہ بھی آپ کے فیض سے محروم نہیں رہیں گے۔
 ایک شخص لوگوں میں بڑائی کے سبب مشہور تھا۔ وہ ایک راستہ پر جا رہا تھا حضرت

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دوسری طرف سے تشریف لارہے تھے، اُس نے آگے بڑھ کر دست بوسی کا شرف حاصل کیا اور آگے بڑھ گیا، وہ چلا جا رہا تھا، کہ ایک شخص نے اُسے اُس کے بدنام سے پکارا غیب سے آواز آئی کہ اس کو ایسا نہ کہو۔ اس نے جنید سے مصافحہ کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا غلام مرتضیٰ رح بیربل شریف والوں سے اُن کے ایک مرید نے بار بار کہا کہ حضرت فلاں شخص مجھے بہت تکلیف دیتا ہے آپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا کیا کروں اس نے ایک دفعہ جب میں بچہ تھا، پیار کے ساتھ گود میں اٹھایا تھا۔ مجھے اُس خدمت کا لحاظ ہے۔ حضرت موصوف مریدوں کے باسے میں بڑے غیور تھے۔ مگر اتنی سی خدمت بددعا کے آڑے آگئی۔

حضرت میاں صاحب اُن اولیاء میں سے تھے جن کی مثالیں صرف متقدمین اولیاء میں ملتی ہیں۔ لہذا اُن کی صحبت میں ایک دفعہ بھی بیٹھنے والا آپ کی نظر عنایت سے محروم نہیں رہے گا۔ اصل عالم توارشاد باری کے مطابق وہ ہیں جن کے قلوب خشت الہی سے سرشار ہوں۔ بعض لوگ علم تو رکھتے ہیں لیکن خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ سے عاری ہوتے ہیں علم خود بڑی نعمت ہے اور نعمت کے اور عشقِ مصطفیٰ سے عاری ہوتے ہیں۔ علم خود بڑی نعمت ہے اور نعمت کے حصول کا ذریعہ بھی۔ لیکن عالم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد کسی اللہ والے کی جوتیاں سیدھی کرے۔ مکتب کا علم اور سکاوردنی علم اور اولیاء اللہ کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ فیضانِ الہی ہے۔ اولیاء اللہ ناسبِ رسول ہوتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں ہر سلسلے کے مرید حاضر ہوتے تھے۔ آپ کو بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ چشتی کے سامنے آپ بڑے جذبے کے

ساتھ فرمایا کرتے چشت اہل بہشت پھر حضرت بابا فرید کے بارے میں کچھ ارشاد فرمانے لگ جاتے اور قادری ہوتا تو فرماتے حضرت گیارہویں شریف والی سرکار تو یہ فرما رہی ہے اور تم یہ کہتے ہو۔ اُس وقت یوں معلوم ہوتا تھا کہ بغداد شریف والی سرکار خود فرما رہے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ اُن کی ترجمانی کرتے ہیں۔ حضرت میاں غلام اللہ صاحب کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ میں نے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اُن کے لیے خلافت کی اجازت حاصل کر لی ہے۔ اب خود غور کرو ہر عالم کا یہ منصب نہیں جو عالم بھی یہ سمجھتا ہے کہ میرے لیے میرا کتابی علم کافی ہے وہ فریب خوردہ انسان ہے۔

حضرت میاں صاحب کا جو اندازِ تبلیغ تھا، اُس کو براہِ راست جاننے والے چند نفوس باقی رہ گئے ہیں اور اُس کی ایک جھلک زیرِ نظر کتاب میں موجود ہے۔ پنجابی زبان کے سادہ لفظوں میں تبلیغ فرماتے تھے۔ بڑے بڑے دیدارِ اشخاص خدمت میں حاضر ہوتے، کسی کی پٹائی ہوتی، کسی کو یونہی نصیحت فرماتے۔ لیکن بیٹھک شریف سے جب وہ اشخاص باہر آتے تو بادیدہ نم چہرے پر خاص قسم کی نورانیت، آنکھوں میں عجیب سی مستی چھائی ہوتی، چال میں عجز و انکساری غرض کہ یکسر بدل چکے ہوتے اور انہی اشخاص کو اگر کچھ دنوں کے بعد دیکھنے کا موقع ملتا تو پہچاننا مشکل ہو جاتا۔ چہرے پر سنت کے مطابق ڈاڑھی، سر پر ٹوپی یا ٹوپی پر پگڑی، کھلی آستینوں والا کرتا، گھٹنوں تک، سادہ اور صاف لباس زیب بدن، دنیا ہی بدل چکی ہوتی۔ ایک عورت ہمارے ہمسایہ میں رہتی تھی اُس کا ایک بھانجا اُسے ملنے کے لیے آیا کرتا تھا۔ بڑا دینگ طبیعت۔ لمبی لمبی موچھیں پتنگ بازی کا شائق، ٹانگہ چلایا کرتا تھا، بڑا لڑاکا، ایک بازو کسی لڑائی میں داغدار ہو چکا تھا۔ اُس سے خوف آیا کرتا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد اپنی خالہ کو ملنے کے لیے آیا۔

تو فرشتہ سیرت انسان تھا، وہ آہی رہا تھا کہ میرے والد صاحب نے اُن کو اپنے پاس بٹھالیا اور وہیں اُس کی خالہ کو بلا لیا۔ والد صاحب فرمانے لگے "جیوں! (یہ اُس عورت کا نام تھا) دیکھ تیرا ایہہ اوہو ای بھانجا اے، ایسا کس طرح ہوا؟ وہ ایک ایسے کام کی دعا کے لیے میاں صاحبؒ کے پاس حاضر ہوا جس کا میں یہاں ذکر مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ یہ سمجھ کر گیا تھا کہ کوئی عام پیر ہے، اُس کی دعا سے شاید میرا مطلب حاصل ہو جائے۔ میاں صاحبؒ نے اُس کی خوب پٹائی کی اور کچھ ارشاد فرمانے کے بعد کہا "چلے جاؤ" عشق کا جو بھوت اُس کے سر پر سوار تھا، نکل چکا تھا، اُس شخص نے خود مجھ سے کہا کہ جب میاں صاحب مجھے مار رہے تھے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ مارتے ہی چلے جائیں، پھر میرا دل چاہتا تھا چونکہ آپ تھک گئے ہیں اس لیے میں اُن کی مٹھی چا پی کر دوں۔ یہ تھا تربیت کا ایک نرالا رنگ۔

زیر نظر کتاب آپ کے مرید میاں خدا بخش صاحبؒ کی کاوش کا نتیجہ ہے انہوں نے اُن تمام خطبات کا خلاصہ جمع کیا ہے جو اُن کی حاضری میں حضرت میاں صاحبؒ نے شرق پور میں ارشاد فرمائے تھے، نہ کوئی لمبی چوڑی تمہید ہے اور نہ لچھے دار تقریر۔ مگر جن مبارک انسانوں نے اُن کے وعظ سنے ہیں۔ وہی آنکھوں دیکھا حال بتا سکتے ہیں۔ آپ وعظ فرما رہے ہیں۔ اکثر کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہیں۔ کسی کی چینیں سُنائی دیتی ہیں۔ کوئی حال سے بے حال ہو رہا ہے اور دل چاہتا ہے کہ آپ کا سلسلہ کلام ختم ہی نہ ہو۔ یوں معلوم ہوتا ہے مسجد کی ساری فضا نور سے بھری ہوئی ہے۔ حاضرین پر رحمت کی بارش ہو رہی ہے۔ علما اپنی استعداد کے مطابق اور عوام اپنی قابلیت کے مطابق سر چہرہ رحمت سے یکساں فیض یاب ہو رہے ہیں۔ سامعین کے دلوں کا حال حضور پر روشن ہے اور اشاروں ہی اشاروں میں اُن کو تنبیہ فرما رہے ہیں ایسے حالات

میں تمہید و تسلسل کی ضرورت ہی نہ تھی کبھی ایسی باتیں بھی فرما جاتے جو عام سمجھ سے بالاتر ہوتیں، گویا یہ کلام خواص کے لیے ہے کبھی اہل شہر کی طرف توجہ ہوتی، تو سو خوروں کے لیے فرماتے "سور کھاتے ہو، سور، قیامت کو کیا جواب دو گے؟" آج کس میں جرأت ہے کہ کھلے لفظوں میں ایسا کہہ سکے۔ سننے والے رنجیدہ نہ ہوتے بلکہ اپنی اصلاح کی کوشش کرتے۔ مجال دم زدن نہ تھا۔ زبان پر "ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيِّنَاتٍ" (پھر اس کا بیان ہمارے اوپر ہے) کا قیاس ہوتا تھا۔ گویا کہنے والا آپ کی زبان مبارک سے کہلوار ہا ہے۔ حضور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہا۔ ہاتھ غیبی جو القا کر رہا ہے، وہی بیان ہو رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ صحیح کیفیت بیان کرنے سے میرا قلم قاصر ہے۔ وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ سچ فرمایا۔ خدا کے سچے اور پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو قبول فرماتا ہے تو اُس کا ڈھنڈورا آسمان پر پٹ جاتا ہے اور اُس کی آواز دنیا کے گوشہ گوشہ میں سنائی دیتی ہے۔ پھر دُور و نزدیک سے لوگ کھچے ہوئے اُس نیک بندے کی طرف چلے آتے ہیں وہ مقام رشد و ہدایت پر فائز ہوتا ہے۔ اُس کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دلوں پر تیر و نشتر کا کام دیتا ہے، دلوں کی سیاہیاں دُھل جاتی ہیں اور نور الہی سے دل منور ہو جاتے ہیں۔ وہ جو کچھ کہتا ہے خدا کی طرف سے کہتا ہے۔ گفتہ او

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

آپ ان خطبات کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں، جتنی دفعہ پڑھیں گے، نئی لذت حاصل ہوگی اور نیا سرور آئے گا۔ قرآن کریم چودہ سو سال سے پڑھا جا رہا ہے، لیکن ہر دفعہ پڑھنے سے نئی لذت اور نیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی ایسی کتاب نہیں جو اتنے تکرار سے پڑھی جائے اور پھر بھی لذت قائم رہے یہ اللہ کا کلام ہے، لیکن اللہ کے بندوں کے کلام میں اللہ کی بخشش ہوتی ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ جتنی

بار پڑھا جائے اتنا ہی لطف آتا ہے پڑھنے کے وقت ایسا تصور کر لیا کریں کہ اللہ کے شیر اور حضور پر نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے محراب کے نزدیک ہاتھ میں عصا لیے وعظ فرما رہے ہیں اور جو کچھ ان خطبات میں فرماتے ہیں، ان کو اپنے حال پر منطبق کرتے جائیے، میرا ایمان ہے کہ آپ پر بھی وہی کیفیت طاری ہو جائے گی، جو حاضرین پر ہوا کرتی تھی اور اصلاح احوال کے لیے یہ خطبات بہت ہی مفید ثابت ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت پر کچھ اچھی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں اور بہت سی اچھی کتابیں لکھی جائیں گی۔ مگر یہ پہلو تشنہ تخریر تھا کسی صاحب نے اس پہلو کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ میں نے آج سے چالیس سال پہلے انقلاب الحقیقہ حصہ دوم کے دیباچے میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ کسی ولی اللہ کے کشف کرامات کو ثانوی حیثیت حاصل ہوتی ہے، سب سے اول اور مقدم بات یہ ہے کہ اُس ولی کے بارے میں یہ دیکھا جائے کہ اُس میں دلوں کی دنیا بدلنے کی کہاں تک اہلیت ہے۔ کیونکہ اصل کام تو یہی ہے کہ اپنے رب کریم سے غافل انسانوں میں ایسی تبدیلی کر دی جائے کہ وہ خدا کے دربار میں سجدہ ریز ہو جائیں اور اُس کے رسول کی محبت میں سرشار۔ یہی اصل کام ہے۔ یہ خطبات اُس کی ایک جھلک ہے۔ میاں خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سعادت مندی ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات کو اپنی یادداشت کی بناء پر تحریر کرتے رہے، اور اس طرح کچھ نہ کچھ ذخیرہ جمع ہو گیا۔ ایسی ترغیب بھی خدا کے فضل کی نشانی ہوتی ہے۔ خدا جب چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے کسی نہ کسی نیک بندے سے اپنا کام لے لیتا ہے۔

خاکپائے شیر ربانی

مولوی ظہور ربی عفی عنہ ، مچھرون ضلع شیخوپورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهٖ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

ویسپاچہ

خدا درانتظارِ حمد نیست محمد چشم بر راہِ ثنا نیست
 محمد حامدِ حمد خدا بس خدا مداحِ شانِ مصطفیٰ بس
 ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک جب کہ بندۂ گورنمنٹ ہائی سکول شرق پور شریف میں
 ایک طالب علم تھا، میرا زیادہ وقت قبلہ حضرت ثانی لاٹانی علیہ کی قدم بوسی میں گذرتا
 جو محبت اور توجہ حضرت قبلہ ثانی و لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے نصیب رہی وہ شاید ہی
 کسی اور کے حصّہ میں آئی ہو۔ چار سال کا یہ عرصہ میرے لیے سرمایہ حیات ثابت ہوا۔
 آپ کا پیار اور شفقت تا زندگی بھلا یا نہیں جاسکتا۔

اپنے پیر و مرشد حضرت کرماں والی سرکار کی صحبت اور غلامی میں کچھ وقت
 گزارا۔ آپ کی نوازشات اور توجہ خاص کو میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ آپ کی مہربانیاں
 صرف اس وجہ سے تھیں کہ بندہ آپ کے پیر بھائی کا بیٹا ہے۔ کرماں والا ضلع فیروز پور
 اور اب ضلع ساہی وال میں جب حاضر ہوتا تو آپ فرماتے یہ تو میرے پیر بھائی کا بیٹا
 ہے اور خصوصی توجہ سے سرفراز فرماتے۔ آپ کی دھیمی دھیمی اور میٹھی میٹھی باتیں میرے
 قلب و روح کے لیے باعثِ مسرت و ابہتاج ہوتیں۔ ایک ایک کر کے یہ سب
 نورانی ہستیاں ہمیں داغِ مفارقت دے گئی ہیں۔ بارگاہِ ربّ العزت میں نہایت

عجز و نیاز سے دعا گو ہوں کہ ان کے آستانے رہتی دنیا تک شاد و آباد رہیں ، اور صاحبزادگان کو دین اور دنیا کی تمام نعمتیں حاصل ہوں۔ آمین۔

آبا جان نے پچپن ہی میں مجھے کریمیا۔ پندنامہ شیخ عطار۔ گلستان و بوستان۔ انوارِ سہیلی و دیگر دینی کتب پر حادی تھیں اور میری تربیت دینی ماحول میں فرمائی چونکہ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب نے آبا جان کو مطالعہ کی خاص اجازت فرمائی ہوئی تھی اس لیے بیشتر وقت پڑھنے اور لکھنے میں گزرتا اور لطف کی بات یہ ہے کہ آبا جان ہمیشہ دوزانو بیٹھ کر مطالعہ فرماتے۔ توجہ اور انہماک کی کیفیت دیدنی ہوتی۔ اپنے شیخِ کامل سے عقیدت اور نسبت کا یہ مقام تھا کہ کسی کو نام لے کر پکارنے کی اجازت نہ تھی۔ گھریا باہر کبھی دنیا کی کوئی بات نہ ہوتی بس ہمیشہ اپنے پیر و مرشد کی عنایات اور مہربانیوں کی یادوں کا تذکرہ فرمایا کرتے۔ اکثر فرمایا کرتے ”اگر شرق پوری سرکار کی غلامی اور فقیری نصیب نہ ہوتی تو نہ جانے کتنا بڑا حال ہوتا نہ دین کے رہتے نہ دنیا کے۔ آبا جان نے سینکڑوں خطوط مجھے لکھے۔ کسی ایک خط میں بھی دنیا کی کوئی بات نہیں ملتی یہاں چند خطوط کی نقول پیش کروں گا۔ قارئین کرام! میں بے حد گناہگار ہوں۔

ع من آثم کہ من دائم

بس جو کچھ بھی ہوں ان بزرگانِ عظام کے فیضانِ نظر کے صدقے سے ہوں۔ میری کم علمی اور کم مائیگی کے باعث اس کتاب میں کوئی خامی دیکھیں تو قلمِ عفو سے درست فرمادیں چونکہ داناؤں کا قول ہے کہ کتاب کا مطالعہ کرتے وقت زبان دانی اور افتنا پردازی پر خاص توجہ دینے کی ضرورت نہیں، بلکہ صرف خیالات اور کوشش پر توجہ دینی چاہیے۔ ہاں اگر کوئی بات پسند خاطر آجاتے تو اس بندہ عاجز و ناتواں کے حق میں دعائے خیر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

کسی کی مغفرت کا یہ اگر ساماں ہو جائے تو شاید حشر میں مشکل میری آسان ہو جائے

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ اولیائے کرام ہی ایسی ہستیاں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین اور شریعت مطہرہ کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا۔ کروڑوں ہا غیر مسلموں کو مسلمان کیا اور گمراہ مخلوق کو راہِ راست دکھایا۔ سرکارِ مدینہ کی طرف سے اولیائے کرام کو علاقے تفویض ہوتے تھے جہاں کتاب و سنت کے احیاء کی تمام ترقی داریاں ان کو سونپی جاتی تھیں بالخصوص ہندوستان میں دین کی ترویج و اشاعت ان ہی بزرگانِ عالمی مقام کی بدلت ہوئی سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ حضرت خواجہ باقی باللہؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ حضرت خواجہ فرالدین مسعود ملقب بہ گنج شکرؒ الغرض سینکڑوں اولیائے کرام ہندوستان میں مامور ہوئے۔ صرف لاہور شہر میں ساٹھ سے زائد بڑے بڑے اولیائے کرام دور دراز کی مسافتیں طے کر کے تشریف لائے۔ شبانہ روز کے مجاہدوں اور ریاضتوں کے درمیان انہوں نے رشد و ہدایت کے سلسلے جاری کیے اور بالآخر یہیں پیوندِ خاک ہوئے۔ یوں ہندوستان کے شہر شہر میں اسلام کا بول بالا ہوا اور ان بوریائشمنوں کے فقر کا سکہ پورے برصغیر میں بٹھکتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ پورے برصغیر میں رسولِ عربیؐ کے نام ایسا پیدا ہو گئے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ ”ہند سے مجھے خوشبو کی مہک آ رہی ہے۔“ یہ مہک برصغیر پاک و ہند میں اسی بادِ نسیم کی لائی ہوئی ہے جن کو عرفِ عام میں صوفیائے کعب سے پکارا جاتا ہے۔ ان کا تذکرہ ہمارا فرض ہے اگر ہم اپنے ان محبین کا شکر و ذکر کرنے میں بخل سے کام لیں گے تو خدا کا شکر کیسے ادا کر پائیں گے۔ چنانچہ بندۂ عاجز کے نزدیک شکر یہ ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان بزرگانِ دین کی پاکیزہ زندگی کے حالات دوسروں تک پہنچا کر ان کے ارشادات و مفوظات کو عام کیا جائے۔

اسی ضمن میں بندہ اپنے علاقہ کی ایک نامور ہستی کا ذکر خیر کرنے کی سعادت

حاصل کرتا ہے۔ اس نورانی ہستی کا ظہور شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ میں ہوا۔ یہ ایک ایسی بلند پایہ اور گراں قدر ہستی ہے جس کے مداح حد فہم و ادراک سے ماوراء ہیں۔ دین حق اور شریعت مطہرہ کی حفاظت جس تندہی اور ہمت سے آپ نے فرمائی وہ دنیا والے خوب جانتے ہیں۔ اس علاقہ میں بسنے والے ہر مذہب اور فرقہ کے لوگوں نے خیر و برکت کا حصہ بقدر استعداد آپ سے پایا۔ آپ کا نظم و ضبط، جمال و جلال، مجاہدہ و ریاضت، صبر و استقلال، عادات و اطوار، کردار و گفتار، نشست و برخاست، طعام و کلام، خوراک و پوشاک و عطا و نصیحت، تعلیم و تلقین، غرضیکہ آپ نے زندگی کے ہر شعبہ میں آقائے نامدار حضور نبی کریم صلعم کی عین متابعت میں رہتے شب و روز گزارے، میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ سچی بات تو یہ ہے کہ شرق پوری سرکار کے مدارج کو کوئی سمجھ ہی نہ سکا۔ گو میرا مدعا یہاں سیرت و سوانح بیان کرنا نہیں تاہم تبرک کے طور پر چند باتیں قبلہ والد گرامی کی تحریروں میں سے پیش کرتا ہوں۔ آپ جب پرائمری سکول میں پڑھتے تھے تو ہمیشہ دو زانو بیٹھتے تھے۔ بھلا اس کم عمری کے عالم میں آپ کو دو زانو بیٹھنا کس نے سکھا دیا۔ ہمیں تو التعمیات میں بھی دو زانو بیٹھنا مشکل ہے۔ یقیناً یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی تربیت کا اثر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آقاؐ زندگی سے لے کر انجام زندگی تک حضورؐ کی ہر سنت پر دل و جان سے عمل فرمایا کرتے تھے۔ شریعت مطہرہ کی پابندی جس اہتمام و انصرام سے آپ نے فرمائی اور پھر اپنے مریدوں سے کرائی اس کی مثال ملنی محال ہے۔ بندہ نے اپنے والد گرامی کو زندگی کے آخری ایام تک اپنے پیرومرشد کی ہر ادا کا پابند پایا۔ یاد رکھیں! بے ادب کبھی ولی نہیں ہو سکتا کیونکہ ولایت کے لیے سنت کی پیروی لازمی ہے اور بے ادب اخلاق نبوی سے منحرف ہوتا ہے۔

حضرت میاں صاحب التقیات کو نہایت اطمینان اور سکون سے پڑھتے اور اُس وقت عجز و انکساری کی انتہائی حدود میں ہوتے اور فرمایا کرتے تھے، کہ التقیات میں قرب خداوندی ہے۔ آپ دنیا میں رہ کر دنیوی علائق سے مبرا تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ”نہ بھگی نہ فوجھی طبیعت رہے اچھی“ گو بظاہر کوئی خاص سلسلہ آمدنی نہ تھا مگر آپ کا دسترخوان ہمیشہ شاہانہ ہوتا تھا۔ کسی نے دل میں جو چیز بھی کھانے کا ارادہ کیا آپ اس کو وہی چیز مہیا فرما دیتے۔ ان دنوں تعمیر مساجد کے لیے ہم لوگ چندے اکٹھے کرتے ہیں اور ان ذرائع میں جائز و ناجائز کی بھی کوئی تمیز نہیں کرتے۔ مگر آپ نے اپنی مسجد پر کوئی مشکوک شے نہیں لگنے دی۔ مقروض کا قرض اپنی جیب سے ادا فرماتے۔ اکثر حاجت مندوں کی حاجت روائی اپنی جیبِ خاص سے فرماتے۔ آپ نے بوقتِ رحلت اپنے بے حد عزیز اور محترم بھائی حضرت قبلہ ثانی لاثانیؒ کو فرمایا، گھبراننا نہیں مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا، انشاء اللہ تمہیں کسی بات کی کمی نہ رہے گی۔ حضرت قبلہ ثانی لاثانیؒ نے زندگی بھر آپ کی اس وصیت پر بھرپور عمل فرمایا اور ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی آپ کے ہاں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

بقول شاعرہ

دنیا میں تو ایسا ہو رہ جوں مرغابی سا گھر میں

نام پیا کا ایسے جپنا جوں چپت ناری گا گریں

صحیح مرد میدان وہ ہے جو گھر میں دنیا دار معلوم ہو تو مسجد میں اہل دین کا سردار
دنیا کا ہر کام کرے مگر دین کا ہر وقت دھیان رکھے، بقول کسے ”ہمتہ کاروتے
دل یاروتے، تارک دنیا کمزور اور تارک دین نعمت ایمان سے محروم ہے۔
جناب مولوی برکت علیؒ امام و خطیب مڑھ بھنگواں جن پر اعلیٰ حضرت بے حد راضی

تھے، انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے۔

طرز تیری سوہتی ایسہو جی اتوں وچوں لوکاں دنیا دار ہووے
اے پر ہووے چھری محبوب دی پھری بوئی اندر وار تے وار ہووے

سینہ بچھ بچھ کباب ہووے ہتھ وچ دنیا والی کار ہووے
برکت کیمپر پرواہ اوہوں جسدا ایسہو جیاسٹا ہو کار ہووے

مرید صادق الاعتقاد پر لازم ہے کہ وہ اپنے شیخ کی اولاد، اندراج، احباب، برادر
اور قرابت دار کا بے حد احترام کرے۔ جب تک آداب کی رعایت نہ کرے
گافیض اور رحمتِ الہی سے محروم رہے گا۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

ہم خدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں بے ادب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہتا ہے
شرق پوری سرکار کو کتاب و سنت کے احیاء کا بے حد خیال تھا۔ اللہ کے
دین کی اشاعت اور سنتِ نبوی کے احیاء کے لیے آپ نے اپنے نائبین مقرر فرمائے
ہوئے تھے اور ان کے ذمے تبلیغِ دین کا کام لگایا ہوا تھا۔ اس غلام و فقیر کے پروردگار
کراماں والی سرکار نے دین کی جو خدمت پہلے کرماں والا (ضلع فیروز پور) اور پھر کراٹوالا
نزداد کاڑھ ضلع ساہیوال میں کی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی
منظہرِ جمال تھی۔ ہر لمحہ میٹھی میٹھی مسکراہٹ آپ کے چہرہ مبارک پر آنے والے کا
استقبال فرماتی۔ دکھی دلوں والے غم زدہ پریشان حال جو شخص بھی آپ کے پاس آ
گیا وہ شاداں و فرحاں واپس لوٹا۔ اب آپ کے صاحبزادگان اسی سلسلے کو قائم و
دائم فرمائے ہوئے ہیں اور اشاعتِ دین میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ مجسمہ نور
حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحبِ منظہرِ جلال کیلیاں والی سرکار کو تحصیل حافظ آباد

ۛ جناب شرق پوری سرکار

ضلع گوجرانوالہ کا علاقہ سونپا گیا تھا۔ آپ نے کمال مستعدی سے اپنے علاقے میں دین کی خدمت فرمائی۔ اب آپ کے صاحبزادگان کمال ہمت اور استقلال سے دینی فرائض کی بجا آوری فرما رہے ہیں۔ ضلع سرگودھا کا علاقہ فاضل اجل حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحب پیر بلوی کو تفویض فرمایا تھا۔ یہ علاقہ قبلہ حضرت مومح کے فیضان کا ممنون ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک انشاء اللہ العزیز جاری رہے گا۔ حضرت قبلہ میاں رحمت علی گھنگ ضلع لاہور والی سرکار کو ملجے، کما علاقہ سپرد کیا گیا۔ جہاں آپ نے توجہ باطنی سے چوروں اور ڈاکوؤں کی اصلاح فرمائی اور اپنے پیر و مرشد کا مشن خوب جاری رکھا اور یہ سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں رہتی دنیا تک چلتا ہی رہے گا۔ علیٰ ہذا القیاس اور بھی بے شمار نامور ہستیاں دیگر جگہوں پر مامور ہیں۔ قبلہ والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ شرق پوری سرکار اکثر جمعتہ المبارک میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

عالم و حافظ و زاہد و صوفی ایں جملہ شدی و لے مسلمان شدی
کتاب و سنت سے زہد و تقویٰ کا علم حاصل کرنا اور چیز ہے اور اسی چیز کو کسی عارف کامل کی صحبت اور فرماں برداری سے اخذ کرنا اور بات ہے صورت اول صرف قال ہی قال ہے جب کہ دوسری صورت میں قال و حال دونوں ہیں۔ آپ کے سامنے کئی ایک ایسے عالم ہوں گے جو شریعت کے تمام اوامر و نواہی کا علم تو رکھتے ہیں مگر ذائل نفسانی یعنی غصہ، حسد، لالچ، غرور، حرص، شہوت، ریا، بخل، تکبر و عجب وغیرہ سے ہرگز محفوظ نہیں ہیں اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ عارف کامل کی صحبت کے بغیر صرف رسمی عبادت سے تصفیہ اور تزکیہ حاصل کر سکتا ہے تو وہ سراسر کاذب و فریب خوردہ ہے۔ اس کے برعکس ایسے نسبتاً کم علم بندگان خدا بھی ہیں جو صرف اپنے شیخ کامل ہی کی تربیت سے مذکورہ بالا تمام ذائل نفسانی

تانیفتہ پر تو مردِ نظر
از وجودِ خویش کے یابی خبر
پس نیکند نفس را جز ظلِ پیر
دامن آں نفس کس ساخت گیر
یہ مسئلہ اہم ہے کہ فیضِ باطنی اور قُربِ خداوندی کے حصول کے لیے کسی
مہیرِ کامل کی رہبری اور رہنمائی لازمی اور لایسہ ہے ورنہ ذوقِ عرفان سے یکسر خالی رہی
عبادت کا مہ نہ آسکے گی۔ روحانی امراض کے لیے روحانی طبیب یعنی ولی اللہ کی
ضرورت کو کسی طور بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر صرف کتاب اللہ اور سنتِ صحیحہ
کا علم ہی فلاح اور اصلاح کا موجب ہوتا تو تمام علمائے دین عارفانِ کامل بن گئے ہوتے
مگر ایسا نہیں ہے۔ انجینئرنگ یا میڈیکل کالج کے طالب علم کے لیے کتابی علم یعنی
تھیوری (THEORY) جس کے معنی قیاس، کلیہ اور اصول ہیں کے علاوہ پریکٹیکل
(PRACTICAL) یعنی عملی کام سیکھنا لازمی ہے۔ اگر کوئی طالب علم محض کتابیں ہی پڑھتا
رہے تو وہ کبھی ماہر ڈاکٹر یا سرجن یا ماہر انجینئر نہیں بن سکتا۔ بعینہ محض کتابی عالم اس وقت
تک مردِ کامل نہیں بن سکتا جب تک وہ استادانِ طریقت و مشائخِ کامل کی صحبت
میں رہ کر عملی (پریکٹیکل) تربیت حاصل نہیں کر لیتا۔

پہلے عرض کی جا چکی ہے کہ مشرقِ پوری سرکار نے مختلف علاقوں میں بڑے بڑے
ناہین مقرر فرمائے ہوئے تھے۔ ان حضرات کے علاوہ آپ کے بے شمار غلام اور فقیر اکثر
دیہاتوں میں بھی مامور تھے۔ ان غلاموں اور فقیروں نے بھی اپنے پیرو مشد کی تعلیم کو بے حد
فروغ دیا اور آپ کے فیض کو جاری و ساری رکھا۔ آپ ان ناہین اور غلاموں کا محاسبہ
بھی فرماتے رہتے۔ کسی کی غفلت پر تنبیہ بھی فرماتے۔ جب آپ کو پتہ چلتا کہ فلاں بلی
نے دین کی خوب خدمت کی ہے تو آپ خوش ہونے اور آپ کی یہی خوشی غلاموں
کے دلوں میں اکہم ذات نقش کرنے کا باعث بنی۔ آپ کے غلام جو مقرر کردہ ٹھکانوں

کو چھوڑ گئے وہ بالآخر کہیں کے بھی نہ رہے۔ وہ تو کیا ان کی اولادیں بھی آج تک بھٹک رہی ہیں۔ میرے والد گرامی کو آپ نے فرمایا کہ چکے میں مقیم ہو جاؤ۔ دین کی خدمت کرو نمازیوں کی تعداد بڑھاؤ، بچوں کو قرآن شریف پڑھاؤ، اللہ کریم سب کچھ دہیں عطا فرمائے گا۔

الحمد للہ! قبلہ والد گرامی نے پچھن سال آٹھ ماہ اور سات دن تک اسی چکے میں آپ کے فرمان کے مطابق دل و جان سے دین کی خدمت کی اور آپ کی دعا و برکت سے ”سب کچھ“ بھی مل گیا۔ زیر نظر کتاب ”خطبات شیر تباری“ بھی ایک ایسی ہی نعمت ہے جو ”سب کچھ“ میں شامل ہے۔ قبلہ والد گرامی کے سوانحی حالات اگلے صفحوں میں ملاحظہ ہوں۔ یا اللہ بندۂ عاصی کی اس کوشش کو قبول فرما! آمین

رباعی

من بندۂ عاصمِ رضائے تو کجا است	تاریک لم نورِ ضیائے تو کجا است
مارا تو بہشت گر بطاعتِ بدیہے	اں بیع بود لطفِ عطائے تو کجا است
ترجمہ: میں گناہگار ہوں تیری رضا کہاں ہے	میرا دل سیاہ ہے تیری روشنی کا نور کہاں ہے
ہم کو اگر بہشتِ طاعت کے بدلے تو دیوے	تو یہ بیع ہے تیری مہربانی اور بخشش کہاں ہے

بندۂ ناچیز

میاں محمد سعید شاہ

۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

گزارش از ناشر کتاب

جناب میاں محمد سعید ثناء و جب کتاب کا مستودہ لے کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ حضرت میاں شیر محمد شرق پوری کے خطبات آپ شائع کریں، تو میں بے حد خوش ہوا کیونکہ میں اولیاء اللہ رحمہم علیہم اللہ کی جو اور جیسی بھی خدمت کر سکوں، اپنے لیے باعثِ رحمت اور آخرت میں نجات کے لیے ایک ذریعہ سمجھتا ہوں۔ اس سے پہلے میں ایک اور کتاب ”غزویۃ معارف“ اردو ترجمہ ”ابریزہ“ جسے حضرت احمد بن مبارک سلہاسی نے آج سے پونے تین سو سال پہلے البحر اتر (افریقہ شمالی) میں تالیف کیا تھا، اس میں ملفوظات حضرت سید عبدالعزیز دباع مغربی (جو ان پڑھ تھے مگر بات علم لدنی کے فیضان سے ایسی کرتے تھے جس سے بڑے بڑے جید علماء حیران رہ جاتے تھے) درج کیے گئے تھے، شائع کر چکا ہوں۔

میں بھی سلسلہ قادریہ سے منسلک تھا۔ میرے پیر صاحب (جو سید نہ تھے اور اپنے ہاتھ سے روزی کماتے تھے) کا انتقال بھی ۱۹۳۳ء میں ہو گیا تھا۔ غرضیکہ بزرگوں سے عقیدت نہی نہیں سیکول میں بھی طالب علمی کے زمانے میں حضرت امام غزالی کی کتاب ”اربعین“ کا مطالعہ بڑے ذوق و شوق سے کیا تھا۔ ”تاریخ اراٹیاں“ از علی اصغر چوہدری بیڈماسٹر میں حضرت میاں صاحب کا کا مختصر تذکرہ جیسا کچھ مل سکا، درج کیا گیا ہے اس میں برادری کے دیگر اولیائے کرام

کے مختصر تذکرے بھی ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ یہ خدمت میرے لیے نئی نہیں۔
 اسے عین سعادت مندی سمجھتا ہوں۔ اپنی طرف سے اچھی طباعت و کتابت کا
 بندوبست کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ تکمیل کو پہنچائیں کیونکہ توفیق اور
 کارگزاری من جانب اللہ ہے۔

مسودہ جو جناب محمد سعید شاد صاحب نے لکھا تھا اُسے خود انہوں نے
 حضرت میاں ہمیل احمد شرقپوری کے فرمان کے مطابق جناب پروفیسر بشیر احمد صدیقی صاحب
 صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی سے نظر ثانی کرایا ہے، جنہوں نے بڑی
 عرق ریزی فرمائی ہے۔ تاہم ایک دفعہ پڑھنے سے جو سہورہ گئے تھے،
 وہ اس احقر نے اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق درست کر دیئے ہیں۔ قارئین سے
 گزارش ہے کہ جو خامی وہ محسوس کریں اور پائیں وہ بلا تکلف تحریر فرمادیں، تاکہ
 دوسرے ایڈیشن میں مناسب اصلاح کر دی جائے۔

خادم الاولیاء کرام

سر دار محمد

علمی کتاب خانہ

کبیر سٹریٹ، اردو بازار۔ لاہور

۳۳ سوال نمبر ۳

مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۸۰ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مختصر حالاتِ زندگی

شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ از بیاض حضرت میاں خدابخش مریدِ خاصِ اعلیٰ حضرت شرقپوری
تاریخ پیدائش | شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت
مبارک بیس جون ۱۸۶۳ء کو ہوئی۔ ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ
نے دیگر عورتوں کے ہمراہ قصور میں ایک بزرگ کی خانقاہ میں نفل پڑھے وہاں
بچے کی ولادت کی طرف اشارہ ہوا اور یہ کہ اس کا نام شیر محمد رکھنا۔ آپ کے
والد ماجد حضرت مولوی میاں عبدالعزیز بن مولوی حافظ محمد حسین بن مولوی محمد صالح
تھے آپ کے نانا مولوی غلام رسول جن کا بیٹا اور پر جا کر میاں صاحب سے جا ملتا
ہے، شرقپور میں رہتے تھے۔ وہ صاحبِ کمال بھی تھے۔ ایک دفعہ شرقپور میں
وہاں پڑ گئی۔ لوگوں نے دعا کی درخواست کی فرمایا: "میں نے دعا کی ہے انشاء اللہ
خیریت رہے گی، اس محلے میں ایک لڑکی مرے گی۔" سو ایسا ہی ہوا۔ آپ
لے صحیح تاریخ پیدائش اب تک معلوم نہیں ہو سکی۔ درج شدہ تاریخ پیدائش
تاریخ وفات سے عمر ۶۵ سال دو ماہ منہا کرنے سے نکالی گئی ہے۔ اس کی صحت
کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ (سرور محمد)

سید قطب امام حجرہ شریف والوں کے مرید تھے۔ حضرت میاں صاحب کے
آباؤ اجداد بھی شرق پور میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ یہیں آپ کی پیدائش ہوئی۔
بوقتِ وصال نانا جان نے سچے کو سینے پر رکھا اور اپنا لعابِ دہن ان کے منہ
میں ڈالا اور انتقال فرما گئے۔

ولادت سے قبل اور ولادت کے بعد کچھ بزرگ فخر پور آتے رہے اور شرق پور
میں ایک ولی کامل کی بشارت دیتے رہے جو زبانِ زردِ خلائق ہیں۔ اختصار کے لیے
نظر انداز کئے جاتے ہیں۔

بچپن | بچپن میں آپ جب کبھی لڑکوں کو کھیلتے دیکھتے تو فرماتے: "ہم
اپنا کھیل کھیل گئے" اور گھرا کر اسم ذات لکھنا شروع کر دیتے۔ اور یہی کام
کرتے رہتے۔ آپ گھوڑوں کے شاہسوار بھی تھے۔ جب گھوڑی پر کونوئیں سے
گھر کو آتے تو راستے میں مسافر تھکے ماندے بوڑھوں کو ساتھ سوار کر لیتے خواہ اس
کے ساتھ ایندھن ہی کیوں نہ ہو۔ جب مدرسے میں پڑھتے تھے تو دو زانو ہی بیٹھتے
تھے۔ آپ نے لڑکپن میں بھی لڑکیوں کی طرت التفات نہ کیا۔ عورتوں کے کہنیوں
تک کے کرتے ناپسند کرتے تھے۔ اپنی دادی صاحبہ تک کو کہہ دیا کہ اگر ایسا کرتا
پہنا تو میں نہیں آؤں گا۔

بچپن کے وظائف | آپ درود شریف بکثرت پڑھتے تھے ہر روز

۴۰۰۰ بار، ذکر نفی اثبات اور پاس انفاس ارہ پر بھی بہت محنت کی۔ حضرت
سعادت علی شاہ صاحب حجرہ شریف والوں سے جب بیعت کی درخواست کی
گئی تو آپ نے معذرت کر دی کہ مجھ میں زان کو مرید بنانے کی طاقت نہیں ہے
حالانکہ ان کے دوسرے بھائی انہی سے بیعت تھے۔

آپ خود فرماتے تھے کہ مجھے ۱۴ یا بعض روایتوں کے مطابق ۳۴ اولیا کرام

نے بیعت کی پیش کش کی لیکن میں دو باتیں پیش کرتا کہ (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے (۲) میری طبیعت پانی کی طرح پانی پانی ہو جائے۔ اس مطالبے پر وہ خاموش ہو جاتے۔ حضرت صادق علی شاہ نے فرمایا کہ یہ لڑکا تو خداوند تعالیٰ کو ملنے والا ہے۔

حضرت خواجہ امیر الدین سے بیعت | حضرت خواجہ صاحب

میاں احمد یار کے گھر شرق پور تشریف لایا کرتے تھے۔ ان کو پیش کر کے بیعت کی درخواست کی بایا صاحب نے فوراً منظور کر کے ان کو بیعت کر لیا۔ بیعت کے ساتھ ہی میاں صاحب پر وجد طاری ہوا جو دیر تک رہا۔

حضرت خواجہ امیر الدین سکھوں کے عہد میں گھوڑ سواروں میں ملازم ہوتے پھر تھانیدار ہو کر شرق پور تشریف میں بھی متعین رہے۔ اسی دوران حضرت سید امام علی شاہ صاحب کی نظر فیض اثران پر پڑ گئی۔ بس دنیا کی ملازمت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ ہی کے ہو رہے۔ حضرت پر صاحب کے زیر سایہ تربیت چند سال تک پائی۔ پھر آپ نے خلافت دے کر کوٹلہ تشریف بھیج دیا جہاں کے لوگ آپ کے مرید بن گئے اور نقشبندی سلسلہ قائم ہو گیا۔ آپ نے ایک کتاب "چشمہ فیض" لکھی اور چھپوائی تھی۔

علیہ مبارک حضرت میاں شیر تانی | آپ لہجے قد کے تھے نہ ڈبلے

نہ زیادہ جسیم، رنگ گورا، چہرہ سرخ، بینی مبارک بلند، چہرہ چاند کی طرح کسی قدر مدور اور ریش مبارک سفید اور گھنی تھی۔

خواجہ صاحب سے بیعت کے بعد مجاہدات میں اضافہ ہو گیا۔ شب و روز ذکر و فکر و ذوق و شوق میں گذرتا۔ خواجہ امیر الدین کی گھوڑی کی باگ پچھڑ کر شرق پور سے کوٹلہ تشریف تک دوڑتے ہی چلے جاتے۔ راستے میں وجد طاری ہوا اور گر گئے۔

خواجہ صاحب بھی وہیں ٹھہرے رہے۔ ان واقعات کا اعادہ کئی دفعہ ہوا ایک روز بارش کی وجہ سے ایندھن موجود نہ تھا۔ خواجہ صاحب کے لیے اپنی پگڑی جلا کر چائے تیار کر دی۔ خواجہ صاحب نے ایک روز فرمایا: ”شیر محمد تم مجھ سے بڑھ گئے ہو۔ اس کے بعد حضرت میاں صاحب کو بیعت کرنے کی اجازت دے دی۔

مجاہدہ اور وحید | تمام رات یارات کا بیشتر سترہ ذکر اذکار میں گذر جاتا۔ دن کا بیشتر حصہ بھی اسی طرح گذرتا۔ بعض اوقات اپنے کپڑے اٹھا کر کسی برہنہ کو دے دیتے۔ ان دنوں نعت خوانی بہت سنتے تھے۔ گیارہویں شاہ محمد ٹوٹ جا کر شمولیت کرتے اور بارہویں اپنے ہاں کرتے۔ وجد میں آ کر جوش سے عجیب حالت طاری ہو جاتی اور بعض دفعہ لمبے ٹوٹ جاتے۔ آپ جس آدمی کی طرف نوا کرتے وہ گر پڑتا۔ ایک دفعہ قصور میں ایک دکان پر بیٹھے تھے۔ ایک مولوی صاحب وہاں بیٹھے یہ کہہ رہے تھے کہ وجد وغیرہ کچھ نہیں ہوتا فریب ہی ہوتا ہے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا کہ مولوی کیا کہہ رہا ہے۔ بس وہ وہیں گر کر تڑپنے لگا۔

آپ جب پندرہ سولہ برس کے تھے، بیمار ہوئے۔ والد صاحب نے دو یونانی حکیم اور دو ڈاکٹر بلائے۔ انہوں نے ملاحظہ کر کے رائے دی کہ ساجزادہ بیمار نہیں ہے، یہ تو عشق مولیٰ میں جل گیا ہے۔

از سر بالیں من بر خیز اے ناواں طبیب

در دمند عشق را در و بجز دیدار نیست

نماز اور وظائف | آپ پابند نماز اور محافظ اوقات تھے۔ سنت

رسول کے مطابق سنتیں گھر میں اور فرض مسجد میں باجماعت ادا فرماتے۔ بعد نمازیات چادر پر درود شریف پڑھ کر دعا مانگتے۔ پھر دیر تک مراقبہ فرماتے۔

طالبین کو توجہ فرماتے۔ پھر گھر کی بیٹھک پر تشریف لے جاتے۔ نفل اشراق کبھی گھر پر اور کبھی چھوٹی مسجد میں آکر ادا فرماتے اور لوگوں کو زیارت ملاقات سے مشرف فرماتے۔ اگر کسی نے بیعت ہونا ہوتا تو بیعت کرتے اور اگر کوئی اور حاجت رکھتا تو پوری فرماتے۔ پھر کتابوں کا مطالعہ فرماتے۔ پھر دسترخوان بچھایا جاتا۔ آپ ایک طرف بیٹھ جاتے، خاص خاص مرید آپ کے پاس بیٹھتے اور گرد لوگ بیٹھ جاتے۔ آپ سب کے ساتھ مل کر چند نعمتے تناول فرماتے لیکن سب کے پیچھے بس کرتے۔ عمدہ چیز دوسروں کو دے دیتے۔

آپ لوگوں سے علیحدہ نہیں کھاتے تھے۔ امیر و غریب کے کھانے میں کوئی تمیز نہ تھی۔ شہر کے مساکین اندھے اور درویش آکر کھانے جاتے، بعض وہیں بیٹھ کر کھا جاتے۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھلائے جاتے، بایاں زانو گھلا رکھڑا اور بایاں بیٹھا رکھنے کا حکم فرماتے۔ کھانا کھانے کے بعد یہ مسنون دعا پڑھتے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ اور انگلیوں کو خوب چاٹنے کے بعد خواب قیلولہ کے لیے آرام فرماتے۔ صرف گھنٹہ آدھ گھنٹہ آرام فرما کر نماز ظہر کی تیاری فرماتے۔ نماز ظہر اول وقت (ایک مثل سایہ) میں ادا فرماتے۔ بعدہ خطوط ملاحظہ فرماتے اور جواب لکھتے۔ اگر کوئی حاجت مند ہوتا تو حاجت روائی فرماتے۔ بعدہ نماز عصر اپنی مسجد میں اول وقت (دو مثل سایہ) کے بعد ادا فرماتے۔ اس وقت کی جماعت عموماً آپ خود کرتے۔ فرضوں کے بعد مختصر عامانگ کر دیر تک رو قبیلہ بیٹھے رہتے، مراقبہ فرماتے۔ اس کے بعد رویشمال فرما لگتے۔ کوئی ضروری بات ہوتی تو مختصر کرتے۔ پھر بیٹھک میں تشریف لے جاتے۔ خاص خاص لوگ اور ضروری کام والے اس وقت بھی مل سکتے تھے۔

نماز مغرب کے قریب سب کو مسجد میں بھیج دیتے تھے۔

آپ عین وقت پر مسجد میں پہنچتے مغرب کی نماز عموماً کسی اور کو فرماتے کہ پڑھائے۔ اور ایسی فرض کے بعد مسجد کے اوپر تشریف لے جاتے اور وہاں نماز پوری کرتے اور اوامین نوافل بھی پڑھتے۔ پھر عشاء تک مراقبہ فرماتے۔ توجہ اس وقت بہت زور سے فرماتے۔ جو بیان سے باہر سے اور وظائف بھی پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ شَرِيفٌ بھي پڑھتے۔ قصیدہ غوثیہ کا یہ شعر بھی پڑھتے:

كُلُّ وَلِيٍّ لِّهٖ قَدَمٌ وَّ اِلٰهٌ
عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرُ الْكَمَالِ

شَيْئاً اِلَّا اللهُ يَا شَيْخَ حَضْرَتِ سُلْطَانِ مُحَمَّدِي الدِّينِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِلْدَانِي
الْمَدْدُ لَمْ نُوْرِيْكَ كِبْرِيَا وَوَصَفِيْ ذَاتِ مُعْطَفِيْ صَلِيٍّ عَلٰى صَلِيٍّ عَلٰى يَا خَوَاجَةَ
شَاهِ نَقْشِبَنْدِ صِدِّيْقِ فَا رُوْقٍ وَّ عُمُرٍ وَّ عُثْمَانَ وَّ عَلِيٍّ بِشَرْفِ رَا - از چہار
یار مرحبا یا خواجہ نقشبند

اے نقشبند عالم نقش مرا بہ بند

نقش چناں بہ بند کہ گویند نقشبند

شَيْئاً لِلّٰهِ چوں گدائے مستند المدد

خواہم یا خواجہ شاہ نقشبند

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کمالاں را رہنما

پھر دعا مانگتے، اس کے بعد کلمہ شریف پڑھتے ایک دفعہ محمد رسول اللہ کہتے، دوسری دفعہ احمد رسول اللہ پھر پہلے کی طرح۔

پھر کھانا عشاء کا آباتا، آپ کی دعا سے فراغت کے بعد دسترخوان بچھایا جاتا، ہاتھ دھلائے جاتے، لوگ دسترخوان کے گرد اگرد ایک زانو کھلا اور ایک نیچا کر کے

بیٹھ جاتے۔ جو خواص ہوتے وہ آپ کے ہمراہ بیٹھتے۔ اگر نیچے مسجد میں کوئی ہوتا تو اُس کو پہلے کھانا بھیجتے۔ تین چار بتیاں بھی آجاتیں، اُن کو دودھ پیالوں میں ڈال کر رکھ دیتے۔ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو مسنونہ دعا مذکور مانگتے۔ دسترخوان اٹھانے سے پہلے کوئی نہیں اٹھتا تھا۔ پھر سب کو فرماتے: چلو نماز پڑھو۔ آپ وہیں اوپر حجرہ میں جو مسجد سے ملحق تھا، وضو کرتے اور سنتیں پڑھتے، اُس وقت کسی سے کوئی بات نہ کرتے۔ پھر نیچے تشریف لاتے، درود شریف والی چادر کے ایک کونہ کے پاس جو آپ کے لئے خالی رکھا جاتا، دو زانو بیٹھ کر درود شریف پڑھتے،

باقی سب بھی دو زانو بیٹھتے، سب کے سر ڈھکے ہوتے۔ دونوں امور کی خلافت ورزی کرنے والے کو زجر فرماتے۔ بعد فراغت درود شریف یوں دعا مانگتے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا وَنَبِيِّنَا
مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَمِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا
وَحَبِيبِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ حَمِيدٌ

پھر کبھی یہ درود پڑھتے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا وَ
نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ سَابِقِ نُورِهِ وَآخِرِ ظُهُورِهِ وَرَحْمَةِ الْعَالَمِينَ
وَجُودِهِ وَعَلَى آلِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

پھر یہ دعا پڑھتے:

اللَّهُمَّ يَا رَبِّ بِجَاهِ نَبِيِّكَ الْمُصْطَفَى وَرَسُولِكَ الْمُرْتَضَى
ظَهَرَ قَلُوبَنَا مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يُبَاعِدُ عَنْ مُشَاهَدَتِكَ وَ
مَحَبَّتِكَ وَآمِنْنَا عَلَى السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشُّوقِ إِلَى لِقَائِكَ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ اور یہ شعر پڑھتے :

خدا یا بدہ شوق ذاتِ رسولؐ
شب و روز در عشقِ حضرتِ بدار
بدر و محمدؐ مرا کن متبول
ہمہ عمر در وصلِ احمد گزار
حیاتی ممانی ہمہ وقتِ ما
عطا کن وصالِ مرا مصطفیٰ
نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نگہدار مارا از راہِ خطا
خطا در گزار و صواب ہم
کبھی یہ شعر اس جگہ زیادہ کر لیتے :

اے خدا صدقہ کبریائی کا
سیدھے رستے چلا تو ہم کو
جب دم واپس ہو یا اللہ
صدقہ اس نورِ مصفائی کا
پیچ و خم سے بچا تو ہم کو
لپ پہ ہوا اِلَہَ اِلَّا اللہ

ظاہر و باطن ہو برائے خدا
دیدہ بینا ہو ہر اک موتے تن
المدد موتے مرے والی ولی
جو ہیں مسماں اور بھائی مرے
ماہیم پُر گناہ تو دریائے رحمتی
یارب ز سوائے دل ایش دار
اں چناں با خود بگرداں آشنا
چاہیے خدا سے نہ سوائے خدا
محو تجلی رہے رُوح و بدن
عطا کیجو مجھ کو طفیلِ نبیؐ
انہیں فضل سے بھی تو یہ تیرے
جاتے کہ فضلِ تست چہ باشد گناہ ما
زندہ امردہ بعشقِ تو یوشن دار
تا مگر دم یک زماں از تو جدا

کبھی یہ شعر بھی پڑھتے :

الہی عاصم استغفر اللہ توئی فریاد رس الحمد للہ
نداریم بیچ گوئے توشہ راہ بجز لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

خیال غیر از من دور گرواں بدر عشق خود رنجور گرواں
بمشق خود گرم کن سینہ ما بروں کن کبر و حسد و کینہ ما
کبھی یہ شعر بھی زیادہ کر لیتے :

باہج ترے معبود نہ کوئی تو ہیں اک خدایا

اللہ اکبر شان تری ہر شے تھیں اعلیٰ پایہ

باہج تری توفیق نہ ہمت کراں جو نیکی کاں

باہج تری توفیق نہ طاقت کراں جو ترک برائی

یہ آیت بھی دعائیں پڑھتے :

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ
لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

اسے اکثر بار بار پڑھتے ۔

یہ دعا بھی اس جگہ پڑھتے :

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلَا سَاتِدِنَا وَلَا صَحَابِنَا
وَلِأَحْبَابِنَا وَلِقَبَائِلِنَا وَمِنْ لَدُنْكَ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِجَمِيعِ أُمَّةِ
مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقِنَا عَذَابَ
النَّارِ وَعَذَابَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاحْشُرْنَا
مَعَ الْمُتَّقِينَ وَالْأَبْرَارِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى رَسُوْلِكَ وَنَدِيْبِكَ
 وَحَبِيْبِكَ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
 وَمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَ
 الْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
 لَصٰلِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّحِيْمِيْنَ .

پھر عموماً عشاء کی جماعت آپ ہی کرتے۔ جب مؤذن اقامت کہنے لگتا تو
 آپ ہاتھ باندھ کر مقتدیوں کی طرف توجہ ہو کر کھڑے ہو جاتے جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
 رَسُوْلُ اللّٰهِ کہہ لیتا تو پھر قبلہ رو ہوتے۔ جب اللہ اکبر کہتے تو سبحان اللہ کیا
 کیفیت بیان ہو۔ جب اَنْحَمَدُ شَرِيْفٌ پڑھتے، سب پر سبیت الہی طاری
 ہو جاتی تھی۔ ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی کہ رات بھر اسی طرح پڑھتے رہیں۔ آپ
 کی قرأت کا بیان آپ کی عادات میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔ آپ نماز جمعہ وتر
 ہی پڑھتے تھے۔ کچھ دیر مراقبہ فرما کر دُعا مانگتے۔ پھر مراقبہ فرما کر کوئی ضروری بات
 ہوتی تو کر لیتے۔ اگر کسی کو رخصت کرنا ہوتا اسی وقت فرما دیتے کہ تم صبح چلے جانا۔
 پھر کتوں کے لیے روٹی کے ٹکڑے ککے رومال میں رکھ لیتے۔ اور ایک سلوہ سی چھڑی پکڑ کر
 بیٹھاک کو تشریف لے جاتے۔ جب مسجد کے دروازہ کے باہر آتے تو چند گتے بیٹھے
 منظر ہوتے، اُن کو ٹکڑے ڈالتے۔ پھر بیٹھاک میں تشریف لاتے۔ اُس وقت تک
 (گرمیوں میں) تقریبات کے بارہ بج جاتے جو طابین بیٹھاک میں ہوتے اُن کو
 ادھ پون گھنٹہ توجہ فرماتے۔ پھر گھر تشریف لے جاتے۔ والدہ صاحبہ آپ کو دودھ
 پلاتیں مستورات جو طالبِ مولیٰ آتی تھیں وہ اپنے احوال بیان کرتیں۔ پھر آپ
 مستورات کو توجہ فرماتے لیکن مستورات ملحقہ کمرے میں ہوتیں۔ کبھی کم، کبھی زیادہ
 گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بھی کبھی دو بتیاں روشن کر کے کتابوں کا مطالعہ فرماتے۔

کبھی اپنا صبح کا وظیفہ اسی وقت شروع کر دیتے، بعدہ تہجد پڑھتے، پھر صبح ہو جاتی
صبح کا وظیفہ | درود شریف ۳۵۰۰ بار، قل شریف ۲۵۰۔ کبھی اس
 کے علاوہ صلوٰۃ تہجد بھی پڑھتے، جن کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔

التَّحِيَّاتِ بڑے آرام اور سکون سے پڑھتے، فرماتے کہ التحیات میں قُرب ہے۔
کرامات | حضرت شیر ربانی کی کرامات اتنی بے شمار ہیں کہ مختصر
 تذکرہ اُن کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ کسی آں جناب کی سیرت کی کتاب میں درج ہوں
 گی وہاں دیکھ لی جائیں۔ چند ایک کا تذکرہ ضمناً اس کتاب کے آئندہ صفحات میں
 مل جائے گا۔ (سردار محمد پبلشر)

وفات | حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرق پورمی کی عمر مبارک ۶۵
 سال دو ماہ تک جب پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے عاشق کو اپنے حضور
 طلب فرمایا۔ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۸ کو بوقتِ شب حاضرین سے فرمایا: "تم
 خانہ کعبہ و بیت المقدس شریف کو دیکھ رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کی "نہیں۔"
 فرمایا: "کیا تمہاری آنکھیں نہیں ہیں؟" یہ دراصل روحانی سیرتھی اور بے ساختہ
 بات زبان سے نکل گئی۔

اگلے روز ۲۰ اگست ۱۹۲۸ کو بعد نماز عشاء قریباً ۱۱ بجے حضرت اقدس ر
 اپنے حقیقی مولیٰ و محبوب اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ گئے اور علائقِ دنیا سے رہے۔ لقا
 بھی منقطع کر لیے۔ نماز جنازہ ۲۱ اگست ۱۹۲۸ بجے شام صاحبزادہ مظہر قیوم
 شریف والوں نے پڑھائی۔

آپ ہمیشہ لاغر و کمزور رہے اور بیمار بھی۔ بڑے خلیق اور ہر ایک سے محبت
 کرتے تھے۔ آپ نہایت سخی اور غنوار تھے۔ ہمہ صفاتِ حسنہ میں کامل۔ متواکل
 تھے اور خلاف شرع امور کو سخت ناپسند فرماتے۔

میاں خدابخش کے حالات زندگی

ہوتا ہے کوہِ ودشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مردِ جس کا فخرِ خدمت کو کرے نگیں

پیدائش | آپ ۲۵ مارچ ۱۸۹۸ء بروز جمعہ المبارک بوقت جمعہ المبارک
موضع خیر اللہ پور تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے ایک ارائیں گھرانے میں پیدا ہوئے
بزرگوں نے آپ کا نام ”خدابخش“ رکھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں خیر محمد
تھا اور آپ کے دادا جان کا نام میاں الہی بخش تھا۔

عہد طفولیت | آپ ابھی دودھ پیتے بچہ تھے کہ والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے
اٹھ گیا۔ آپ کے والد ماجد نے تازہ زندگی عقدِ ثانی نہ کیا۔ آپ کی پرورش نانی صاحبہ
نے فرمائی۔ سنِ شعور کو پہنچے تو گاؤں کی مسجد میں داخل ہوئے۔ بچپن ہی سے خاموش
طبیعت واقع ہوئے تھے۔ بچوں کے ساتھ کھیل کود سے نفرت اور طبیعت میں
عاجزی اور انکساری بدرجہ اتم تھی۔ غور و فکر کا مادہ بکثرت تھا گھر میں نہ ماں تھی نہ
دادی اس لیے گھر کا کام بھی از خود کرتے اپنے بزرگوں کا زمینداری میں بھی ہاتھ بٹاتے
جب کبھی فرصت کا کوئی لمحہ ملتا تو فوراً مسجد میں تشریف لے جاتے۔ بچپن ہی سے
نماز کے سخت پابند تھے۔ بزرگ تو یہ چاہتے تھے کہ زمیندارہ میں ان کا ہاتھ بٹائیں
مگر آپ بھاگ بھاگ کر مسجد میں جایا کرتے۔ مسجد کے امام مولوی محمد عبداللہ جو اپنے

وقت کے ولی اللہ تھے آپ سے خاص محبت فرمایا کرتے اور نمازیوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "خدا بخش" ایک سعادت مند اور ہونہار بچہ بنے۔ گاؤں کی اسی مسجد میں ایک خوب رو اور خوش پوشاک نوجوان موضع دانیوال سے حصول تعلیم کے لیے آیا کرتا تھا۔ دورانِ تعلیم ان پر کچھ ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ بعد میں آپ دانیوال والے مست کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ جو بات کہہ دیے تھے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیے۔ مخلوق خدا ان کے پیچھے بھاگتی تھی اور وہ اپنے حال میں مست آئے بھاگتے تھے۔ ایک دفعہ جب کہ والد صاحب صبح کے وقت اپنے کھیتوں کی طرف جا رہے تھے تو کہیں سے حضرت مست صاحب بھی آگئے وہ ان کے پیچھے دوڑے تو یہ ڈر کر آگے بھاگے۔ ادھر سے آپ کے دادا جان ان دونوں کی طرف بھاگے کہ شاید مست صاحب بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اتنے میں حضرت مست نے بچے کو گود میں اٹھالیا۔ دادا جان نے عرض کی کہ اس یتیم بچہ کے لیے دعا فرمائیں۔ مست صاحب موج میں آگئے۔ تھکی دی اور فرمایا بڑا سعادت مند نیک اور نامور ہوگا۔ کچھ سیانے ہوئے تو ایسا ہی ایک اور واقعہ پیش آیا۔ اسی گاؤں کے ایک درویش حضرت نوجوان جان محمد عرصہ سے روپوش تھا وہ ایک روز اچانک گاؤں میں وارد ہوا۔ مگر کیفیت اس کی یہ تھی کہ چہرے سے نور برستا تھا۔ استغراق کی حالت تھی۔ گاؤں کے لوگ خوش ہو کر کہتے تھے کہ جان محمد آگیا۔ جان محمد آگیا۔ یہ نوجوان شیر الہی کی کچھار میں رہ کر گیا تھا۔ سب سے پہلے شرق پور شریف کا نام جناب آبا جان کے کانوں میں اُس وقت پڑا تھا اور اسی لمحہ دل میں تڑپ پیدا ہو گئی تھی اور اس دربار کی درباری کے لیے دعا فرمائی تھی۔

وہی جذبہ ملاقات بالآخر قبلہ والد صاحب کو کشاں کشاں شرق پوری سرکار کے قدموں میں لے آیا۔

بچپن کے دن گذرتے گئے۔ مسجد میں قرآن شریف اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔ زمینداری کام کا بوجھ بڑھتا گیا۔ حصولِ تعلیم کے شوق میں یہ ایک بڑی رکاوٹ تھی۔ جسے دور کرنے کے لیے ابا جان کو گھر والوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

حصولِ تعلیم: خاندان میں صرف آپ کے چچا جان جناب چودھری جان محمد صاحب پڑھے لکھے تھے جو اُن دنوں پٹواری مال کے عہدہ پر فائز تھے۔ قبلہ والدِ گرامی نے جب ابتدائی تعلیم حاصل کر لی تو مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے اصرار کیا جب کسی نے کوئی بات نہ سنی تو آپ موضع خیر اللہ پور سے کھاگ کر شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کے ایک درس میں آکر داخل ہو گئے۔ جب آپ کے دادا جان اور چچا جان نے حصولِ تعلیم کے اس شوق کو دیکھا تو چچا جان نے اپنے بھتیجے کو اپنی کفالت میں لے لیا اور یوں سکول میں سلسلہ تعلیم شروع ہو گیا۔ ابھی آٹھویں جماعت پاس نہ کر پائے تھے کہ آپ کی شادی ہو گئی۔ ایک بوجھ اور پڑ گیا۔ ڈریکٹری فائنل کا امتحان گورنمنٹ مڈل سکول شاہ کوٹ تحصیل نکوڈر ضلع جالندھر سے جب پاس کیا تو اُس وقت آپ کے ہاں ایک لڑکا بھی پیدا ہو چکا تھا۔ کچھ وقت بطور مدرس کام کیا۔ اسی دوران گورنمنٹ نارمل سکول دھرم سالہ ضلع کانگڑہ میں داخلہ مل گیا۔ اپنے گاؤں سے سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے پیدل ہی دھرم سالہ پہنچے اور ایک سال کا تربیتی کورس وہاں سے مکمل کیا۔ دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی کتب کے مطالعہ کا شوق بھی پورا فرماتے رہے۔

ملازمت، آپ کا گاؤں دریائے ستلج پر واقعہ تھا۔ ارضی دریا بردبو
گئی تھی وہاں کے حالات ناموافق تھے۔ آپ نے حصول ملازمت کے لیے صرف
اس غرض سے ضلع شیخوپورہ کے تعلیمی افسران کے پاس درخواست بھیج دی، کہ
شاید اسی بہانے شیر تابی کے دربار تک رسائی نصیب ہو جائے۔ بفضلہ تعالیٰ
جلد ہی پروانہ ملازمت بطور اول مدرس گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر ۱۱ انہرا چنیا
مل کیا یوں آپ کی دلی دعا قبول ہو گئی۔ آپ اپنے بال بچوں کو لے کر فوراً یہاں
تشریف لے آئے، معلوم ہوا کہ اپنے گویہ مقصود کے قرب و جوار میں جگہ مل گئی ہے
جائے تقرری شرق پور شریف سے صرف نو دس میل کے فاصلے پر ہے، ان دنوں
حضرت قبلہ مولوی برکت علیؒ خادم آستانہ عالیہ اعلیٰ حضرت صاحب موضع
مڑھ بھنگواں میں امام اور خطیب تھے۔ جناب قبلہ مولوی صاحب پر قبلہ اعلیٰ حضرت
کی خاص الخاص توجہ اور نظر تھی اور جناب قبلہ مولوی برکت علی صاحب اس علاقے
میں آپ کے طریقے کو نہایت سختی اور پابندی سے جاری کیے ہوئے تھے، اباجان
کو اکثر ان کی صحبت نصیب رہی۔ دوسری ہستی جناب مولوی نواب دین کی تھی۔
جن پر اعلیٰ حضرت شرق پوری بہت راضی اور خوش تھے۔ یہ اس وقت لوہردیل سکول
مڑھ بھنگواں کے ہیڈ ماسٹر بھی تھے۔ اباجان کا ان کے ساتھ مکمل تعلق بھی تھا۔ اور
یہ تعلق نصف سدی تک نہایت خوش اسلوبی سے قائم رہا۔ جناب مولانا نواب دینؒ
مرد استقامت اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ قبلہ اعلیٰ حضرت کے وصال مبارک
کے بعد عرس مبارک کے لیے جتنا ایندھن درکار ہوتا وہی پہنچایا کرتے۔ اباجان بھی
اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ یہ باتیں ضمناً آگئی ہیں ایسی بے شمار باتیں اور
واقعات اور بھی ہیں مگر وہ زبرد نظر موضوع سے غیر متعلق ہیں اس لیے طوالت کے
خوف سے انہیں یہاں درج کرنا مناسب نہیں سمجھتا اگر زندگی رہی تو ایسے حالات
اور واقعات کا پھر کبھی احاطہ کروں گا۔

شیربانی کی غلامی

خاک شود در پیش شیخ با صفا تا ز خاک تو بروید کیمیا

۴ جولائی ۱۹۲۴ء کا مبارک دن تھا۔ آبا جان پہلی حاضری دینے کے لیے شرق پور شریف حاضر ہوئے۔ تو ان دنوں قبلہ اعلیٰ حضرت کی طبع مبارک ناساز تھی۔ شرفِ قدم بوسی نصیب نہ ہوا۔ عسرت اور یاس لیے ہوئے واپس لوٹے اور دوبارہ حاضری کے لیے بے تاب رہے۔ ۲۶ جولائی ۱۹۲۴ء کو پھر حاضر ہوئے بفضلِ خدا شرفِ زیارت نصیب ہوا۔ عصر سے کچھ پہلے کا وقت تھا بالاجانہ میں بلوایا گیا۔ حضرت حاجی عبدالرحمن بھی موجود تھے۔ کمال مہربانی سے پیش آئے۔ بہت محبت فرمائی، پوچھا، کچھ علم بھی ہے؟ مناسب عرض کی۔ پوچھا۔ اس علم کو حاصل کرنے کے لیے کتنے سال لگائے، عرض کی، نو سال۔ فرمایا قرآن شریف کو پڑھنے کے لیے کتنے سال لگائے۔ خاموشی کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ نہایت پیار اور محبت سے اپنا دستِ شفقت جسم پر پھیرا۔ کتنا روح پرور منظر تھا، سب کدورتیں دھل گئیں اور طبیعت پانی کی مانند شفاف ہو گئی۔ نماز باجماعت، گیارہ بار سورۃ اخلاص ہر نماز کے بعد پڑھنے کی ہدایت فرمائی اور کچھ نصیحتیں فرما کر رخصت فرما دیا۔ یہ سلسلہ راز و نیاز آپ کے وصال مبارک تک بدستور قائم رہا۔ شاید ہی کوئی جمعۃ المبارک یا اتوار کا دن ایسا گذرا ہوگا جس میں آبا جان شرفِ قدم بوسی کے لیے حاضر نہ ہوئے ہوں گے۔

۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز اتوار اشارہ خاص سے آبا جان کو طلب فرمایا۔ پہلی ملاقات کے پورے دو سال دو ماہ اور چھبیس دن بعد جب قبلہ اعلیٰ حضرت نے یہ دیکھ لیا کہ اب برتنِ قلعی کرنے کے قابل ہو چکا ہے تو اسم ذات قبلہ والد گرامی کے دل پر نقش فرما دیا۔ اپنی انگشتِ شہادت سے دل کے مقام پر نام ذاتِ باری تعالیٰ

”اللہ“ لکھ کر جو ضرب لگائی تو آباجان نیم سہل پیندے کی طرح تڑپ رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ اللہ اللہ پڑھ رہا ہے۔ گویا یُسْبِحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔ انخفا چاہیے۔ اٹھ کر دست بستہ حاضر ہوئے تو دل از خود پڑھ رہا تھا۔

اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ دل جاری تھا۔ خوشی کی انتہا نہ تھی۔ گویا دونوں جہاں کی نعمتیں مل گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دیکھ لیا یہ کیا بھید ہے؛ اسی میں ابتدا ہے اور اسی میں انتہا۔ مزید تفصیلات اگلے اوراق میں دی جا رہی ہیں۔

قال را بگذار مردِ حال شو پیش مردِ کاملے پامال شو
سرِ مکن در چشمِ خاکِ اولیٰ تا بہ بینی زابستہ تا انتہا
خدمتِ دین:

بندہ دیباچہ میں عرض کر چکا ہے کہ آپ نے مختلف علاقوں میں اپنے نائبین مقرر فرمائے ہوتے تھے۔ چک بٹا کا علاقہ آباجان کے سپرد تھا۔ نمازیوں کی تعداد میں اضافہ، نمازیوں کی اصلاح، شریعت کی پابندی کرانا۔ معاشرے کی اصلاح کرنا، بچوں اور لڑکیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا، پاک صاف زندگی گزارنے کی نصیحت کرنا، مسجد کی تعمیر و صفائی اور اس کی آبادی کی طرف خاص دھیان دینا علاقہ میں اشاعتِ دین کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا، یہ تمام فرائض دینی آپ کی طرف سے آباجان کے سپرد تھے الحمد للہ! بفضلِ تعالیٰ قبلہ والدِ گرامی نے تریہ پن بسال آٹھ ماہ اور سات دن تک آپ کے احکامات کی تعمیل فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ چک بٹا اور گرد و نواح کے گاؤں میں آج بھی اس روح پرور تربیت کا اثر ہے۔ آپ کے شاگرد گھر گھر میں موجود ہیں اور ان دیہات میں برکت کے آثار نمایاں ہیں یہ سب کچھ شیرِ بانی کے غلام اور فقیرِ قبلہ والدِ گرامی کے فیض کا اثر ہے۔

ایک بار قبلہ اعلیٰ حضرتؒ سے وطن جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا
 ربِّ کریم سب کچھ یہیں عطا فرمائے گا۔ بس دین کی خدمت کیے جاؤ اور سچی بات
 تو یہ ہے کہ اس وقت آپ کی دعاؤں کے عمدتے ہمیں سب کچھ نصیب ہے۔
معمولات؛ سچی بات تو یہ ہے کہ اباجان نے اپنے پیرومرشد کے معمولات
 کی مکمل اتباع کی۔ بعد نماز فجر درود شریف پڑھنے کا وہی معمول جاری ہے جو قبلہ اعلیٰ
 حضرت اپنے زمانے میں اپناتے ہوئے تھے۔ درس کا انتظام بھی ویسا ہی ہے۔
 اباجان کا ہر فعل، ہر کام، ہر بات اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، بات چیت
 لین دین غرضیکہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات اور بڑی سے بڑی بات اپنے پیرومرشد
 کے عین مطابق تھی۔ سحر خیزی آپ کا معمول تھا۔ صبح فجر کی نماز کے بعد درود شریف
 نہایت ادب و احترام اور حضور قلب سے شماروں پر پڑھا جاتا۔ بعد تقریباً پینتیس
 چالیس لڑکے قرآن شریف پڑھتے۔ بلکہ درود شریف میں بھی شامل ہوتے۔ ان کو بھی
 پڑھاتے اور اپنی عبادت بھی فرماتے۔ مسجد سے آکر گھر میں تقریباً اتنی ہی لڑکیوں
 کو قرآن مجید کا سبق دیتے اور مسئلے مسائل سے بھی بچوں کو آگاہ فرماتے۔ پھر ناشتہ
 فرماتے اور سکول میں تشریف لے جاتے۔ بعد رخصت گھر تشریف لاتے۔ کچھ دیر
 آرام فرماتے۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھاتے بلکہ پانچوں نمازیں خود پڑھاتے۔ عشاء کی
 نماز کے بعد بلکہ ہر نماز کے بعد مسجد میں موجود نمازیوں کو نید و نصائح فرماتے۔ اللہ اور اللہ
 کے محبوب کی باتیں بڑے مؤثر انداز میں بیان فرماتے۔ رات کو گھر آکر مطالعہ
 دینی کتب میں منہمک ہو جاتے اور یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہتا۔ قبلہ
 اعلیٰ حضرت کی طرف سے دینی کتب کے مطالعہ کی تلقین تھی۔ اس لیے مطالعہ
 آپ کی زندگی کا جزو لاینفک تھا۔ آپ پوری توجہ، دھیان اور انہماک سے
 مطالعہ فرماتے تھے۔ ہر کتاب پر آغاز مطالعہ اور انجام کی تاریخیں درج ہیں۔

تفسیر حسینی (فارسی) کا مطالعہ ۲ سال اور چھ ماہ میں پورا کیا۔ جا بجا حاشیہ پر مقام غور، مقام عبرت اور دیگر حوالہ جات درج کیے ہیں۔ جہاں کہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر "صلی اللہ علیہ وسلم" نہ لکھا ہو دیکھا، وہاں اپنے قلم سے صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتے، چاہے یہ سلسلہ کتنا ہی طویل کیوں نہ تھا۔ اس وقت آپ کے کتب خانے میں سینکڑوں کتابیں موجود ہیں، جو بفضل تعالیٰ مری تحویل میں محفوظ ہیں۔ آپ کا لباس بے حد سادہ اور سفید ہوتا۔ غذا بہت ہی سادہ تھی۔ پلیو (ون) کی جرط کی مسواک ہمیشہ پاس رہتی۔ لکڑی کی چھوٹی سی پرانی طرز کی کنگھی استعمال فرماتے۔ آٹے کا تیل اکثر استعمال فرماتے۔ عطر گلاب سب سے زیادہ مرغوب تھا۔ پیدل چلنے کو ہر صورت ترجیح دیتے۔ صحت بفضل تعالیٰ قابل رشک تھی۔ جوان سے جوان آدمی آپ کے ساتھ پیدل نہیں چل سکتے تھے، دائیں قدم پر اللہ اور بائیں قدم پر ہو کہہ کر آغاز سفر فرماتے تو کس کو مجال تھی جو آپ کا ساتھ دے پاتا۔ لاہور، شرق پور، شریف اور کوٹہ شریف تک کا سفر اکثر پیدل فرماتے۔ یہ اس لیے بھی تھا کہ قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب پیدل چلنے والوں کو پسند فرماتے تھے۔ حضور کے وصال کے بعد آبا جان کا معمول تھا کہ وہ جمعرات کے دن اپنے معمولات سے فارغ ہو کر پیدل ہی شرق پور شریف جاتے اکثر پھیر یا نوالہ کے پتن سے نہر عبور کرتے اور سیدھے اپنے آقا کے دربار پر جاتے۔ وہیں سے سیدھے دربار حضرت داتا گنج بخش حاضر ہوتے۔ بعد نماز ظہر اپنے مکان واقع رحمان پورہ کالونی اچھرہ لاہور شریف لاتے۔ نماز عصر اور مغرب وہاں ادا فرماتے اور عشاء کی نماز پھر حضرت داتا گنج بخش ادا فرما کر رات وہیں گزارتے۔ صبح ایک مقرر کردہ چائے والے کی دکان سے چائے نوش فرماتے اور سیدھے حضرت شاہ محمد غوث کے مزار شریف پر حاضری دیتے۔ وہاں سے دہلی دروازہ سے

ہوتے ہوئے مسجد کے بچوں کے لیے قاعدے اور قرآن مجید و دیگر ضروری اشیاء خریدتے ہوئے اڈہ لاری پر تشریف لاتے۔ خان پور والی نہر سے ماٹر کر پیل ہی گاؤں پہنچ کر جمعۃ المبارک پڑھاتے۔ راستہ میں اگر کوئی سواری پیش کرتا تو منع فرمادیتے مگر لطف یہ ہے کہ سواری والوں کے ساتھ ساتھ ہی پہنچ جاتے۔ یہ معمول صحت قائم رہنے تک جاری رہا۔ زمیندار کے کی دیکھ بھال بھی فرماتے۔ آمد و خرچ کا حساب بدرجہ کمال رکھتے، زمیندارہ کام میں کوئی عار نہ سمجھتے۔ مال مویشی بھی چرتے آپ کا ایک بھینسا جب آپ کو دور سے آتے دیکھتا تو وہ استقبال کے لیے آجاتا فرماتے تھے کہ مال چرانے کی برکت سے میری ایک منزل حل ہو گئی ہے۔ مال مویشی سے آپ کو بہت پیار تھا۔ جب ہم سب کھانا کھانے بیٹھتے تو آپ کی بی بی صرف آپ ہی کو بڑی نرمی سے پنچہ مار کر کھانا طلب کرتی اور کسی کی طرف توجہ نہ کرتی تھی۔

مکتوبات

مکتوبات آپ کے اتنی تعداد میں ہیں کہ اگر ان کو سجا کیا جاتے تو ایک ضخیم کتاب بن جاتے اور ہر خط اپنی جگہ ایک انمول شے ہے۔ کسی خط میں کبھی کوئی دنیا کی بات نہیں ملے گی۔ ہر خط اپنی جگہ ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے اور بے حد مؤثر ہے۔ میں خوش قسمت ہوں جو یہ خزانہ میرے پاس ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ ان خطوط کا ایک مجموعہ بھی شائع کرا سکوں تاکہ شیر ربانی کے معتقدین اس بے بہا خزانہ سے مستفید ہو سکیں۔ طوالت کے خوف کے پیش نظر آپ کے صرف چند خطوط تبرکاً یہاں پیش کر رہا ہوں۔

اللہ حافظ

عزیزم سلمہ الرحمن

السلام علیکم رحمۃ اللہ علیہ

بہر حال اللہ کریم کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے جو عنایت اور بخششیں مولیٰ کریم
ذوالجلال و الاکرام کی ہم پر عطا ہو رہی ہیں کہاں تک ہم ان کے لائق ہیں ؟
دنیا میں کوئی کمی نہیں ! انشاء اللہ العزیز نہ رہے گی کیونکہ یقیناً اچھی ہیں ۔ اب
دین کا فکر کرنا چاہیے جو کہ بعد موت کا آنا ہے ۔ پھر برکتیں مزید تر ہوں گی ۔ نماز
کی پابندی کی طاقت ظاہر و باطن کی مولیٰ کریم ہر عطا کرتے ہیں اور ہر کمی کو
خود بخود پورا کرتے ہیں ۔ آج عزیزم مشتاق احمد صاحب کو دو صد روپیہ ارسال کر
دیا گیا ہے ۔ رسید آنے پر بقایا بھی بھیجا جائے گا ۔

عزیزم محمد اسحاق کو بھی یکصد روپیہ اُس کی والدہ کی طرف سے ارسال کیا گیا ہے

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ وَالسَّلَام

آپ کی والدہ محترمہ کی طرف سے سب کو دعوات قبول ہو

اللہ حافظ جل شانہ

عزیزم سلمہ الرحمن

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی حقوق کے تحت لکھنا ہی پڑتا ہے۔ امر آجتنا تعلق وجودی و نبوی میں والدین اور اولاد میں ہوتا ہے۔ اُتساہی حقیقتاً مقدم باجان و دل مالک حقیقی کے امر معروف پر چاہیے اور واللہ! اگر یہ مسلمان ہے تو بارگاہ رب العزت میں پانچ وقت حتی علی الصلوٰۃ کی منادی میں کیوں اور کس وجہ سے سر نیاز عاجزانہ نہیں جھکاتا ہے؟ جبکہ قرآن مجید میں تاکید حکم ہے تو گویا غفلت میں کلام اللہ اور رب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ جاننے والا ہوا۔ جس نے پیدا کیا ہے رزق کا وسیلہ بھی بنایا ہے پھر موت اور حساب ہے پھر جزا میں جنت یا جہنم ہے تو یہ ضعیف ننھی جان خدا سے مقابلہ کر رہی ہے! وَاثْقُوا اللہ۔ ابھی وقت ہے۔ امر معروف کے تحت میں سختی سے پوچھ ہوگی۔ خود اور گھر والوں کے واسطے کسی وجہ سے نحوست ثقاوت کی وجہ بجائے شفا و رحمت کے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ محض دنیا ملعونہ جو کہ حقیر سے حقیر ہے کی تلاش کیوں ہے؟ تو اس میں اسی کے واسطے دن رات بھاگ دوڑاؤ۔ نصویرات خیالات میں غرق یہ وجودی بت پرستی نہیں تو اور کیا ہے پھر؟ کلمہ بھی چھوڑ دو۔ محض نام کی مسلمانانہ اسلام میں کجا؟

دنیاوی علم میں تو واقعات تاریخی تو دہرایے۔ مگر نورانی ہستیاں جن کے قلب سلیم منیب جن کی نشان میں کلام اللہ میں خاص خاص آیتیں نازل ہیں اور ہمہ صفت رضائے الہی اور اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں موصوف ہیں کیا ان کے اعمال آثار اور نور ایمانی سے ہمیں کوئی ہوا تک بھی چھو؟ ہر کوئی اپنے اعمال کا

ذمہ دار ہے۔ دنیا میں رہ کر دین کو نہ چھوڑو۔ آخر خوار اور مجرم ہو گے۔ کیونکہ جزا و سزا کا وعدہ حق ہے۔

ہر والد۔ مسافر اور مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔

دین و دنیا دونوں سنبھالو!

جب یقین ہے کہ مسجد میں جماعت ہوگی تو گھر میں نماز جائز نہیں، بلاغز ٹوکری

۱۔ باقاعدہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرو۔

۲۔ قرآن مجید صبح بالترجمہ خواہ ایک رکوع ہی کیوں نہ ہو جان پر فرض لازمی ایسا

سمجھو جیسا کہ بندوں کی نوکری میں دوڑنا ہوتا ہے۔ حقیقی رازق کو بھول بیٹھے

ایسا نہ چاہیے۔

۳۔ بچے جو خود قرآن مجید کے حافظ ہو رہے نماز کے سختی سے عادی بناؤ، تاکہ

جرم قائم ہو جاوے۔

۴۔ تو خود گھر میں ایک افسر یا سلطان کے مانند ہے خود فرمان بھوار حق تعالیٰ کا ہو

جائے گا تو باقیوں پر بھی اثر ہوگا اور نحوست شقاوت کی بجائے خیر و برکت ہوگی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

یہ حکم کافروں کے واسطے نہیں بلکہ ایمان والوں کے واسطے فرمایا ہے۔

۵۔ کسی مستند کتاب دینی جو تصوف پر ہو یا غنیۃ الطالبین وغیرہ کا مطالعہ ضرور چاہئے

۶۔ حضرت اعلیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فداء روحی و قلبی کا کبھی بھی ذاتی نام مبارک

نہ لینا چاہئے۔ کیونکہ یہ سخت خلاف ادب ہے۔ اول تو عوام میں حضور

پر نور کی بات اور کلام بھی نہ کرنی چاہیے۔

قدیر گل و بلبل

۷۔ اگر یہی صورت حال پیش احوال ہے تو آپ مجھے سمجھے کہ بس مر گیا، اور

دُعا بھی یہی کیا کریں۔

والسلام

جب قرآن شریف با ترجمہ پڑھنا نصیب جاوے تو پھر تفسیر دیکھو یہ جو یہاں
 ماشاء اللہ تنہا کتب خانہ موجود پڑا ہے یہ کون پڑھے گا۔ کیا گھر والے سب محروم ہیں۔
 گے اور دوسرے لوٹ لے جاویں گے۔ مفت میں گھر جو بیٹھے ہیں جو قابل اور
 لائق ہیں مگر ہمت سے خالی۔ حُبُّ اللہ میں سب گھر والوں میں سے عزیز می مشاق احمد
 سب سے زیادہ قریب ہے۔ اُس کے واسطے جب دُعا کا خیال یا وقت آتا ہے
 تو محض دین میں ترقی کے واسطے دُعا ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خود راہِ ہدایت اور صراطِ مستقیم
 میں با شرائطِ آداب میں پانچ بنا اسلام میں سے چار پر دل و جان پر پابند ہے۔
 (۱) وضو (۲) نماز (۳) تلاوت کلام اللہ اور (۴) درود شریف خود بخود شفا میں
 دنیاوی کام اُس کے خود قدرۃ آسان ہوتے ہیں۔

آپ نے خود اور دوسروں کے واسطے محض دنیا ہی طلب کی۔

سہ دین گنویا و دنیا خاطر دنیا نہ جائے ساتھ دونوں تھوک چھوڑ کے چلیا خالی ہاتھ

کام تو ہو رنائے الہی کے واسطے ہو۔ گھر میں بیوی کا حق جو ہے وہ خدا واسطے کرے اولاد
 کا حق بھی اسی طرح مقدم ہے۔ خود خداوند کریم کا مطیع اور فرماں بردار ہو جائے تو سب درست
 ہو جاتا ہے و حقیقت شامتِ اعمال کا نتیجہ خود اپنا وجود ہوتا ہے اور دوسرے کو
 ناحق کہا جاتا ہے۔

شوق باغبانی،

گھر میں مسجد میں اپنی حویلی میں سکول میں آپ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے اب بھی موجود ہیں۔ آپ کو فارع وقت میں درخت لگانے، پھول اگانے اور سبزیاں کاشت کرنے کا بے حد شوق تھا۔ چاہے کلر والی زمین ہو بسم اللہ پڑھ کر درخت لگا دیا، بس دنوں میں پودے تیار ہو جاتے تھے۔ اس وقت گاؤں کے سکول میں بڑے بڑے اونچے درخت ہیں جو سب آپ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے ہیں۔ گاؤں کی مسجد کے ساتھ ایک باغیچہ تیار کیا ہوا تھا، اسی باغیچہ میں آج کل ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اس میں آم کے درخت، انجور کی بیل، میٹھے کا بڑا پودا، جامن، املتاس کا درخت، کھجور کے درخت ہیں۔ کھجور کے درخت کا بڑا احترام فرماتے اور کہتے یہ درخت سرکار مدینہ کے دیار کا ہے۔ کوئی حاجی کھجوریں تحفہً پیش کرتا تو ان کی گٹھلیاں بودیتے۔ خود جب حج سے واپس آئے تو وہاں سے گٹھلیاں لا کر اپنی مسجد کے باغیچہ میں بوئی تھیں وہ پودے اب بڑے درخت ہو رہے ہیں۔ ایک ایسا ہی پودا اس وقت آپ کی قبر مبارک کے سر ہانے جو ان ہو رہا ہے۔ اپنی حویلی میں کیکر کے درخت بہا رکھا ہے ہیں۔ گھر میں آپ کے ہاتھ کا لگایا ہوا سفیدے کا درخت میلوں دور سے اپنی بہاد دکھا رہا ہے بالعموم صبح اور شام کھرپہ اور کستی لے کر باغیچہ کی دیکھ بھال فرماتے تھے۔ وضو والے لوٹے سے اکثر پانی کونپلوں پر چھڑکاتے تھے۔ سبز و شاداب باغیچہ میں رہ کر روح کے لیے تقویت پاتے تھے۔ اہل دل اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ پھول اور پودے اور ان کی سرسبزی اور شادابی روحانی دنیا پر کس قدر اثر انداز ہوتی ہے۔

سفرِ حرمین شریف

آپ اور والدہ محترمہ نے بفضلِ تعالیٰ ۱۹۶۸ء میں بیت اللہ شریف کا حج فرمایا تھا۔ اس پاک سفر کے حالات آپ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ آپ کی ڈائری سے مختصراً

چند حالات تبرکاً پیش خدمت ہیں:

فرماتے ہیں: ”اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چار ارکان پر پابندی نصیب ہوئی۔ اب پانچواں رکن حج بھی اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ زیارت بیت اللہ شریف کی تڑپ دل میں رہی، اور سرکارِ مدینہ کا روضہ اطہر دیکھنے کی تمنائیں دل میں مچلتی رہیں، لیکن اپنے آپ کو دیارِ نبی لے جانے کے قابل نہ پاتا۔ تاہم جب کسی حاجی کے جانے یا آنے کی خبر ملتی یا کسی حاجی کو الوداع کہنے کی سعادت نصیب ہوتی تو اُس وقت بے قراری کا عالم طاری ہوتا اور سرد آہ بھرنے لگتا کہ خدایا کبھی اس ناپسندیدہ سفرِ خاص، پُرفیض، برکتوں والا نصیب ہوگا؟ اسی آرزو اور تڑپ میں دن گزرتے جاتے تھے۔

اس مبارک سفر کی روئیداد طویل ہے۔ مکہ معظمہ میں داخل ہونے کی کیفیت کا حال لکھ کر اس موضوع کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۸ سووار صبح ۹ بجے جدہ شریف کے حاجی کمیٹیپ میں آگئے۔ مورخہ ۳۰ جنوری صبح گیارہ بجے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ خانہ خدا کا رعب و جلال برداشت کیا ہوا تھا وہ کیفیت صرف محسوس کی جاسکتی ہے۔ بیان نہیں ہو سکتی اور نہ احاطہ تحریر میں لائی جاسکتی ہے۔ بس یہ جان لیں جہانوں کے مالک اتنے بڑے اللہ کا گھر بھی کتنا عالی شان اور برکتوں والا ہوگا۔ نہایت تعظیم اور تکریم سے طواف کیا، سعی کی، سرمنڈوایا، معلم مرزوقی صاحب نے دعوت کھلائی۔ بدنی صحت دونوں کی اچھی ہے۔ مگر اصل صحت کا دار و مدار روحانی صحت کی اچھائی پر ہے

کرامات

انبیاء کے لیے معجزات اور صالحین کے لیے کرامات ثابت شدہ حقائق ہیں یہ کرامت دراصل اطاعتِ الہی اور اطاعتِ رسول کے صلے میں اللہ تعالیٰ کا

ایک انعام ہوتا ہے۔ قبلہ والد گرامی کی کرامات تو بے شمار ہیں مگر ان کی تفصیل بیان کرنے کی نہیں۔ اللہ کریم نے توفیق عطا فرمائی تو ان کا تفصیلی ذکر کسی دوسری کتاب میں عرض کروں گا۔ یہاں صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ آپ کی اصل کرامت سنت نبویؐ کی غیر مستزلزل پیروی تھی چنانچہ چک نمبر ۱ اور اردگرد کے پانچ پانچ اور چھ چھ میل کے دیہات والے اور ہم سب قرابت دار اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم میں سے کسی نے بھی ہم ۱۰ سال آٹھ ماہ اور سات دن کے عویل عرصہ میں قبلہ والد گرامی سے کوئی فعل یا امر خلاف سنت نبویؐ صادر سرزد ہوتے نہیں دیکھا۔ بس اس سے زیادہ کرامت اور کیا پیش کر سکتا ہوں۔

۱۹۷۵ء کو مجھے جامع مسجد نوری بستی بلوچیاں شیخوپورہ میں جناب علامہ محمد اسحاق صاحب کی اقتدا میں جمعہ المبارک پڑھنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ بعد از نماز جمعہ علامہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے ایک شخص کو غلام مصطفیٰ کہہ کر آواز دی۔ ایک صوفی منش نورانی شکل والے بزرگ تشریف لے آئے۔ ایک دوسرے کا تعارف ہوا۔ جناب علامہ صاحب نے صوفی صاحب سے فرمایا۔ بوجی ذرا اپنی گردن دکھاؤ۔ میں نے گردن پر ایک زخم کا نشان دیکھا تو صوفی صاحب فرمانے لگے کہ میں گاؤں گاؤں جا کر چوڑیاں بیچنے والا ہوں۔ میری گردن پر سخت خطرناک قسم کا ایک پھوڑا علاج تھا۔ میں چک میں چوڑیاں بیچنے چلا گیا۔ مسجد میں نماز کے لیے حاضر ہوا، آپ سے دعا کے لیے عرض کی۔ آپ نے فرمایا آپ خود نمازی ہیں خود پردم کر لو۔ میں مایوس ہو کر تھپے مہٹ گیا۔ جب آپ نے میری یہ حالت دیکھی تو تھوڑی دیر بعد مجھے آواز دے کر پس بلوایا اور اپنا لب مبارک لگا کر فرمایا، اللہ کریم شفا عطا فرمادیں گے۔ بس وہ دن اور آج کا دن پھر کبھی وہ پھوڑا نہ پھوٹا ایسی بے شمار کرامات اہل خاندان اور دیگر احباب میں ظاہر ہو چکی ہیں۔

قبلہ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اپنے پیرو مرشد کو تصور میں رکھ کر خلق خدا کی پریشانی کو دور کرنے کے لیے جو دعا مانگی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے قبول فرمائیے ہیں مگر مجھے پتہ نہیں چلتا تھا کہ مخلوق کا کام کس نوع ہو جاتا تھا۔ جو محض فضل ربی تھا۔

علامت : ۱۹۷۶ء کی عید الاضحیٰ کی آمد آمد ہے۔ آپ فجر کی نماز پڑھانے کے بعد شماروں پر درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ عید الاضحیٰ کا واقعہ تصور میں آگیا۔ حج کے موقع پر قربانیوں کا نقشہ ذہن میں سما چکا ہے۔ چار سو خون ہی خون نظر آ رہا ہے۔ ”ذبح عظیم“ کے واقعہ کے تصور پر طبیعت نے اس قدر جوش مارا کہ وہیں بیٹھے بیٹھے منہ سے خون کے فوارے اُبلنے لگے۔ دیکھنے والے گھبرا گئے۔ گھر تشریف لائے۔ والدہ محترمہ خون ہی خون دیکھ کر سخت گھبرا گئیں۔ مجھے شیخوپورہ میں اطلاع دی گئی۔ میں جناب محترم ڈاکٹر کیپٹن عبدالکریم صاحب کو ساتھ لے کر گاڑا گیا۔ علاج و معالجہ کیا گیا۔ قدرے طبیعت سنبھل گئی۔ مگر میرے دل پر ایک ایسی چوٹ لگی کہ رونا بھٹنے کو نہ آتا تھا۔ آپ نے مجھے بڑی ڈھارس بندھائی جب مذکورہ بالا واقعہ خون آنے کا مجھے بتایا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب میرے ابا جان ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔ میں آپ کو شیخوپورہ میں لے آیا۔ یہاں آپ نے میرے چچا جان اور بڑے بھائی جان کو بھی بلوایا۔ ہم سب تیمارداری میں مصروف ہو گئے۔ ایک دن ہم سب بیٹھے تھے بندہ نے جرات کی اور میرے دریافت کرنے پر مشورۃ پوچھا کہ آپ کی آخری آرام گاہ کہاں بنائی جائے۔ مجھ سے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کی کہ چار جگہیں میری نظر میں ہیں پوچھا۔ کون کون سی؟ عرض کی پہلی جگہ تو چک نمبر، ایسے گھر کا صحن ہے۔ نمبر ۲ اپنی زمین میں برب پختہ سڑک، تیسری جگہ کے متعلق پوچھا تو عرض کی گئی کہ آپ

کا پیرخانہ مشرق پور شریف چوتھی جگہ کے متعلق استفسار فرمایا تو عرض کی کہ گاؤں
کی مسجد کے ساتھ آپ کا باغیچہ فرمایا یہ جگہ موزوں ہے میری اپنی تیار کردہ ہے
مسجد کا قریب ہوگا۔ جس سے مجھے فائدہ پہنچے گا۔ میرے شاگرد میری قبر پر فاسخ
پڑھیں گے تو روح کو سکون نصیب ہوگا۔ ہاں اگر گاؤں میں سے کسی نے اعتراض
کیا تو پھر مجھے مشرق پور شریف لے جانا اور کہیں پیچھے قبر بنا دینا۔ یہ مسئلہ آپ
نے اپنی زندگی ہی میں طے فرما دیا۔

آپ کی علالت کے پیش نظر ہم ضد کر کے آپ کو میوہ ہسپتال لے گئے وہاں
آپ نے بے قراری اور بے چینی سے دن گزارے۔ فرماتے تھے کہ یہاں کی
نہ تو ہوا اچھی لگتی ہے اور نہ پانی اور نہ یہاں کئے لوگ۔ اپنی مسجد سے پانی منگوا
کر پیتے تھے۔ ہر دن ہم سے یہی تقاضا رہا کہ یہاں سے لے چلو۔ بالآخر ہمیں
آپ کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی اور ہسپتال سے اپنے مکان واقع رحمان پورہ کالونی
لاہور لے گئے۔ مجھے فرمانے لگے چار دن رحمن پورہ رہنا ہے۔ پھر گاؤں لے چلو تاکہ
میں وہاں کے لوگوں کو دیکھوں، وہاں کے بچوں کو دیکھوں اور وہاں کی تازہ اور صاف
ہوا میں سانس لے سکوں۔ رحمن پورہ میں بندہ آپ کی تیمارداری کے لیے حاضر تھا
اچانک مجھے فرمانے لگے۔ لو اعلیٰ حضرت تشریف لے آئے ہیں اور مجھے قرآن پاک
کے اوراق دکھارے ہیں۔ پھر فرمانے لگے لو میری والدہ محترمہ اپنی گود میں چھوٹے
بچے کو لیے ہوئے آگئی ہیں۔ خاموشی سے مجھے دیکھے جا رہی ہیں۔ اس کے بعد
قرآن شریف کی آیات مبارکہ کی تلاوت شروع کر دی۔

رات کا آخری پہر گزر رہا تھا۔ مجھے فرمانے لگے محمد سعید کیا تم جاگتے ہو۔
عرض کی کہ بندہ حاضر ہے۔ آپ نے بڑی شفقت سے میرے لیے دعا فرمائی۔ صبح

لے ابا جان سے پہلے ایک بچہ پیدا ہوا تھا جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا تھا۔

ہوئی اور رحمان پورہ سے گاؤں جانے کا اصرار شروع ہو گیا۔ آپ کے معتقدین کا گھر میں تانتا بندھا ہوا تھا۔ گاؤں کے سب لوگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ ان کی امانت ہیں۔ وصال کے بعد آپ کا جسم صرف ایک جگہ لے جانے کی اجازت دیں گے اور وہ ہے شرق پور شریف۔ اس کے علاوہ ہم اور کسی جگہ آپ کی آخری آرام گاہ نہیں بننے دیں گے۔ میں نے سارا واقعہ عرض کیا اگلے ہی دن گاؤں کے سب ٹریکٹر اور ٹریلیاں مٹی ڈالنے میں مصروف ہو گئے اور باغیچہ جس کی سطح نیچی تھی اُس میں بھرتی ڈال کر اونچا کر دیا۔ یہ تیاری آپ کی زندگی ہی میں مکمل ہو گئی۔ ۲۵ جنوری ۱۹۷۷ء کو آپ کو لے کر چک نمبر ۱ میں آگئے ایک بجوم آپ کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ چار پائی لے کر آپ کی بیٹھک میں آئے تو سب اہل دیہہ کے لیے نہایت لاغزی کے عالم میں دعا فرمائی۔ ہر ایک کی خدمت کا شکریہ ادا کیا۔ گاؤں والوں کو آپس میں محبت اور خلوص سے رہنے کی تلقین فرمائی۔ کفایت شعاری اپنانے کی تاکید فرمائی اور پھر مجھے قریب بلا کر کہا کہ سب کے سامنے اعلان کر دو کہ میری فاتحہ کے لیے آنے والا کوئی بھی مکان پر نہ آئے جو بھی آئے، وہ مسجد میں آئے، وضو کرے، فاتحہ پڑھے اور دنیا کی کوئی بات کیے بغیر رخصت ہو جائے میں نے سب حاضرین کو سنا دیا۔ پھر مجھے فرمانے لگے آپ سب بھی مسجد میں بیٹھیں اور میری اس نصیحت پر سختی سے عمل کریں اور کرائیں۔

وصال : ۲۸ جنوری ۱۹۷۷ء کو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ میں اور میرا بیٹا بخت یار دونوں آپ کے پاس تھے۔ ہم نے آپ کو چائے پلائی۔ باقی افراد خانہ صحن میں تھے۔ جمعۃ المبارک کے وقت سے چند گھنٹے قبل میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ابا جان سیدھے لیٹے ہوئے ہیں تھک گئے ہوں گے۔ اُن کی کمرٹ بدل

دینی چاہیے۔ ہم نے ہاتھ لگایا تو اس وقت آپ کی رُوح فطرسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ ۙ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ گریہ و زاری کے ساتھ

تھی مگر آپ کے چہرہ مبارک پر ایک نورانی مسکراہٹ ہم سب کا استقبال کر رہی تھی۔ میرے بڑے بھائی اور بندہ نے حسبِ وصیت غسل دیا۔ چودھری بشیر احمد ولد چودھری باغبین مرحوم اور مولوی عبدالرحیم امام مسجد اور آپ کے شاگرد نے ہماری معاونت کی۔ وہ کھڑیاں کچھ عجیب ہی تھیں۔ ان کیفیات کو میں تا زندگی نہیں بھول سکتا۔ جو نہی کفن پہنا کر چار پانی اٹھا کر صحن میں لائے تو وہاں موجود سینکڑوں مستورات بچھے، بچیاں اور مرد آخری دیدار کے لیے اکٹھے ہو گئے اور کلمہ شریف کا ورد ایک خاص پرتاثر انداز سے شروع ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمانوں سے فرشتے بھی اتر آئے ہیں اور اس خاص مجلس میں ہم سب کے ساتھ شامل ہیں وہ سماں بڑا ہی روح پرور اور کیف آگیا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد جنازہ ہوا اور مغرب کی نماز سے قبل آپ کو آخری آرام گاہ میں منتقل کر دیا گیا۔ آپ کے لگائے ہوئے درخت اب آپ کی قبر کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہیں۔ آپ کے شاگرد اکثر اوقات قبر مبارک پر قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی میں تاکید فرمائی تھی کہ قبر پر سایہ ضرور کرنا تاکہ پڑھنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ اللہ کریم مجھے آپ کی اس خواہش کو بھی پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کے مزار پر ایک لائبریری قائم کی جائے جس میں آپ کی دینی کتب کا عظیم سرمایہ محفوظ کر دیا جائے۔ خلقِ خدا ان کے مطالعہ سے مستفیض ہو۔

ۛ داخل فردوس فرماتے تجھے رب العباد ۛ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد ۛ

عرس شریف ۱ ہر سال جنوری کی ۲۶، ۲۸ تاریخ کو آپ کا سالانہ عرس شریف

منایا جاتا ہے جو اعلیٰ حضرت شرق پورہ کے عرس شریف کے عین مطابق ہوتا ہے۔

اولاد: اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔ سب سے بڑے لڑکے کا نام محمد اسحاق ہے۔ یہ موضع رکن پور تحصیل و ضلع رحیم یار خاں میں مقیم ہے۔ حضرت ثانی لاثانی کے مرید ہیں۔ بفضلِ تعالیٰ فارغ البال ہیں۔ ملازمت اور اپنی زمین ہے۔ نہایت صوفی منش اور کم گو ہیں۔ قبلہ والد صاحب ان سے بے حد پیار فرماتے تھے۔ بیٹی بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھی۔ آپ کا دوسرا بیٹا راقم الحروف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے آپ مجھ پر بے حد راضی تھے آپ کی دعاؤں کے طفیل ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ میری دلی تمنا ہے، کہ زندگی کے آخری دم تک آپ کے دربار کی درباری کرتا رہوں اور آپ کے طریقہ کار کو جاری و ساری رکھ سکوں۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خدمتِ مادرِ پدر کن صبح و شام تاکہ باسٹی دردِ عالم نیک نام
خدمتِ مادرِ پدر کن اختیاریہ تاشوی از مال و دولت بختیار
آبا جان کی جدائی پر کچھ تاثراتِ غم پیش خدمت ہیں :-

ٹھہراے اضطرابِ دل کہ دردِ دل رقم کر لوں
ذرا اب خامہ رنگیں کو وقفِ دردِ غم کر لوں

نوائے دردِ غم، سوز و گدازِ نالہ و پہہسم!
جو ممکن ہو صریرِ کلک میں ان سب کو ضم کر لوں

ترستی تھیں جو آنکھیں روئے اقدس کی زیارت کو
انہیں کو آج مٹھوڑی دیر تک اشکوں سے نم کر لوں

نہ تھم اسے دیدہ گریاں کہ اب جی بھر کے میں رولوں
 ہو خون اسے دل کہ آج اچھی طرح اظہارِ غم کر لوں

ٹپک بانیں بزاروں لعل و گوہر جیبِ دامن پر
 جو درد و غم سے اگر اک بار خسم کر لوں

قیامت تک نہ آئے گا نظر یہ چہرہٴ نور
 ذرا ٹھہرو کہ آنکھوں میں اسے اب مرتسم کر لوں

نیرے اب کون اس درد و اہم میں سعی غم خواری
 میں تیری یاد ہی کو اب شریک درد و غم کر لوں



اپنے مطلقہ احباب کے پیہم اصرار کی وجہ سے بالآخر بندہ حضرت صاحبزادہ
 میان جمیل احمد صاحب کی خدمت عالیہ میں شرق پور شریف حاضر ہوا۔ مسودہ اور
 والد گرامی کی بیاض کی تینوں اصلی جلدیں آپ کی خدمت میں پیش کر کے اپنے
 ارادہ کا اظہار کیا۔ آپ نے کمال مہربانی فرمائی اور اس نسخہ کو جلدی چھپوانے
 کے لیے بے حد دلچسپی لی۔ اسی روز اپنے مرید خاص جناب ماسٹر احمد علی صاحب
 کے ہمراہ مجھے محترم المقام جناب حکیم محمد مٹو صاحب امرتسری کی خدمت میں
 روانہ کیا۔ ہم دونوں بوقت عصر جناب محترمی حکیم صاحب کے مطب واقع

ریلوے روڈ لاہور حاضر ہوئے اور محترم جناب صاحبزادہ صاحب کا پیغام دیا اور مسودہ اُن کے حوالے کر دیا۔ جناب حکیم صاحب نے صاحبزادہ صاحب سے مشورہ فرمایا اور حسب مشورہ مسودے کی درستی وغیرہ کے لیے محترم المقام جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب صدیقی ناظم شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور کی طرف رجوع کرنے کے لیے کہا چنانچہ بندہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے اس کام کو عین سعادت سمجھا انہوں نے مسودہ کو پہلے سرسری نظر سے پڑھا۔ پھر مجھے ہدایت فرمائی کہ اصل نسخہ کے ساتھ مقابلہ کرایا جائے۔ نیز اخوان محترم جناب غلام سرور صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ تعلیم بالغاں لاہور کی خدمات بھی حاصل کر لیں بندہ اصل بیاض کی جلدیں لے کر حاضر ہوا تو دوران موازنہ و مقابلہ یہ ضروری سمجھا گیا کہ مسودہ دوبارہ لکھنا چاہیے لہذا حسب ہدایت مسودہ کو دوبارہ درست کیا گیا۔ مسودہ کی جانچ پڑتال کے لیے مجھے محترم قاضی ظہور احمد اختر صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر شیخوپورہ کی خدمات بھی میسر آگئیں ہم دونوں نے ابتدائی طور پر مسودہ کی درستگی کی۔

درستگی کے دوران معاً صاحبزادہ صاحب ہنسے مسکراتے ہوئے تشریف لے آئے اور ہم چاروں کو مصروف کار دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ مختصری دیر بیٹھنے کے بعد شرق پور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ آپ کے یوں آنے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے نزدیک ”خطبات بشیر تباری“ کس قدر وقعت رکھتے ہیں۔

ان واقعات و حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر مذکورہ بالا حضرات کی مدد اور تعاون میرے شامل حال نہ ہوتا تو میں اکیلا اس کام کو کبھی بھی پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکتا اور یہ بیش بہا تحفہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش نہ کر پاتا۔ اسی لیے میں ان سب حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہوں، جنہوں

نے شروع سے لے کر آخر تک اس کام کی تدوین و تالیف میں مدد فرمائی ہے
اس کا رخیہ اور محنت شاقہ کا اجر ان کو صرف اللہ تعالیٰ ہی دیں گے۔

میاں محمد سعید شاہ

ملفوظات ارشادات اور خطبات شریانی

جو میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیاض میں تحریر فرمائے

و ادیم ترا ز گنج مقصود نشان

گرمانہ رسیدیم تو شاید برسی

الحمد للہ! یہ محض فضل الہی ہے کہ کچھ ایسا سبب بنا کہ بسلسلہ ملازمت

محکمہ تعلیم بطور مدرس بمقام چک نمبر ۱۱ (نہرا پر چناب) ضلع شیخوپورہ میں تقرری

ہوئی۔ یہ واقعہ ۲۱ مئی ۱۹۲۳ء کا ہے۔ یہ مقام شرق پور شریف سے نو، دس میل

کے فاصلے پر ہے۔ لہذا اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ کی خدمت اقدس

میں جانا نصیب ہوا۔ اکثر و بیشتر جمعۃ المبارک کی نمازیں بھی آپ کی اقتداء میں پڑھنا

نصیب ہوئیں، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات طیبات و خطبات ارشادات

کو ضبط تحریر میں لاتا رہا، تاکہ پڑھنے سے خود اور دوسرے حضرات فائدہ اٹھائیں۔

۶ جولائی ۱۹۲۳ء بروز اتوار بندہ بفضلہ تعالیٰ پورے صدق دل سے بار

اول ازین خیال روانہ بسوتے شرق پور شریف ہوا کہ ۔

۱۔ یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے پیا

(اولیاء اللہ کی نفوٹھی دیر کی صحبت سو برس کی خالص عبادت سے بہتر ہے)

۲۔ گر تو سنگ خارہ مر مر شومی چوں بصاحب دل رسی گو مر شومی

(اگرچہ تو سخت پتھر ہو لیکن جب تو خدا کے کسی خاص بندہ کی صحبت میں

پہنچے گا تو موتی بن جائے گا۔

چونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارکہ علیل تھی شرف زیارت سے محروم پھرا۔ درحقیقت حسرت و یاس نے دوبارہ جانے کے واسطے بیتاب کر دیا۔ بیس روز بعد یعنی ۲۶ جولائی کو پھر عازم سفر ہوا۔ بفضل خدا شرف زیارت سے پہلی بار مشرف ہوا۔ بالانامہ میں حضرت نے فرمایا: "عصر سے کچھ پہلے کا وقت تھا۔ جناب عابدی عبدالرحمن صاحب بھی آپ کے پاس تشریف فرما تھے۔ پوچھا: "کیا پڑھا ہے؟" عرض کی: "جی۔ وہی پاس ہوں۔" فرمایا: "اس علم کو حاصل کرنے کے لیے کتنے سال لگائے؟" عرض کی: "نوسال۔" فرمایا: "دنوی علم حاصل کرنے کے لیے تو نوسال لگائے مگر قرآن مجید سیکھنے میں کتنے سال لگائے؟" خاموشی کے ساتھ کچھ جواب نہ تھا۔ آپ نے کمال محبت فرمائی۔ الحمد للہ! دست مبارک میرے وجود پر پھیرا۔ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھنے کے بعد پڑھنے کے لیے فرمایا: نماز کی تاکید فرمائی۔ قرآن مجید با ترجمہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ پسند و نصح فرمائی، پھر اجازت رخصت عطا فرمائی۔

۲۲ اگست ۱۹۲۳ء بروز جمعہ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بروقت تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری پر پہلی صف میں سے ایک شخص تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ اسے منع فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ خاص خیال اور توجہ سے بیٹھے رہنا چاہیے۔ سب نمازی صف در صف دوڑا تو باادب بے حسرت

۱۰ بوقت پہلی ملاقات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تقریباً ۶۱ سال تھی اور والد گرامی کی عمر ۲۶ سال چار ماہ اور ایک دن تھی۔ (مؤلف)

بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کی توجہ باطنی اس قدر غالب تھی کہ سانس کی آواز بھی سنائی نہ دیتی تھی۔ کسی کو آنکھ اُپر اُٹھانے کی ہمت نہ تھی۔ دوسری اذان حاجی عبدالرحمن صاحب نے پڑھی۔ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد نماز جمعہ آپ نہ خانہ میں تشریف لے گئے۔ یہ جگہ بہت ہی بابرکت ہے اور وہاں عجیب فیض ربانی نصیب ہوتا ہے۔ سب پروانے حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ آپ کی جلالت و عظمت کے آگے سب دم بخود ہیں لیکن دلوں میں فیض جاری ہے۔ گویا باد نسیم روحانی سے دل رجوع الی اللہ کی نعمت سے سرشار ہیں۔ پھر سب کو رخصت فرما دیا۔

شوہدم پروانہ تا سوختن آموزی

با سوختن گاہ بنیشینی شاید کہ تو ہم سوئی

عصر کی نماز کے بعد دوبارہ شرف زیارت نصیب ہوا۔ قرآن مجید بغور پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ ہر نماز کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ بار بغور بطابق معنی پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے فرمایا: "قرآن پاک بامعنی اور سمجھ کر پڑھنے اور نماز توجہ و دھیان سے پڑھنے ہی میں سب کچھ حاصل ہے۔ اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔"

چند دن بعد صوفی برکت علی صاحب کے ہمراہ پھر حاضر ہوا۔ آپ بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔ ایک عالم کسی مسئلے کے متعلق کچھ عرض کر رہا تھا اور آپ اس کی توجہ تفسیر مواہب الرحمن کی طرف مبذول فرما رہے تھے۔ جناب دین محمد صاحب سے ہمارے متعلق فریافت فرمایا۔ اس نے مناسب عرض کی۔ بعد نماز ظہر حاضر ہونے کی ہدایت کے ساتھ آپ بالا خانہ میں تشریف لے گئے۔ جب ہم بعد نماز ظہر حاضر ہوئے تو ایک شخص سے دریافت فرمایا ساتھ کون ہے؟ اس

نے عرض کی اکیلا آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں اکیلا نہیں۔“ اُس نے دوبارہ عرض کی ”جی اکیلا ہی آیا ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”نہ کوئی اکیلا آیا ہے اور نہ ہی اکیلا جاتے گا۔“ پھر آپ نے دریافت فرمایا: ”فارسی کتنی پڑھی ہے۔“ اُس نے عرض کی ”کوئی نہیں پڑھی۔“ آپ نے ذرا جوش سے فرمایا: ”کوئی نہیں پڑھی؟ تو فوراً ہی بول پڑا۔“ جی پڑھی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر پھر بھی کہتا کہ نہیں پڑھی تو واقعی بالکل سفائی ہو جاتی آپ نے فرمایا: ”یہ ٹھیک بازی میرے ساتھ ہی کرنے کو آیا ہے؟“ دراصل اُس شخص کا فیض بند ہو چکا تھا اور وہ بڑا پریشان حال تھا۔ آپ نے فرمایا: ”چل پڑے گا۔ گھبراہٹیں نہیں۔“ اُس نے مایوسی کا اظہار کیا، مگر آپ نے نظر عنایت سے مطمئن کر دیا اور اس کو اُسی وقت رخصت کر دیا۔ ہر ایک کے ساتھ مناسب گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں بندہ کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ سبحان اللہ! وہ عجب وقت اور عجب سماں تھا! فرمایا ”خلوت میں کچھ پوچھنا تھا اور کچھ بتانا تھا۔“ پھر سو فی برکت علی صاحب منورہ ہوئے۔ فرمایا: ”انگریزی تعلیم زور پکڑ گئی ہے، قرآن مجید کی عظمت دل و جان سے کرو، پھر عجب اندازِ محبت سے پوچھا: جانا ہے یا رہنا ہے؟ سبحان اللہ! وہ ساعت پھر بھی نصیب نہ ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ اگر نہیں جانا تو مسجد میں چلو۔ بعد نماز عصر ایک صاحب سے پوچھا کہ ان کو (یعنی مجھے) اسم ذات بتا دیا گیا ہے، عرض کی گئی جی تا حال نہیں۔ صبح پھر حاضر ہوا تو آپ نے جانے کی اجازت فرمائی۔ قرآن مجید بنور پڑھنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ خداوند کریم کوئی سبب بنا دے گا۔ اتباع سنت کی سخت پابندی کے واسطے تاکید ہوتی تھی۔ ہمہ افعال و کردار میں اتباع حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سختی سے پابندی کرانی جاتی، چونکہ دونوں جہان

لہ دل کا از خود اسم ذات پڑھنا۔ رجوع الی اللہ ہونا۔

کی خیر و برکت کا حصول اسی سے ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ کا ہر کام ظاہر و باطن
 عین اتباع سنتِ حضور پر نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہوتا تھا۔ اسی طرح آپ کی یہ بھی سخت ہدایت ہوتی تھی
 کہ ہر نودار کو کوئی حرکت خلاف شرع نہ کرے۔ ہر آنے والے کے لیے ضروری تھا
 کہ وہ با وضو ہو اور صف پر دوڑا نو بیٹھے۔ دنیا کی کوئی بات نہ کرے۔ بلکہ وہاں تو
 ہو ہی نہ سکتی تھی۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھلاتے جاتے تھے۔ پھر دسترخوان بچھایا
 جاتا۔ کھانے کے وقت دایاں گھٹنہ کھڑا اور بائیں تہ شدہ ہوتا۔ چھوٹا لقمہ اور چبا کر کھانے
 کی ہدایت فرمائی جاتی۔ ہر نوالہ منہ میں ڈالنے سے قبل بسم اللہ شریف پڑھنے کی تاکید
 ہوتی۔ کھانے کے بعد دعا آپ خود فرماتے۔ ہاتھ دھونے کی ہدایت فرماتے۔ صبح
 دہی کی لُستی اور کھانا شابانہ کھلایا جاتا پھر طالب کی قسمت میں جو ہوتا وہ بھی اس
 کو مل جاتا۔

۲۰ مئی ۱۹۲۶ء بروز جمعرات کو اہلیہ محض اللہ اللہ سیکھنے کے لیے روانہ
 بسوئے شرق پور شریف ہوئی۔ شیرخوار بچہ گود میں تھا اور پیدل سفر تھا۔ حاضری
 نصیب ہوئی۔ آپ نے پوچھا ”کس غرض کے لیے آئی ہو؟“ عرض کی ”اللہ اللہ
 سیکھنے کے واسطے“ آپ خوش ہوئے اور خود اسم ذات اللہ اللہ اللہ،
 کہلویا اور فرمایا اس کا ٹوں، ٹوں میں اثر ہو جاتے۔ اس حد تک کہ سو جاؤ تو
 دل جاری رہے۔ درود شریف با وضو جتنا بھی پڑھ سکو پڑھ لیا کرو، لیکن پانچ
 صد سے کم نہ چاہیے۔ بعد نماز فجر تین تسبیح بسم اللہ شریف کی اور ہر ایک نماز
 کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ نماز تہجد کی پہلی رکعت
 میں تین بار سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں دو بار پڑھنے کی ہدایت فرمائی

لے بڑا لڑکا محمد اسحاق لے ہر تن مورتہ دل از خود اللہ اللہ پڑھتا ہے۔

پھر فرمایا: ”اسی وقت واپس چلی جاؤ۔ بتا ہم نے دیا ہے مگر عمل کرنا تمہارا کام ہے۔“



۲۸ مئی ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک

اسی دوران میرا تبادلہ پرائمری سکول تروڈیوالی میں ہو چکا تھا، وہاں سے برائے ادائیگی نماز جمعۃ المبارک شرق پور تشریف حاضر ہوا۔ حاضرین بعد ادائیگی سنت خاص خیال کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ سب کے دل رجوع الی اللہ تھے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا اثر پیدا کرنے والے کی نگاہ کی تاثیر تھی۔ عجب فیض جاری تھا۔ سب کے سب دوزانو متوجہ بقلب تھے۔ سورۃ العصر کی تشریح بالتفصیل فرمائی۔ فرمایا: ”یہ کلام اللہ ہے جو ہمارے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لاتے اس میں وقت عصر کی قسم یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی قسم اٹھائی گئی ہے۔ اس میں عبرت کا مقام غور طلب ہے۔ جس طرح دن کا بیشتر حصہ گزر کر انجام کے نزدیک ہوا جاتا ہے جو پھر واپس نہیں آسکتا اسی طرح انسان کی زندگی بھی زوال پذیر ہے۔“

فرمایا: ”مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ“ اس آیت شریف پر آپ نے کافی وقت بیان فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ”انسان کے ہر افعال اعمال، اقوال و احوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہونے چاہئیں۔“

فرمایا: ”برادری و خویش واقارب کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے، اور دُنوی معاملات ترک نہیں کر دینے چاہئیں۔“

فرمایا: "خدا تعالیٰ انسان کی آزمائش مصیبت، غم و فکر اور بھوک و پیاس کے ذریعے فرماتا ہے۔"

فرمایا، خواہشاتِ نفس کی پیروی سے گناہ صادر ہوتے ہیں اور نیک اعمال محض اللہ کی توفیق اور رحمت سے ہوتے ہیں۔ "بعد نماز آپ ایک خاص حالت میں رہے۔ بعد وقت دریافت فرمایا۔ ساڑھے تین بج چکے تھے۔ کچھ مزید وقت کے لیے وعظ فرمایا۔ پھر آپ حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہوئے۔ یوں نذرانی چہرہ کچھ وقت کے لیے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مگر بے قرار دلوں کو جلد ہی قرار آ گیا جب کہ آپ دوبارہ مسجد کے صحن میں تشریف فرما ہوئے۔ ایک معتمد شخص کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: "یہ گرتے اور یہ چٹائی کسی کاریگر کے ہاتھ لگنے سے بنے ہیں۔ گرتے کو پہلے پھاڑا گیا، پھر سوئی سے سیا گیا، تب جا کر یہ انسان کے جسم کے مطابق بنا اور پہننے کے قابل ہوا۔ پھر بندہ بھی کسی کے ہاتھ لگے بغیر کب صحیح بندہ بن سکتا ہے؟"

ایک بندہ خدا سے پوچھا "تیرا نام کیا ہے؟" اُس نے عرض کی: "ابراہیم" آپ نے فرمایا "تو کہاں ابراہیم ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی تھی۔" بیچ ہے جو اللہ والے ہوتے ہیں اُن کو اللہ والوں ہی کا دھیان ہوتا ہے۔



۶ جولائی ۱۹۲۶ء (بروز منگل)

بعد نماز ظہر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کی نیت سے شرفیور شریف روانہ ہوا۔ راہ میں ایک شخص آتا ہوا ملا تو دل نے گواہی دی کہ یہ شخص

اعلیٰ حضرت سے مل کر آیا ہے۔ دریافت کرنے پر ایسا ہی نکلا۔ اُس نے کہا کہ
دور سے آیا ہوں۔ مدت سے قدم بوسی کی آرزو تھی جو خداوند کریم نے آج
پوری فرمادی ہے۔ الحمد للہ!

آپ کی بیٹھک مبارک میں پہنچا۔ وہاں الطینان اور سکون قلب نصیب
ہوا۔ ایک شخص پہلے ہی سے بیٹھا تھا جس کا لباس عمدہ اور نفیس تھا۔ تھوڑی
دیر بعد آپ تشریف لائے۔ مجھ سے پوچھا۔ کب آتے تھے؟ عرض کی کہ بوقت
عصر حاضر ہوا تھا۔ آپ نے مدرسہ کا وقت دریافت فرمایا۔ پھر پوچھا: جاؤ گے
بار ہو گئے؟ بندہ خاموش تھا۔ آپ نے عجب اندازِ محبت سے فرمایا: ایک
تو میں بیمار ہوں اور دوسرے تو خاموش ہے! پھر فرمایا۔ اچھا مسجد میں چلو۔
صبح دیکھا جائے گا۔ اگلی صبح بعد درود شریف حاضر ہوا تو آپ نونج کر پندرہ
منٹ پر تشریف لائے۔ سب سے پہلے میری ہی باری آئی پوچھا: آج
کوئی چھٹی ہے؟ عرض کی۔ جی نہیں۔ فرمایا۔ صبح ہی کیوں نہ چلے گئے۔ یہ ذمہ داری
ہم پر ہے اور کس پر، دونوں کام ہی کرنے چاہئیں۔ مگر نوکریاں کرنا کوئی زیادہ مفید
نہیں۔ پھر دل پر اپنا دست مبارک رکھ کر عجب حالتِ جلالت میں اسم ذات
القا کیا۔ پھر فرمایا۔ اس میں تکلیف اور پریشانی بھی بڑی ہوتی ہے۔ فرمایا: کچھ پوچھنا
اور کچھ بتانا تھا، مگر اب وقت نہیں اتوار کو آنا تھا۔ جاؤ! السلام علیکم! پھر
آپ نے فرمایا۔ فاصلہ کتنا ہے۔ عرض کی۔ چار میل فرمایا۔ جلدی چلے جاؤ۔ اُس وقت
ٹھیک نونج کر ۴۵ منٹ ہوتے تھے اور دس بج کر ۳۵ منٹ پر سکول میں پہنچ
گیا۔ گویا ایک گھنٹہ میں چار میل کا فاصلہ طے ہوا اور لطف یہ کہ معلوم بھی نہیں ہوا۔



۱۶ جولائی ۱۹۲۶ء (بروز جمعۃ المبارک)

بارہ بجے دوپہر سکول کے وقت ختم ہونے کے بعد برائے ادائیگی نماز جمعہ
بصد شوق زیارت قبلہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ روانہ بسوئے مشرق پورے
شریف ہوا۔ قبلہ اعلیٰ حضرت ابھی خطبہ اولیٰ کے لیے کھڑے ہوتے تھے کہ بندہ
بھی مسجد شریف میں پہنچ گیا۔

فرمایا: لوگ مسجد میں بیٹھنے سے گھبرا جاتے ہیں کہ گرمی ہے۔ مگر کل قیامت
کے دن جب سورج سوانیزے پر ہو گا تو کیا حال ہو گا۔ حالانکہ دنیوی
کام کرنے سے کوئی نہیں گھبراتا۔

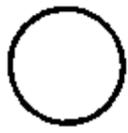
فرمایا: ”خداوند کریم نے ہر ایک چیز انسان کے لیے پیدا فرمائی، مگر انسان کو اپنی
عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔“

فرمایا: نفل عبادت فرضیت کو تقویت دیتی ہے مانند چھلکا بیضہ کے۔“
بعد نماز جمعہ آپ نصف گھنٹہ تک مراقبے کی حالت میں تشریف فرما ہے
پھر نصف گھنٹہ تک مزید وعظ فرمایا۔ ایک شخص جو آپ کے قریب ہی تھا،
اُس نے بڑے جوش سے نعرہ ”إِلَّا اللَّهُ“ لگایا۔ جس سے سب کے دل دہل گئے
اور حیران ہو گئے۔ مگر آپ بدستور وعظ فرماتے رہے۔ بعد نماز عصر آپ گھر
تشریف لے گئے۔ بندہ بھی واپس تروٹیوالی پہنچ گیا۔



۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ و ملاقات اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رح
 شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ عین وقت پر تشریف لائے اور جمعہ المبارک پڑھایا
 آپ کا معمول تھا کہ پہلا آدھ گھنٹہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و
 توصیف میں صرف کرتے۔ دورانِ وعظ اگر حاضرین کبھی غیر متوجہ ہو جاتے، تو
 ایک ہی نظر سے سب کو متوجہ فرما دیتے۔ اس دن سخت گرمی اور جس تھا۔
 ہر ایک پسینہ میں شرابور تھا۔ اجتماع کی وجہ سے اور بھی گھٹن تھی۔ مگر اس کے
 باوجود آپ نے سواد و گھنٹہ تک وَمَا مَتَاعُ الدُّنْيَا إِلَّا قَتِيلٌ کی
 تفسیر بیان فرمائی اور حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد آپ مسجدِ بابا
 میں تشریف لے گئے۔ روانگی کی ادائیگی قابل دید تھی۔ محض آپ کو دیکھ لینے ہی
 سے دل اور روح کو یک گونہ تسکین مل جاتی تھی۔ یہی نہیں بلکہ اصلاحِ احوال
 کا ذریعہ بن جاتی تھی۔ بعض کی نماز آپ نے خود پڑھائی۔ پھر گھر تشریف لے گئے
 الحمد للہ! ایسی قربت نصیب ہوئی۔ یا اللہ! یہ سعادت یونہی نصیبے! آمین



۳۰ جولائی ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

افسوس کہ بعض سرکاری مصروفیات کی وجہ سے حاضر ہونے سے قاصر رہا۔
 سخت پریشانی اور حسرت رہی۔ اُداسی اور غمی کی یہ کیفیت اگلے جمعہ المبارک
 تک غالب رہی۔



۶ اگست ۱۹۲۶ء (بروز جمعۃ المبارک)

شرق پور شریف جانا نصیب ہوا۔ آپ وقت پر تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔ آپ نے نہایت ہمت اور جوش سے وعظ فرمایا: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِہِ کی تفسیر اور تشریح بیان فرمائی۔ فرمایا: ”نماز پڑھو یہ تمہیں بے حیائی سے بچائے گی اور بدعت سے پرہیز کرو۔“ فرمایا: ”سود نہ لو۔“

فرمایا: مسجد میں چند وغیرہ جمع کرنے کے لیے سوال نہیں کرنا چاہیے۔

فرمایا: عناد و بغض بکینہ حسد اور مقدمہ بازی سے بچنا چاہیے۔

فرمایا: رزق حلال اور صدق مقال پر عمل ہونا چاہیے۔

فرمایا: ہر مسلمان مزد و عورت پر دین کی نگرانی کرنا فرض ہے۔

فرمایا: ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ حق بات کوئی نہیں کہتا۔

فرمایا: ایک تھانیدار تو سرکاری حکم کی تعمیل کرا لیتا ہے۔ سٹور و غل مٹا دیتا ہے اور

اپنا مفصل حل کر لیتا ہے مگر افسوس! دین کے معاملات میں لوگ اپنے

مالکِ اعلیٰ کی پرواہ نہیں کرتے۔ سخت افسوس ہے۔

فرمایا: بندہ خدا بننا بڑا مشکل ہے، جب تک روٹی پنچی (دُھنی) نہ جائے اُس وقت

تک اُس سے تار نہیں نکلتا۔ انسان بھی جب تک روٹی کی طرح دُھنا نہ

جائے اُس وقت تک کب اس کی تار ربِ کریم سے ملتی ہے اور کون کہتا

ہے کہ انسان بندہ بن گیا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

پردہ ہستی اگر سوزی بنا لا الہ

بینی بے پردہ دریاں دم نورِ اِلَّا اللہ

جب اِلَّا اللہ ذرا جوش سے آپ نے پڑھا تو سب حاضرین پر
کیفیت طاری ہو گئی۔ ہر ایک کی زبان سے اِلَّا اللہ بے اختیار نکلنا شروع
ہو گیا۔ ایک بندہ خدا پر تو عجب حالت طاری تھی۔ وہ بے ہوش ہو گیا، مگر
ہوش آنے پر وہ بدستور اِلَّا اللہ پڑھتا رہا۔ وہ بے بس تھا۔ تاثیر پیدا کرنے
والے کی تاثیر کا یہ اثر تھا۔

فرمایا: لا کی تلوار سے جب تک فنا نہ ہو اِلَّا اللہ تک پہنچ نہیں سکتا۔
فرمایا: انسانوں کی شامتِ اعمال اور بدکرداری کے باعث بحرِ بر میں فساد
کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں۔ بیس برس پہلے جو نعمتیں اور برکتیں تھیں، وہ
اب دیکھنے میں نہیں آتیں۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسِ دجن کے علاوہ ہر چیز کے لیے بھی
رسول ہیں۔

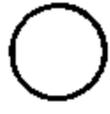
منازِ جمعہ کی دعا کے بعد آپ کچھ دیر کے لیے مراقبے کی حالت میں سب
حاضرین دم بخود تھے اور دیدار کے لیے بے تاب تھے۔ مراقبے سے فارغ ہو کر
سب کو "السلام علیکم" کہا اور چل دیئے۔ مسجد کے صحن میں ایک شخص جو کوئی
اعلیٰ افسر معلوم ہوتا تھا۔ ظاہری شکل منشرح تھی۔ بڑھ کر آپ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ آپ نے تھوڑی دیر شریعت کی پابندی کی اہمیت بیان فرمائی۔
زیادہ تر آپ اس شخص ہی سے مخاطب رہے۔ فرمایا: "بظاہر شکل تو اچھی نظر آتی
ہے اندر سے چاہے خالی ہی ہو۔ ایک شخص کی قمیض اور کالر پکڑ کر خلافِ شرع لباس
پہننے پر تنبیہ فرمائی۔ پھر وہیں تشریف فرما ہو گئے۔ وہ نظارہ کچھ ایسا تھا کہ مرکز میں

چاند اور ارد گرد ستارے یعنی ہالہ چاند کی سی شکل بن گئی تھی۔
 گو وہ شخص اچھے قد والا تھا مگر آپ کے رعب و جلال کے
 آگے اُس کی آواز نہ نکلتی تھی اور بہت کچھ آپ نے فرمایا۔ وہیں ایک بچہ
 جو اپنے باپ کے ہمراہ آیا تھا آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ آپ کو یہ حرکت
 ناگوار گزری اور اصلاح احوال کے لیے اُس کے باپ کو تنبیہ فرمائی۔ پھر فرمایا
 مَر جانا ہے۔ خواہ کچھ کر لو۔ دوا کر لو یا تعویذ کر لو۔ وقت پر مَر ضرور جانا ہے۔ بعد
 میں معلوم ہوا کہ اس کا لڑکا بڑا سخت بیمار ہے۔ دراصل اسی کے لیے دُعا
 کرنے آیا تھا۔

اسی مجلس میں ایک شخص ڈاڑھی منڈا حاضر تھا۔ آپ نے اس سے
 نام پوچھا۔ اس نے عرض کی ”مہر دین“ شادی شدہ ہوؤ گی ہاں! اُس نے
 جواب دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی بیوی کے بال بھی منڈ دو۔ پھر مہر اور دین پورا
 بن جائے گا۔ اُس نے اسی وقت توبہ کی کہ آئندہ کبھی ڈاڑھی نہیں منڈاؤں گا
 آپ نے فرمایا۔ میرے واسطے نہیں کرنا۔ اپنی نجات کے لیے کرنا ہے۔ نیک
 اعمال کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوتی ہے اور بد اعمال نفس کی
 شرارت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔“

بعد ازیں آپ مسجد کے اوپر تشریف لے گئے گویا ایک نور تھا جو سب
 کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ حاضرین پر اُداسی اور پریشانی چھا گئی۔ جلد ہی نماز
 عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ پھر تشریف لائے اور نماز عصر خود پڑھائی۔ بعد دُعا پھر
 پند و نصائح فرمائیں۔ بالخصوص شہ کے ایسے لوگوں کی خبر لے رہے تھے جو سُو
 لینے سے باز نہیں آ رہے تھے ان کو تنبیہ فرماتے رہے۔ گھر روانہ ہونے سے
 قبل دو تین آدمیوں کے ہمراہ تنہائی میں تشریف لے گئے۔

بندہ تقریباً پونے چھ بجے شام واپس لوٹا اور نماز مغرب گوا کر پڑھی۔



۱۳ اگست ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرق پور شریف حاضری نصیب ہوئی۔ الحمد للہ! ایک تو نور ہمتیال کا دیدار ہوا دوسرے فیض عالم کے فیض سے مستفیض ہوا۔ بجلی کی طرح ایک رومی جسم میں پیدا ہوتی ہے جو کھینچ کر شیر بانی کے قدموں میں لادالتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر ہے کہ آپ کی زیارت میں نصیب ہیں۔ اس وقت اور زمانے کو کبھی رور و کریم یاد کیا کریں گے۔

پہلی اذان ہو چکی تھی۔ جمعہ کی پہلی سنتیں ادا ہو چکی تھیں تو آپ تشریف لائے اور جمعہ مبارک پڑھا یا۔

فرمایا: یہی سارا کمال نہیں کہ منہ مغرب کی طرف کر لیا جائے۔ ایسا تو دوسری قومیں بھی کرتی ہیں۔ بلکہ کمال اس میں ہے کہ توحید اور رسالت کو اس طرح جانو جس طرح جاننے کا واقعی حق ہوتا ہے۔

فرمایا: یاد رکھو! توحید اور رسالت باہمی مربوط ہیں۔ بغیر توحید کے رسالت نہیں اور بغیر رسالت کے توحید کا اثبات نہیں۔

فرمایا: اللہ کریم کو وحدہ لا شریک مان کر امر و نہی پر سختی اور استقامت سے عمل کرنا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر مان کر صدق دل سے اتباع سنت کرنا ہی بڑی سعادت ہے جب اس پر دل و جان سے عمل ہوگا تو باقی جملہ امور از خود فرمان خداوندی کے عین تابع ہو جائیں گے۔

فرمایا: اسلام کے پانچ رکن ہیں اور ایمان کے دو (ظاہر اور باطن) یعنی رسالت اور توحید۔ کیونکہ رسالت کی متابعت سے توحید تک پہنچا جا سکتا ہے اور ایمان میں تصدیق قلبی ہوتی ہے۔“

فرمایا: شریعت کا فتویٰ ظاہر میں ہے اگر کوئی خلوص نیت سے ظاہری طور و اطوار درست کر لے تو خداوند کریم اس کے باطن کو بھی درست فرما دیتے ہیں۔

فرمایا: آج کل لوگ نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے شریعت کے فتویٰ کی تلاش کرتے ہیں۔ مگر دین حق کی تلاش میں کوشش نہیں کرتے۔

فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے پیش کی تو واقعات عالم کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی چیز ہاتھ کی ہتھیلی پر موجود ہو۔ لہذا نہایت ضروری ہوا کہ ہمہ افعال۔ اقوال اور احوال میں سنت کی پیروی ہو اسی میں صحیح عزت نصیب ہوگی۔

فرمایا: تین باتوں کا خاص خیال رکھو۔

- (ا) اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانو
- (ب) کھانا کھاتے وقت محسوس کرو کہ حلال کا ہے یا حرام کا۔
- (ج) اپنے سے سب کو اچھا جانو۔

فرمایا: جب خداوند کریم کو حاضر و ناظر جانتے ہو تو پھر اس کی نافرمانی کیوں کرتے ہو؟ اور جو کہے کہ اللہ حاضر و ناظر نہیں تو وہ کافر ہے۔

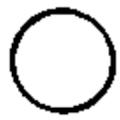
فرمایا: کلمہ پڑھنے کو تو پڑھتے ہیں سب لا الہ الا اللہ مگر اس پر عمل نہیں کرتے معاذ اللہ!

فرمایا: دین کی محبت۔ حرارت اور غیرت چاہیے۔

فرمایا: بادشاہی مسلمانوں کی نہیں۔ دین میں ہر ایک کو آزادی ہے۔ تلوار کا زور نہیں۔ یَوْمِئِذٍ بِالْغَيْبِ كِى تَصْدِیْقٍ اور خوفِ خدا کی تلوار جس پر اثر کر گئی وہ فلاح پا گیا۔

فرمایا: اللہ وہ ہے جس نے حقیر پانی (منی) کی ایک بوند سے انسان کو پیدا کیا۔ ہمہ اعضا اجسام درست پیدا فرماتے۔ کان۔ ناک۔ آنکھ۔ زبان ہاتھ اور پاؤں پیدا فرماتے۔ ان میں اگر کوئی صنایع ہو جائے یا خراب ہو جائے تو قادرِ مطلق کے علاوہ وہ کون کاریگریت جو اسے درست کر سکے بس بروم اللہ کا شکر ادا کرو۔ وانا عبرت حاصل کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ انسان کو نیت سے بہت میں لایا۔ تو دیکھ نہیں سکتا مگر وہ تیرے ہر نفس (سانس) کی رفتار سے بھی واقف ہے۔

فرمایا: دل و جان تمہارے پاس ہے۔ یہ اللہ کی امانت ہے۔
 ملتان کی طرف سے ایک شخص آیا ہوا تھا۔ نام اس کا خلیل احمد تھا۔ وہ اکیلی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اکیلی ٹوپی نصاریٰ اور اکیلی کپڑی سنیوں کی باندھتے تھے۔ مگر ہمیں حکم ہے کہ دونوں چیزیں پہنو۔ آپ نے اپنا چٹکا اس کے سر پر باندھ دیا اور فرمایا: ”یہ ہے طریقہ سنت“



۲۰ اگست ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

۲۰ اگست ۱۹۲۶ء بروز جمعہ بغرض ادائیگی نماز جمعہ المبارک گھر سے روانہ ہوا۔ راہ میں بارش شروع ہو گئی جس سے کپڑے وغیرہ سب بھیگ گئے

اور بھیگتا ہی چلا گیا چونکہ وقت کافی ہو گیا تھا۔ ابھی ابھی پہلی اذان ہوئی تھی کہ بفضلِ تعالیٰ مسجد میں حاضر ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دوسری صف میں تشریف فرما ہوئے اور مصلے پر ایک عالم حاضر ہو گئے۔ شاید یہ تبدیلی پہلے ہی طے ہو چکی تھی۔ جناب حاجی عبدالرحمن صاحب نے دوسری اذان پڑھی اور خطبہ شروع ہوا۔ معلوم ہوا کہ وہ عالم گجرات سے تشریف لائے تھے سورۃ الذہر کی تفسیر و تشریح فرماتے رہے۔ مگر آپ کے سب پر والوں کو حسرت تھی اور اسی تھی طبیعتیں بے چین تھیں کہ آپ جمعہ کیوں نہیں پڑھا رہے۔ عالم بڑا وجیہ اور مبلغ قسم کا معلوم ہوتا تھا مگر سامنے جب محمد کے شیر کو دیکھتا تو زبان اس کی لٹکھڑا جاتی اور گھبراہٹ کی حالت اس پر طاری تھی۔ خیر نماز ہوئی۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر تہہ خانہ میں تشریف لے گئے تو عالم صاحب کو پھر تقریر کا جوش اٹھا۔ دراصل قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب جان بوجھ کر ہی جلدی تہہ خانہ میں تشریف لے گئے تھے کہ عالم صاحب اپنا مطلب حاصل کر لیں۔ تقریباً سوا گھنٹہ تک وعظ ہوا۔ ان کا طرز بیان راگ اور گانے کی طرف زیادہ مائل تھا۔ ہر بات کے بعد لفظ ”جی“ کہتے تھے۔ دورانِ وعظ اکثر تھیرے دوستوں کو کہہ کر مخاطب کرتے۔ جیسے کوئی یہ دنیاوی جلسہ منعقد ہو رہا ہو۔ بار بار کہتے۔ توجہ سے سنو۔ دل کو متوجہ رکھو۔ کہاں اعلیٰ حضرت ہوتے۔ اگر کسی کو غیر متوجہ پایا تو ذرا جوش سے ہوش دلائی تو سب بیدار ہو جاتے تھے۔ دراصل عالم صاحب دنیا کے حاجت مند تھے۔ ان کے بیان سے سوال کی پوچھ آتی تھی۔ بالآخر اس نے سوال کو ہی دیا۔ وعظ سے فارغ ہو کر یہ صاحب اعلیٰ حضرت کے پاس مسجد بالا میں حاضر ہوئے۔

نمازِ عصر حسبِ سابق آپ نے ہی پڑھائی۔ آپ گھر کو تشریف لے گئے اور بندہ عاجز و مسکین واپس گاؤں روانہ ہوا۔

۲۳ اگست ۱۹۲۶ء بروز سوموار۔ آج معہ اہلیہ بغرض اصلاح نفس پیدل ہی روانہ سفر ہوئے۔ اہلیہ اندرون خانہ چلی گئی اور بندہ بیٹھک میں بیٹھ گیا تقریباً آدھ گھنٹہ بعد آپ تشریف لائے۔ فرمایا کب آتے اور کب جاؤ گے، مناسب جواب عرض کیا۔ اپنی اہلیہ کا بھی حال عرض کیا۔ فرمایا، ان کو جو کچھ بتانا بتا دیا گیا ہے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ بندہ سے سائے حالات دریافت فرما کر مطمئن ہوئے اور فرمایا بتائے گئے اور اوست اول اور آخر یا کریم۔ یا کریم جس قدر پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ علمی لیاقت معلوم فرما کر تفسیر قادری پڑھنے کی ہدایت فرمائی چونکہ مطالعہ کی پہلے ہی اجازت ہو چکی تھی اس لیے تفسیر حسینی کا مطالعہ بھی جاری تھا جس کے متعلق مناسب عرض کی گئی۔

اُس وقت ایک حافظ صاحب پاس تھے۔ اُن کی حالت دیگر گوں تھی۔ آپ نے اُن سے فرمایا رقت سے بڑھ کر استغراق کا درجہ حاصل کرو۔ آپ کے ارشادات اور رموزات صرف سمجھنے والا ہی سمجھ سکتا تھا۔ آپ کے پاس بیٹھنے بلکہ آپ کے پاس آنے ہی کے ارادہ سے قلب جاری ہو جاتا تھا اور جو نہی آپ کا دیدار ہو جاتا تو دنیاوی تفکرات سائے یکسر ختم ہو جاتے تھے۔

بعد نمازِ ظہر پھر حاضر ہوا۔ بہت سے احباب حاضر تھے ان میں جناب مولوی نواب الدین صاحب مڑھ بھنگواں والے اور جناب چودھری ندیر احمد صاحب بھنگو بھی موجود تھے۔ بندہ جب وہاں حاضر ہوا تو آپ فرماتے تھے: فرمایا: آدمی اپنی نفسانی خواہشات کی خاطر اللہ تعالیٰ پر گلہ و شکوہ کرتا ہے حالانکہ اس کو چاہیے کہ ہر حالت میں رب کریم کا شکر ادا کرتا رہے۔

فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہو جائیں گے۔ فرمایا: لوگ بدی اور گناہ کی طرف اس طرح جاتے ہیں جس طرح پانی نشیب کی

طرف جاتا ہے۔

فرمایا: کارخانہ قدرت میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ حکم خداوندی کے تحت ہو رہا ہے
فرمایا: جو کچھ دین کی نعمتیں ہمیں ملی ہیں یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی طفیل نصیب ہوئی ہیں۔

فرمایا: جو شخص اپنی خواہشات کے پیچھے بھاگتا ہے وہ کتنے کی مانند ہے۔
فرمایا: انسان کتنا ناشکرا اور ظالم ہے۔ ایک سرسبز درخت کو کاٹ کر اپنے لیے
ابندھن بناتا ہے۔ پھر اُس کو کلبھاٹے اور ہتھوڑے سے چیرتا پھاڑتا ہے
جب تک خود بھی اسی طرح کاٹا، چیرا اور پھاڑا نہ جائے گا، انسانیت
کے قابل کب ہوگا؟

اُس وقت آپ کی شان و جلالت عجب سطح پر تھی۔ نہایت اسرار و رموز
کے نکات بیان فرماتے رہے جو صرف باطن کی نظر رکھنے والے ہی سمجھ سکتے
تھے۔ ان کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ الوداعی کے وقت جناب مولینا مولوی
نواب دین کے میرے متعلق دریافت فرمایا کہ خدا بخش اب کہاں ہوتا ہے۔
انہوں نے عرض کی پہلے چک نمبر ۱ میں تھا اور اب ترڈیوالی میں ہے، پھر
فرمایا وہاں نمازیوں کی کوشش کرنی چاہیے۔ جناب مولینا صاحب نے فرمایا
چک نمبر ۱ میں بڑی کامیابی سے کوشش کی۔ اس پر آپ بے حد راضی ہوئے۔
جناب مولینا صاحب مڑھ بھنگواں کو واپس لوٹے۔ آپ نے مجھے بعد نماز عصر
آنے کا ارشاد فرمایا۔

بعد نماز عصر پھر حاضر ہوا۔ اہلیہ کے آنے کی آپ کو خبر ہو چکی تھی۔ اُس کے متعلق
فرمایا، زیادہ آنے کی ضرورت نہیں جو کچھ اس کی قسمت میں تھا بفضل تعالیٰ اُسے
مل چکا ہے۔ پھر اپنی زبان مبارک سے درہ شریف خضریٰ اپنے پیچھے مجھے یوں پڑھوایا۔

صَلَّى اللهُ عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ
 اور فرمایا کہ اہلیہ کو بھی اپنی نگرانی میں اسی طرح درود شریف پڑھا دینا۔ اس دن
 عزیزِ محمد اسحاق جو چھ سات برس کا تھا ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ آپ
 اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا بچے کو ساتھ کیوں نہیں لائے۔ بوقتِ رخصت
 محبت بھی فرمائی۔ ہر دو بعد اجازت واپس روانہ ہوئے اور مغرب کی نماز گھر
 آکر پڑھی۔

تنبیہ! مرشد کے سامنے کبھی کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھنی چاہیے۔ جو کچھ
 وہ دریافت فرمائیں ٹھیک ٹھیک عرض کر دینا چاہیے۔ چونکہ انہیں تو پہلے ہی
 بفضلِ تعالیٰ حالات منکشف ہو چکے ہوتے ہیں۔

بندہ کی دعا عاجزانہ: یا اللہ! اپنے فضل و کرم اور بصدقہ اپنے نبیِ آخر الزماں
 صلی اللہ علیہ وسلم جلد از جلد اعلیٰ حضرت شرفِ شوق پوری سرکار کا دیدار نصیب فرماتا رہ
 تاکہ آپ کی نظرِ کرم اور توجہ سے میری اصلاح ہوتی رہے۔ عبادت میں ذوق و
 شوق نصیب ہوتا رہے اور مجھے قربِ خداوندی اور قربِ حضورِ نبیِ کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نصیب رہے۔ آمین و

خدا بخش (ترڈیوالی بوقتِ پُرانی شب)



۲۷ اگست ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

برائے ادائیگی جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ حسب پروگرام تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف نہایت مؤثر طریقے سے بیان فرمائی۔ فرماتے رہے۔ وَالشَّمْسُ فِي تَوْصِيْفِهِ وَالنَّيْلُ فِي تَعْرِيفِهِ۔ یسین فی تشریفہ الخ نہایت فوق اور شوق سے پڑھ کر حاضرین کو وجد میں ڈال دیا۔ اس جمعہ میں آپ کا وعظ نہایت پر عرش اور مؤثر تھا۔ ہر شخص کے رونگٹے کھڑے ہو چکے تھے۔ انداز بیان درد و غم میں ڈوبا ہوا تھا کہ شاید ہی کوئی آنکھ ہوگی جو منناک نہ ہوئی ہو صفت در صفت حاضرین اس توجہ سے بیٹھے ہوئے تھے کہ شاید ہی یہ کیفیت کبھی پہلے دیکھنے میں آئی ہوگی۔ آپ نے اپنا عصا مبارک بلند فرما کر کہا کہ جس نے گھٹنہ اٹھایا اس کا گھٹنہ توڑ دیا جائے گا اور جو سر سجدے میں نہ گرا اس کی کمر توڑ دی جائے گی۔ خداوند کریم کے دربار میں گستاخانہ بیٹھتے ہو۔ حیا آنی چاہیے۔

فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ڈرہ چاہیے جس سے ان کی درنگی ہو۔
فرمایا: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پتہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دیا
توحید مطلق جاننے کے لیے سورہ اخلاص ہی بہت کافی و شافی ہے۔
فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ نیکی کی ہدایت کرے اور
بدی سے بچائے۔ یہی مسلمان کی تعریف ہے اب اندازہ کر لو کہ
ہم اس پر کہاں تک عامل ہیں۔

فرمایا: انسان اپنی ادنیٰ سی ادنیٰ خواہش کو پورا کرنے کے لیے بے حد جدوجہد کرتا ہے۔ حتیٰ کہ بغیر عورتی چل پھر بھی نہیں سکتا۔ مگر باتے افسوس لوگ قرآن شریف پر عمل کیے بغیر زندگی کے دن کیسے گزار دیتے ہیں۔

فرمایا: اسلام اور ایمان دونوں مل کر دین بنا ہے۔ اسلام میں کوئی فعل ظاہر خلاف شریعت نہیں ہونا چاہیے اور ایمان میں کوئی کام باطنی صفائی کے بغیر نہیں ہونا چاہیے۔ امید اور خوف میں رہنا چاہیے۔

فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ نہ خود نیک کام کریں گے اور نہ دوسروں کو نیک کام کرنے کی ہدایت کریں گے۔

فرمایا: ایک سپاہی چند روپوں کے عوض اپنی جان حکومت کے سپرد کر دیتا ہے مگر مالک حقیقی جس نے بے بہا نعمتیں وافر مقدار میں عطا فرمائی ہیں اس کی فرمانبرداری ہم کہاں تک کرتے ہیں۔

فرمایا: جب تک انسان اپنی جان، مال اور اولاد سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو عزیز نہ جانے گا، مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں ہو سکے گا۔

فرمایا: اعلانیہ گناہ کا سخت عذاب ہوگا۔ حلال کا رزق نیکی کی طرف اور حرام کا رزق بدی کی طرف کشش کرتا ہے۔

فرمایا: کسی سے اگر پوچھا جائے کہ پہنے ہوئے لباس میں سے فلاں چیز کتنے کوئی تو وہ ضرور قیمت بتائے گا۔ لیکن اگر پوچھا جائے کہ دین کتنے کا لیا تو کیا جواب دے گا؟ آپ کی طبیعت کافی کمزور تھی مگر ہمت اور جوش سے آپ نے وعظ فرمایا وہ یقیناً روحانی طاقت کی وجہ سے تھا۔ بعد نماز جمعہ بھی کچھ دیر کے لیے

پند و نصائح فرمائیں۔ جو لوگ بعد نماز مسجد سے نکلنے میں جلدی کرتے ہیں ان کو سخت تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ مسجد سے سب سے بعد نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے، شاید کوئی نیک اور کام کی بات کان میں پڑ جائے اور عمل کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔ وہ شخص کمال بے نصیب اور محروم ہے جو احکام ربانی سے بغیر مسجد سے چلا جائے۔

فرمایا: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دیوارِ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں پر اہل قریش کے بے پناہ مظالم ہو رہے تھے۔ ایک صحابی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم کب تک ستائے جائیں گے۔ دین کب غالب ہوگا۔ یہ سن کر آپ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا۔ کیوں بس اتنی ہی ہمت اور مستقل مزاجی تھی۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے دوبارہ دعا فرمائی اور سب کو التسلام علیکم کہہ کر چل دیئے۔ مسجد کے صحن میں ایک عمر رسیدہ شخص جس کا تعلق حجرہ شاہ مقیم سے تھا کھڑا تھا۔ طبیعت اس کی دل لگی کی طرف مائل نظر آتی تھی۔ آپ نے بعد ملاقات فوراً دریافت کیا کہ رونی کس طرح کھاتے ہو۔ اس نے کہا نرم مال ہل جاتے تو بہا۔ ورنہ نوالہ منہ میں ڈالا، اوپر سے پانی کا گھونٹ پیا اور نگل لیا۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا مگر ساتھ ہی دریافت فرمایا۔ دانت کہاں گئے۔ اس نے عرض کی۔ جی ٹوٹ گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ کس نے توڑ دیئے۔ کس نے بنائے تھے۔ یہ آنکھ۔ کان اور ناک کس نے بنائے ہیں۔ کیا والدین نے یا پیر نے بنائے ہیں۔ اس کا جواب تھا۔ جی خدا نے۔ پھر خداوند کریم کے احکامات کی کہاں تک پیروی کرتے ہو۔ وہ خاموش اور گرفت میں تھا۔ اس وقت آپ کو اس قدر جوش

آگیا کہ جسم مبارک میں ایک لمحہ کے لیے ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ حاضرین سب کانپ کانپ گئے تھے۔ اگلے لمحہ آپ نے پوچھا۔ یہ کالے بال کس نے سفید کیے۔ یہ دائرہ ہی کے بال کتنے ہیں؟ اب اس شخص کے ہوش و حواس گم ہو گئے اور سخت حیران و پریشان تھا۔ کانپتے ہوئے جواب عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ خداوند تعالیٰ کو اس شمار کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جو حکم آیا اس کو کہاں تک پورا کیا۔ اب کہتے ہو خدا بہتر جانتا ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ خدا کے واسطے کون سے عمل صالح کیے۔ فرمایا، قرآن شریف میں نہیں آیا۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاتِ لِيُبْلُوَكُمْ آيَاتِكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝

فرمایا عوام میں یہ بات کہنی تو نہیں چاہیے مگر حقیقت کو چھپایا بھی نہیں جاسکتا۔ محض ذمیوی لالچ میں گھروں میں جا جا کر نذر و نیاز لینا درست نہیں فرمایا: اگر عام لوگ پانچ نمازیں پڑھیں تو سیدوں کو سات پڑھنی چاہئیں، اور اگر عام سات نمازیں پڑھیں تو سادات کو نو پڑھنی چاہئیں۔ اصل وہ شخص خانقاہ معلیٰ حجرت شاہ مقیم کا مجاور تھا۔ اس لیے فخر و غرور اس کے اندر پیدا ہو چکا تھا۔ مگر اب اس کے ہوش و حواس گم ہو چکے تھے اور وہ جان چھڑانے کے درپے تھا۔ آپ کے ارد گرد کافی پروانے اٹھے ہو چکے تھے۔ اسی آشنا کچھ اور ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے، ان کا حال احوال دریافت فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر مسجد کے اوپر تشریف لے گئے۔ مگر جلدی ہی ان کو واپس لوٹا دیا اور خود خاکِ خوش نصیب پر برائے استراحت دراز ہوئے۔ آپ کے خادم دین محمد دربانی کے لیے مستعد تھے۔ دکتے خوش نصیب ہیں دین محمد صاحب جنہیں ہر لمحہ و ہر ساعت آپ کی خدمت کرنے کا موقع نصیب ہوا۔

لے سیدوں کی فضیلت اور تعلق کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے

بے حد افسوس ہے کہ اب کی مرتبہ بوجہ مجبوری خاص آپ کی اقتدا میں
نمازِ عصر پڑھنی نصیب ہوئی۔



۳ ستمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

بڑے نماز جمعہ ادائیگی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حاضر ہوا آپ
ایک بجے مسجد میں تشریف لائے۔ پانچ منٹ بعد دوسری اذان پڑھنے
کے لیے ارشاد فرمایا۔ بعد اذان خطبہ شروع فرمایا،

فرمایا: "كَوْلَاكَ لَمَّا أَظْهَرْتَ التَّوْبِيَّةَ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر آپ
نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

مگر نبودے ذات پاکت را وجود کون نگفتے خالق ارض و سما

فرمایا: سیدالابرار و انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ ایجاد عالم ہمہ موجودات
ہیں اور دونوں جہان کے لیے باعثِ رحمت ظاہر و باطن ہیں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک کونین کے لیے رحمت ہے۔

فرمایا: قرآن مجید جو ہم تک ہڈ ریعہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا یہ عین روحانی
اور جسمانی بیماریوں کے علاج کے واسطے ہے۔ اس میں درج قانون اللہ
تعالیٰ کی طرف سے ہیں جو دین اور دنیا کا مالک ہے اس لیے انسان کے
لیے نہایت مفید اور موزوں ہیں مگر بعض جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔
فرمایا: اسلام کی خاطر بیچ بات کہو۔ ہرگز نہ رکو خواہ جان ہی کیوں نہ جائے۔ کیونکہ
مرنا ایک ہی دفعہ ہے۔

فرمایا: اس زمانہ میں جو سنت نبویؐ پر سختی سے عمل پیرا ہوگا اُسے پچاس شہیدوں کا درجہ ملے گا۔

فرمایا: اپنی خواہشات کو خدا نہ بنا لو کیونکہ ایسا کرنے والا مانند سگ ہوتا ہے
فرمایا: ظاہری شکل و صورت عین سنت نبویؐ کے مطابق ہو، ہر فعل کی نگرانی بجا
شریعت پر مبنی سختی سے کرو گے تو فلاح پا جاؤ گے۔

فرمایا: تیرا چہرہ چاند جیسا ہے، تیرے اعمال ایسے صالح ہوں کہ مرنے کے بعد متغیر
نہ ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ منور ہو۔

فرمایا: انسان کا درجہ ایک لحاظ سے فرشتوں سے بھی اعلیٰ ہے اور ایک طرح
سے حیوانوں سے بھی بدتر۔

فرمایا: جو خدا سے ڈرتا ہے اُس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ خواہ وہ کسی اور جنس ہی
میں سے کیوں نہ ہو۔

فرمایا: لوگوں کی شامت اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری میں وہا میں اور بلا میں
پیدا ہو جائیں گی۔ بعض کو ان کی بد اعمالی کا بدلہ یہیں مل جاتا ہے۔

فرمایا: انسان جو تکی، کپڑا اور پکڑی کے بغیر تو جہاں میں چل پھر نہیں سکتا، مگر عجیب
حیرانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے اور دنیا
کے کاروبار میں بھی مصروف ہے۔

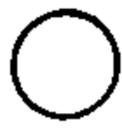
فرمایا: مسلمان در کتاب و مسلمان در گور

فرمایا: محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے تو ایک مانی صاحب
نے عرض کی حضور یہاں خطرہ ہے آپ تشریف نہ لائیں ایک اونٹ باولا
آ رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آنے دو۔ اونٹ آیا اور آپ
کے قدموں میں گر گیا۔

فرمایا: اخیر زمانہ میں ایسے فتنے اور فساد پیدا ہوں گے کہ بردبار سے بردبار شخص بھی حیران و پریشان ہو جائے گا اور مسلمان اپنے اعلیٰ قانون شریعت کو چھوڑ کر دوسروں کے راہ و رسم اختیار کر لیں گے۔

فرمایا: نماز نہایت عاجزی۔ اطمینان اور توجہ سے پڑھی جاتے۔ تاکہ اثر اس کے چہرہ سے عیاں ہو۔ ممنوع افعال سے ہمیشہ بچا رہے۔

ماہیم پڑ گستاہ تو دریای رحمتی جامی کہ فضل تست چہ باشد گناہ ما
فرمایا: عیب خود را ہر کہ او بینا شود روح اور اوتے پیدا شود
ترجمہ جو کوئی اپنے عیبوں پر نظر رکھتا ہے اس کی روح کو تقویت پہنچتی ہے۔
یہ اشعار اکثر آپ کی زبان مبارک پر جاری ہے۔



۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء۔ بروز جمعہ المبارک

بفضل خدا قبل از وقت آپ کی مسجد میں پہنچ گیا۔ آپ بحال رعب و جلال تشریف لاتے اور جمعہ پڑھایا۔ حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: مولا کریم کی یاد میں شب بیداری کرتا کہ موت و قبر اور قیامت کے روز فلاح پاسکے۔

فرمایا: ہر ایک سے بھلا کر۔ اس بات کی کوشش کرو کہ کوئی شخص تجھے دل برداشتہ نہ ہو۔

فرمایا: جو شخص کسی دوسرے کے ساتھ حسد اور بغض رکھتا ہے وہ خود گھاٹے میں ہے۔ دوسرے کے ساتھ نیکی کر خدا تعالیٰ تیرے ساتھ مہربانی کرے گا۔

فرمایا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسی قومیں اور گروہ پیدا ہوں گے جن کی زبانیں شہد و شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی، مگر اندر ان کے نفاق سے پڑ ہوں گے۔

فرمایا: ائمہ کریم علیہم و آلہم و صحبہم اور بصیر ہیں۔ وہ مجرموں کی گھات میں ہیں۔ وہ سب کچھ دیکھ اور سن رہے ہیں چاہے ظاہر ہو چاہے باطن۔

فرمایا: محبوبِ خدا پر کافر اس لیے ایمان نہ لاتے تھے کہ انہیں اپنی خاندانی عروت پر دھتہ آنے کا خدشہ تھا۔ وہی کام آج کل بنا ہوا ہے۔ دین داروں کو دنیا دار اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ انہوں نے اپنی خواہشات کو خدا بنا لیا ہے۔ ان سے ایک فعل بھی خلافِ شریعت ترک نہیں ہو پاتا۔

فرمایا، قادرِ مطلق کا حکم ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی ہو گا اللہ تعالیٰ بھی اسی پر راضی ہو گا۔

فرمایا، اے انسان تو نے کبھی غور نہ کیا کہ میں کیا ہوں؟ کہاں سے آیا؟ کہاں جاؤں گا؟ کیا ہو گا؟ کیا کرنا ہے؟ اور کیا کرتا ہوں؟

فرمایا: والدین پر فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نیک کام کرنے کی ہدایت کریں، مگر آج اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ جب اپنی اولاد کو ہی نیکی کی تلقین نہیں کرتا پھر دوسروں کو ہدایت کرنے کی کب کوئی جرأت کرے گا۔

آج آپ نے تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ وعظ شریف فرمایا۔ خدا جانے طبیعت کا کیا حال تھا۔ بعد نماز جمعہ دعا کے بعد وقت دریافت فرمایا تو معلوم ہوا، ابھی اڑھائی بج رہے ہیں تو آپ حیران ہوئے چونکہ اس سے پہلے ہمیشہ تین سواتین بجے فارغ ہوتے تھے آدھ گھنٹہ تک آپ مراقبے میں رہے یہ دیکھنے کے لیے کہ کون جاتا ہے اور کون بیٹھا رہتا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا بھی، سب دوڑ جاؤ۔ مگر پروانے

شمع کو چھوڑ کر بجلا کب جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر بسم اللہ پڑھ کر آپ پھر کھڑے ہوئے۔ فرمایا: جمعہ کی نماز میں تین قسم کے آدمی آتے ہیں۔ ایک سودا سلف خریدنے دوسرے دعاؤں کے واسطے تیسرے کچھ حاصل کرنے کے لیے۔ بس یہ تیسرا گروہ فائدہ پانے والا ہے۔ آدھ گھنٹہ تک آپ نے پھر بند و نصائح فرمائیں۔ بعد دعا آپ اوپر تشریف لے گئے پھر وہاں سے جلدی ہی گھر تشریف لے گئے۔ کیونکہ دین محمد صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ کی طبیعت پر اس وجہ سے بوجھ ہے کہ آج خطبہ میں کم وقت کیوں لگا۔ اس لیے آپ کسی سے گفتگو نہ فرمائیں گے۔ اس دن خلاف معمول نماز عصر سے پہلے ہی گھر تشریف لے گئے تھے۔ مگر بعد میں نماز عصر آپ نے خود آ کر پڑھائی اور اپنے ملنے والوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔



۱۶ ستمبر ۱۹۲۶ بروز جمعہ المبارک

۱۶ ستمبر ۱۹۲۶ بروز جمعہ آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ بروقت تشریف

لائے، حمد و ثنا کے بعد:-

فرمایا: تمام جہانوں کے لئے حضور پر نور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک باعث رحمت ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں کی سختی سے باز پرس ہوگی۔ گستاخ اور بے ادب پر لعنت ہوگی۔

فرمایا: خلاف سنت کام کرنے والے کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

رنج ہوتا ہے اور جو حضور کو رنج پہنچائے وہ دونوں جہاں میں ذلیل و خوار ہوگا۔
 فرمایا: روح عجب چیز ہے نہ اس کے آنے کا پتہ چلتا ہے اور نہ جانے کا جب
 روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے تو جسم مردہ ہو جاتا ہے۔
 فرمایا: سب کچھ چھوڑ جاؤ گے بجز اعمالِ صالح کے جو کچھ یہاں کماؤ گے اس کا
 بدلہ وہاں ضرور پاؤ گے۔

۳۔ از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بر وید جو ز جو

فرمایا: دوستی بھی خدا واسطے ہو اور بغض بھی خدا واسطے ہونا چاہیے۔

فرمایا: دنیا کی حرص چھوڑوے ورنہ خوار ہوگا۔ باں نیک اعمال پر حرص ہو۔

فرمایا: تیرا رزق جو قسمت میں ہے ضرور ملے گا۔ مگر کام اور محنت بھی چاہیے۔

۴۔ کر کار متے بے کار تھبیوں

کاروں بھی رزق نہ جانیں متے کا نہ تھبیوں

فرمایا: قیامت کے دن تیرا مال و رزق کسی کام نہ آئے گا۔ اللہ کی راہ میں لگایا

ہو تو یہ مال ضرور نافع ہوگا۔ اولاد کو عالم و حافظ بنایا ہوگا وہ بھی ذریعہ نجات

ہوگی۔

فرمایا: نیک سخت اور صالح بیوی ذریعہ نجات ہوتی ہے۔ اس کی سیرت کو دیکھو

محض صورت کی طرف ہی راغب نہ ہو۔

۵۔ سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا

سرخ و سفید مٹی کی صورت ہوئی تو کیا

فرمایا: لا کی تلوار سے تمام خواہشاتِ نفسانی کو قتل کر کے اِلَّا اللہ کی وادہی

انوار و اسرار میں ابدی طور پر داخل ہو جا۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم

کے بغیر کہاں نصیب ہوتا ہے۔

ہو اس کی ذات میں فنا کہ تو نہ رہے
تیری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے
اس قدر ڈوب جا اس میں اے صابر
کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ رہے

فرمایا: کہ لا کے ساتھ ایسا رشتہ اختیار کر لے کہ تیری ذات کی بوتلک نہ رہے
مگر یہ ہے بہت مشکل۔

فرمایا: کیا تم نے خیال کر لیا کہ ایمان لانے کے بعد جنت میں بغیر حساب چلا
جاتے گا؟ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ پہلے آزمائے جاؤ گے۔ حساب و کتاب ہو
گا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کا جائزہ لیا جائے گا۔ مھٹوک بجا کر
دیکھا جائے گا پھر کہیں جنت کے حق دار ہو گے۔

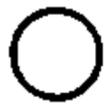
فرمایا: جنت ایک عالم سرور ہے جس کی تعریف ناممکنات میں سے ہے۔
فرمایا: جب بادشاہ بے دین ہو۔ دولت مند بخیل ہوں، عورتیں سرکش ہوں تو
زندگی سے موت کا آنا بہتر ہے۔

فرمایا: جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے
مگر حضور کے احکامات کی پیروی نہیں کرتا وہ شخص جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے۔
فرمایا: دنیا آزمائش کا گھر ہے اور آخرت آسائش کا گھر ہے۔

فرمایا: خداوند کریم دم بدم تیری نگرانی اور حفاظت کرتا ہے۔ بے شمار نعمتیں عطا
فرماتا ہے کیا تو نے بھی کبھی اس کا حقیقی طور پر شکریہ ادا کیا ہے۔

بعد دعا ایک شخص جو بظاہر بڑا عابد نظر آتا تھا مگر صرف ٹوپی پہنے ہوئے تھا
اور ان وعظ آپ فرما چکے تھے کہ ٹوپی اور پگڑی پہننا لازم و ملزوم ہیں، چونکہ یہی
سنت نبوی ہے۔ دراصل یہ شخص آپ کے ساتھ کسی موضوع پر بحث و مباحثہ

کرتے کا ارادہ رکھتا تھا اور آپ نے کمال فراست سے یہ جان لیا تھا، آپ پھر کھڑے ہو گئے اور اپنے ایک قریبی شخص سے فرمایا کہ اُس ٹوپی والے کو جا کر پوچھو کہ تو نابینا ہے یا آنکھوں والا۔ وہ شخص اس کے پاس پہنچا اور یہی سوال پوچھا تو ٹوپی والا فوراً بولا آنکھوں والا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے تبسم فرماتے ہوئے (انہیکے) خوب کہا (آپ نے یہاں بزبان پنجابی فرمایا تھا اتنے اسی اوے) آپ نے ریا فرمایا۔ گھر کہاں ہے؟ اُس نے جواب دیا لاہور میں۔ آپ نے فوراً زور سے کر فرمایا: نہیں اور ساتھ ہی پوچھا۔ پیدائش کہاں کی ہے۔ ٹوپی والا بولا۔ دہلی کی۔ تو پھر مبارکی ملکیت دہلی میں ہے لاہور میں کہاں ہوئی۔ پھر کس طرح کہتے ہو گھر لاہور میں ہے۔ وہ شخص بے حد نامور اور شرمندہ ہوا۔ آپ تقریباً پون گھنٹہ انوار الہی کے رموز و نکات بیان فرماتے رہے۔ بعد میں مسجد کے اوپر تشریف لے گئے۔ حسب دستور نماز عصر آپ ہی نے پڑھائی۔ بعد نماز عصر ایک شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہاں سے آئے ہو۔ اس نے عرض کی۔ ہزارہ سے۔ کیا کام کرتے ہو۔ آپ کا دوسرا سوال تھا۔ اُس نے عرض کی۔ طبابت۔ فرمایا۔ چاہے کچھ کر لو۔ ملک الموت نے تو آہی جانا ہے۔ تھوڑی دیر بعد آپ گھر روانہ ہو گئے اور پروانے آپ کے پھر اندھیرے میں بھٹک رہے تھے۔



۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء جمعۃ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ وقت پر تشریف لائے حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: آج کل جب کہ فتنہ و فساد برپا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پیروی کرنے والے کو پچاس شہیدوں جتنا درجہ نصیب ہوگا۔
 فرمایا: کسی پر ظلم نہ کرو۔ حقوق العباد کا خاص دھیان رکھنا چاہیے۔
 فرمایا: اپنے سے کم تر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ حق بات کہنے سے کبھی نہ ڈرو۔ چاہے جان جانے کا خطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ حق بات کہنے سے بالآخر عزت ہی ہوگی۔

فرمایا: جب کوئی بات خلاف دین ہوتی دیکھو تو چلتے کی طرح جھپٹو۔
 فرمایا: تقدیر الہی پر راضی رہو اور لا حول بکثرت پڑھو۔
 فرمایا: دنیا کا مال ایک طرح سے اچھا بھی ہے اور ایک طرح سے وبال جان بھی ہے۔ یہ دنیا ایک طرح سے رحمت بھی ہے اور ایک طرح سے لعنت بھی ہے۔ اپنے اعمال ہی سے سب کچھ متعلق ہے۔
 فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی دنیا میں تھوڑے مال پر راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بہت کچھ دے گا۔

فرمایا: بعض عورتیں اور اولادیں تمہاری دشمن ہیں ان کی پیروی نہ کرو۔ بلکہ ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرو۔
 فرمایا: آج سے بیس سال پہلے جو برکتیں تھیں وہ اب نظر نہیں آتیں۔
 فرمایا: پرہیز (تقویٰ) عبادت سے بہتر ہے۔

فرمایا: حضور پر نور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام امتوں پر فخر کرتا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال و کردار کی وجہ سے مجھے رنج پہنچے اور تم خوار ہو۔

فرمایا: ذکر کی فضیلت بے حد ہے۔ اس کی تاکید بھی بے حد ہوئی ہے۔ یہاں تک

بر حال میں ذکر کرنے کی تاکید ہے۔

فرمایا: ہمیں جو کچھ نصیب ہوا ہے یہ سب کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک نور علی نور سے بلا ہے۔

فرمایا: نقلی عبادت چھلکے کی مانند ہوتی ہے۔ ہر میوہ چھلکے سے محفوظ ہوتا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس طرح تم مجھ کو یاد کرو گے اسی طرح میں تجھے تمہیں یاد کروں گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا میرے لیے کیا کام کرتے ہیں عرض

کی۔ تو رات پڑھتا ہوں۔ فرمایا۔ یہ تو جنت کے لیے ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ!

میں تبسم بھی بیان کرتا ہوں۔ فرمایا۔ اس سے جنت میں باغ اور نہریں ملیں

گی۔ پھر عرض کی۔ یا اللہ تو ہی بتا۔ ارشاد ہوا کہ میری مخلوق کو میری طرف بلا۔

اور دوستی اور دشمنی محض میرے لیے رکھ۔ اَلْحَبِّ بِلَّهِ وَالْبُغْضُ بِلَّهِ

فرمایا: کبھی غور کیا ہے کہ انسان کے سر میں کیا ہے۔ دل میں کیا اور جسم میں کیا کیا ہے۔

فرمایا: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ

ہیں اور سب نبیوں علیہم السلام پر حضور کے احسانات ہوتے ہیں۔

ہمہ انبیاء در پناہ تو اند مقیم در بارگاہ تو اند

تو ماہ منیری ہمہ اختر اند تو سلطان ملکی ہمہ جاگزند

فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ موت ایک تحفہ ہے

کیونکہ اُس وقت دیدار الہی نصیب ہونے کی امید ہوتی ہے جس سے

اعلیٰ وارفع اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

فرمایا: اپنے دین و ایمان اور اعتقاد پر سختی سے پابند رہنا چاہیے۔ خلافت شرع

کوئی کام نہ ہونا چاہیے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہر دلیل کو منقطع کر دینا چاہیے اور یٰؤمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ پر ایمان قوی رکھنا چاہیے۔
فرمایا: موت کی یاد دنیا کی تمام آرزوؤں کو منقطع کر دیتی ہے۔
فرمایا: قبر انسان کو ہمیشہ یاد کرتی ہے مگر انسان غافل ہے۔ کوئی زاویراہ کی فکر نہیں کرتا۔

فرمایا: کبھی تصور کیا ہے کہ قبر میں انسان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو جائیں گی۔
فرمایا: ہمارے حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد اور روح دونوں میں زندہ ہیں اور زمین و ملکوت کے اطراف میں جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی پر لطف فرماتے ہیں تو حجاب کو اٹھا دیتے ہیں اور اس کو حضور کی زیارت کا شرف بخشتے ہیں۔
بعد نماز عصر جناب حاجی عبدالرحمن صاحب کی عیادت فرما کر گھر روانہ ہوئے



یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک

بفضل خدا آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ پہلی صف میں بیٹھنا نصیب ہوا۔
آپ تشریف لاتے حمد و ثنا کے بعد،
فرمایا: جس طرح گلاب کا پھول سب پھولوں کا سردار ہے اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب رسولوں کے سردار ہیں۔

سے جس طرح اعلیٰ بنے گلاب سبھی پھولوں میں

اس طرح محمد اعلیٰ میں سبھی رسولوں میں

فرمایا: روزِ محشر انسان پر سوال کیا جائے گا کہ کان سے کیا سنا۔ کیوں سنا اور کس لئے۔ آنکھ سے کیا دیکھا، کیوں دیکھا اور کس لیے دیکھا۔ دل کس طرف رجوع ہوا۔ کیوں ہوا۔ کس لیے ہوا۔ زبان سے کیا بولا، کیوں بولا، کس لئے بولا۔ فرمایا: افسوس انسان غور نہیں کرتا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی حکمتِ کاملہ سے پیدا فرمایا۔

فرمایا: حشر کے دن نیک اور بد دونوں پریشان ہوں گے۔ نیک اس لیے کہ وہ کبے کا افسوس اُس نے اور نیکیاں کیوں نہ کریں اور بد اس واسطے کہ اُس نے توبہ کیوں نہ کر لی۔

فرمایا: نام کی مسلمان کسی کام بھی نہیں آئے گی۔ مسلمان کے گھر پیدا ہو جانا کوئی ذریعہ نجات نہیں۔ محض کلمہ شریف پڑھ لینا ہی کافی نہیں۔

فرمایا: نجات کے لیے ضروری ہے کہ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی سنت پر سختی سے عمل پیرا ہو۔ پھر نیکی کے آثار از خود اس کے وجود سے عیاں ہونگے۔

فرمایا: اے دل یکدم دریا در رحمن نہ شدی

وز کردہ خویش پشیمان نہ شدی

عالم و حافظ و زاہد و صوفی

این جملہ شری و لے مسلمان نہ شدی

فرمایا: نیک آدمی کے ساتھ اس طرح محبت کرو جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں کے پستان سے محبت کرتا ہے۔

فرمایا: جب کسی کو کوئی کام خلاف حکم ربانی و شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے دیکھو تو اس پر اس طرح جھپٹو جس طرح چیتا اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔
 فرمایا: انسان عقبے کی راہ کا سوداگر ہے۔ اس تجارت میں نیک اعمال نفع کی مانند اور بد اعمال نقصان کی مانند ہیں۔ نفس اس کا شریکِ راہ ہے جو گمراہ کرتا ہے۔
 فرمایا: خاتونِ جنت نے حضور سے دریافت فرمایا کہ معراج شریف کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کی چند شکایتیں کی ہیں:-

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، رزق میں دیتا ہوں اور یہ کہتے ہیں کہ اپنی محنت سے کمایا ہے۔

(۲) جنت ان کے لیے بنائی گئی ہے مگر یہ اُدھر توجہ ہی نہیں کرتے۔

(۳) اپنی خواہشات کی خاطر مجھ سے ناراض ہوتے ہیں مگر میری خاطر اپنے آپ پر کبھی ناراض نہیں ہوتے۔

فرمایا: قیامت کے دن ستر گروہ سایہ عرش میں خوش باش ہوں گے، اور سایہ عرش کے نیچے محفوظ ہوں گے۔ لوگ پوچھیں گے۔ کیا آپ کا ابھی حساب کتاب نہیں ہوا۔ وہ جواب دیں گے کیسا حساب و کتاب؟ لوگ پھر پوچھیں گے وہ کون سا نیک عمل تم لوگوں نے کیا جو یہ درجہ ملا۔ وہ جواب دیں گے۔ یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سنتِ نبویؐ کی وجہ سے حاصل ہوا۔

فرمایا: جب کوئی شخص کسی پر احسان کرے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے چونکہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کوئی احسان کرنے والا نہیں ہے۔ اسی طرح سے ہر قسم کا نفع۔ نعمت اور عزت سب خداوند کریم کی طرف سے ہے۔

فرمایا: زمین کے جس ٹکڑے پر عبادت کی جاتی ہے وہ ٹکڑا قیامت کے دن عبادت کرنے والے کے لیے سفارش کرے گا۔

فرمایا: مصائب میں - بیماری میں اور تنگی میں جو صبر کرے گا اُس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ہوگا۔ مصائب سے دو فوائد حاصل ہوتے ہیں، کفارہ گناہ اور درجات میں ترقی۔

فرمایا: جو توبہ کرے گا۔ خدا بخش دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہفت اعضا پر نظر کرتا ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی نیکی میں مشغول ہوگا تو اس کے طفیل باقی سب کو بھی بخش دے گا۔

فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی وقت رکھتی، تو کافروں کو ہرگز نہ دی جاتی۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جو فرض کی ادائیگی میں سستی کرے اُسے آپ پکڑ لیں اور جو سنت میں غفلت کرے گا، اس کو میں پکڑ لوں گا۔ (سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہے!) بعد ادائیگی نماز جمعہ و فراغت از دعا آپ مسجد سے رخصت ہوئے۔ بندہ عاجز کے قریب تشریف لائے تو مجھے بغور دیکھ کر فرمانے لگے منڈیا نوالہ کے قریب ایک گاؤں سے ایک شخص آتا تھا مگر پھر نہیں ملا۔ دراصل یہ مجھے بلوانے کا اشارہ تھا جسے صرف خاکسار ہی سمجھ سکتا تھا۔ اب بفضل تعالیٰ کل صبح حاضر ہو کر شرفِ قدم بوسی حاصل کروں گا۔

۱۔ دو ہاتھ، دو پاؤں، دو آنکھیں اور زبان



۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ

حسب اشارہ قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب شرف پور شریف ساڑھے نو بجے صبح
آپ کی بیٹھک میں حاضر ہوا۔ آپ گیارہ بجے کے قریب تشریف لاتے۔ میرے علاوہ
اور لوگ بھی حاضر تھے۔ پہلے دو اشخاص کو ان کے حال پر خیال فرما کر رخصت کر دیا
پھر مجھے ایک نظر سے دیکھا۔ آپ کا دیکھنا کیا دیکھنا تھا وہ کیفیت صرف محسوس
کی جاسکتی ہے، بیان نہیں کی جاسکتی۔

سگ زاولی کتدگس را ہما کند انا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند
فرمایا: بے وقت آتے ہو۔ اب پھر آتے ہو، بچے کو اکیلا کیوں گھر چھوڑ آئے تھے اس
کے بعد دوسرے آدمی سے پوچھا۔ کیسے آئے۔ اس نے عرض کی۔ جی مولوی صاحب
سے ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ مسجد میں جاؤ، وہاں مولوی صاحب
آئے ہوئے ہیں۔ اُسے بھی مسجد میں بھیج دیا۔ اب میں اکیلا رہ گیا۔ آپ بالاخانہ
کی طرف جانے کے لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھے اور مجھے پیچھے آنے کے لیے
اشارہ فرمایا۔ سیڑھی کے دروازہ کے قریب لے جا کر میری طرف توجہ فرمائی۔
دل کو پکڑ کر فرمایا۔ یہاں کیا ہے؟ عرض کی دل۔ آپ نے دست مبارک سے
ایک خاص انداز سے دل کو دبایا اور قدرے لرزے تو اس جوش و جذبے سے
دل سے بے اختیار اللہ اللہ اللہ کی آواز آئی اور پھر زبان سے باواز بند
اللہ اللہ اللہ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ از خود نکلنا شروع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اخفا
چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی منہ سے آواز آئی بند ہو گئی، مگر دل بدستور چالو تھا۔ آپ

نے فرمایا دیکھ لیا یہ کیا بھید ہے۔ آپ اوپر تشریف لے گئے اور مجھے بذریعہ دین محمد
 ہدایت فرمائی کہ مسجد میں چلوں۔ بعد نمازِ ظہر پھر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ کرنا تھا
 وہ صبح کر دیا تیری طبیعت اچھی ہے۔ آپ نے اپنی انگشت شہادت سے دل
 والی جگہ پر اسم ذات اللہ لکھا اور فرمایا اس کو دل میں "اُکڑ" لوبہ سانس سے
 اللہ جاری ہو۔ دایاں قدم رکھو تو اللہ بایاں رکھو تو جُز۔ یونہی اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ اللہ ہو۔
 کہتے جاؤ اور چپتے جاؤ۔ اسی میں ابتدا ہے اور اسی میں انتہا ہے۔ اب ہوشیار ہو
 جاؤ سوتے وقت پانچ تسبیح درود شریف پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔

الحمد للہ! آپ کے اس احسان کو میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ دیوانہ
 کنی و دو جہاں بخششی۔ جو اسرار و رموز آپ نے مجھ پر منکشف فرمائے، میں بندۂ عاصی
 ان کا حق شکر کس طرح ادا کر سکتا ہوں۔ طبیعت پر سکون ہو گئی اور دنیاوی آلائشیں
 تمام تر ختم ہو گئیں۔ جب "اللہ" اور "ہو" کہہ کر قدم اٹھاتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا
 ہے جیسے زمین سکڑتی جاتی ہے۔ یا اللہ زندگی میں اس سے بھی بڑھ کر کیا انعامات
 نصیب ہوں گے۔

پھر مجھ سے پوچھا، کب جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے عرض کی۔ چک نمبر ۱۱
 میں جانے کو دل چاہتا ہے۔ ترڈیوالی میں تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہیں چلے
 جاؤ۔ وہاں جا کر نمازیوں کی کوشش کرنا۔ چند دن بعد پرائمری سکول ترڈیوالی کا ڈسٹرکٹ
 انسپکٹر آف سکولز شیخوپورہ جو کہ ہندو تھا معائنہ کے لیے آیا۔ مجھے کہنے لگے معلوم
 ہوتا ہے تیرا یہاں دل نہیں لگا۔ میں نے تائید کی۔ تو کہنے لگے۔ دل لگا کر کام کرو
 مارچ۔ اپریل میں تبادلوہ کر دیا جائے گا۔ میں نے دل میں کہا کہ آپ کا مارچ۔ اپریل
 نہ جانے کب آئے گا۔ میرے حضرت صاحب نے تو فرما دیا ہے کہ چک نمبر ۱۱ میں

کنندہ کر لو۔

چلے جاؤ۔ اس لیے اب مجھے وہاں جانے سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ چنانچہ
ایسا ہی ہوا۔ تھوڑے دن بعد میرے تبادلو کا حکم آگیا جس میں لکھا تھا کہ تیری
خواہش کے مطابق چک نمبر ۱ میں تبادلہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بندہ پھر واپس چکا
میں آگیا۔

صَلَّى اللهُ عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ط
يا الله! اپنی رحمتِ مخصوصہ و اسرار و انوارِ محبوبانہ کے ساتھ اپنے حبیب
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلِ پاک اور اصحابِ پاک پر
دُور و سلام بھیجتا رہ۔



۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک

شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے۔ دوسری اذان پڑھنے کی اجازت
فرمائی۔ بعد حمد و ثنا۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین باتوں پر عمل کرنے والا سچا مسلمان
ہوتا ہے:-

(۱) اُس کے دل میں اللہ اور رسول کی اتنی محبت ہو کہ کسی دوسرے کی محبت
کی گنجائش نہ رہے۔

(۲) کسی سے محبت ہو تو محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔

(۳) آگ میں جل جاتے تو جل جاتے مگر سنتِ نبوی کا تارک نہ ہو۔

فرمایا: جس شخص کا ظاہر عین شریعت کے مطابق ہوگا اس کا باطن اللہ کریم خود

درست فرمادیں گے۔

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اُس میں ایسی قومیں پیدا ہوں گی جن کی شکلیں تو انسانوں جیسی ہوں گی مگر اندر سے مجسمہ شیطان ہوں گے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا جبرئیل علیہ السلام کا اور قرآن شریف کا پتہ ہمیں صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دیا ہے۔

فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا تو اپنا آپ ہرگز ظاہر نہ فرماتا۔

فرمایا: ہو اس کی ذات میں فنا کہ تو نہ رہے

تیری ہستی کی رنگ و بو نہ ہے

بعد نماز عصر آپ نے ایک عمر رسیدہ شخص سے گفتگو کرتے ہوئے

فرمایا: میت کو اٹھا کر سوتے قبر لے جاتے ہوئے چالیس سوال ہوتے ہیں جن میں

سے ایک یہ ہے کہ اپنی خوبصورتی کے لیے تو ہر روز منہ دھوتا تھا کیا کبھی

میرے لیے بھی منہ دھویا تھا۔

فرمایا: اللہ کے ذکر کا اثر و بھید یا اسرار و انوار اُس وقت معلوم ہوتے ہیں جب

ظاہری حواس خمسہ بند ہوں اور دل اللہ اللہ بکثرت پڑھے۔

فرمایا: اللہ اللہ بکثرت پڑھا کرو تاکہ باللہ ہو جاؤ۔

فرمایا: بعض مریدوں میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ اپنے پیر کو دیکھ کر زندہ دل

ہو جاتے ہیں یعنی ان کا دل جاری ہو جاتا ہے۔ پیر و مرشد کے ذمے

ایک بڑی اہم ذمہ داری ہوتی ہے کہ مرید کی صحیح تربیت کرے۔

فرمایا: جس طرح کبھار مٹی کو کما کر قیمتی بنا لیتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے آپ

محنت و ریاضت کر کے اپنے خاکی جسم کو قیمتی بنا سکتے ہو۔



۱۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

شرق پور شریف حاضر ہوا۔ میرے ہمراہ برادر عزیز صوفی برکت علی بھی تھے آپ بروقت تشریف لائے۔ حسب عادت حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: ارشادِ نبویؐ ہے کہ جمعہ کی نماز کی تاکید کرو۔ اس دن کی بہت فضیلت ہے۔ فرمایا: مسجد میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ کر وایاں پاؤں اندر رکھو اور السلام علیکم کہو۔ جب باہر آؤ تو وایاں پاؤں نکالو اور تھوڑا سا جوتے میں ڈالو پھر وایاں پاؤں جوتے میں پورا ڈال کر وایاں بھی پہن لو اور السلام علیکم کہو۔ فرمایا: جب خطبہ شروع ہو تو سنت یا نقل نہ پڑھنے چاہئیں۔

فرمایا: جس نے کلمہ شریف پڑھا اس پر باقی ارکان کی پابندی لازمی ہو گئی۔ فرمایا: أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ پر اپنے جملہ ارادے منقطع کر لو۔

فرمایا: گرنہ بودے ذات پاکت را وجود

کن ننگتے خالق ارض و سما

فرمایا: جس نے قرآن شریف کو دل و جان سے مان لیا اس نے گویا تمام سابقہ اللہ کی کتابوں کو مان لیا۔ اگر قرآن شریف کو نہیں مانا تو گویا کسی کتاب کو بھی نہیں مانا۔

فرمایا: بدوں اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا، چاہے کچھ ہی کیوں نہ کرے۔

فرمایا: آج تک کلام اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکا اور نہ ہی کوئی ایسا کر سکے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے حالانکہ باقی آسمانی کتب میں لوگوں نے ترمیم و اضافہ کر لیا۔

فرمایا: قرآن شریف انسان کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا کافی اور شافی علاج ہے
 فرمایا: دہ نطفہ را صورتے چوں برقی
 نہ کردست بر آب سورت گرقی

۲۲ اکتوبر ۱۹۲۶ جمعۃ المبارک

بعض اداہنگی نماز جمعہ شہرق پور شریف پہنچا۔ آپ تشریف لائے، اور قبل از خطبہ فرمایا کہ اللہ کی دمی ہوئی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔
 وَإِن تَعْلُدْ نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ
 یہ آیت شریف ہم تک کس ذریعہ سے پہنچی۔ اُس شاہِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہم تک پہنچی حضور کا وجود اقدس ہی سراپا رحمت ہے۔

فرمایا: مسلمان آگ میں کود جانے کو آسان جانے مگر سنت کو چھوٹنا مشکل جانے۔
 فرمایا: جو شخص اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور پھر یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیں گے تو یہ اس کی سرسربے و قوفی ہے۔

فرمایا: اے مسلمان ہوشیار ہو جا، جاگ جا۔ موت سے پہلے موت کا سامان کر لے تاکہ جان کنی کے وقت راحت ملے۔ بے شک وہ بڑا مشکل وقت ہے۔

فرمایا: باپ۔ چچا۔ بھائی اگر بے دین ہو ان کو چھوڑ دو۔ بلکہ گھر کو چھوڑ دو۔ ایسا کون
 شیر ہے جو اللہ کی راہ میں سب کچھ فدا کر دے۔

فرمایا: جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو حاصل کرنے کے لیے کتنی محنت
 اور تہذیب کرنا پڑتا ہے اور جب تک مقصد حاصل نہیں ہوتا چین نہیں آتا
 مگر افسوس دین کے کاموں میں ہم سخت بے پرواہ اور سست واقع
 ہوتے ہیں۔ اس کا انجام محشر کے دن معلوم ہوگا۔

فرمایا: ایک جنگ میں تین صحابہؓ ہمال بلب تھے۔ شدتِ پیاس سے روح جدا
 ہونے کو محسوس کی ایک دوسرے صحابیؓ پانی لاتے۔ ایک کو دینا چاہا تو انہوں
 نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔ دوسرے نے تیسرے کی طرف اشارہ
 کیا۔ حتیٰ کہ تینوں کی روہیں پرواز کر گئیں۔ اس کو کہتے ہیں ”اسلام سے محبت
 اور اخوتِ اسلامی“

فرمایا: جو کام کرو محض خدا کے واسطے کرو۔ دنیا کی غرض درمیان میں نہ لاؤ۔
 فرمایا: مصیبت اور تنگی۔ جان و مال کا نقصان اور دوسری سب مصیبتیں عرشِ بریں
 کے خزانوں میں سے خزانے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ شخص صابر و شاکر
 اور راضی برضائے الہی رہے۔

فرمایا: جب گھر میں مصیبت ہو تو حتیٰ الوسع دوسروں کو خبر تک نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے
 شخص کی صفت فرشتوں میں بیان کرتا ہے۔

فرمایا: صابر مرد و زن حضرت ایوب علیہ السلام کی جماعت میں سے ہوں گے
 جو بلا حساب و کتاب جنت الفردوس میں جائیں گے۔ جب یہ جماعت
 خداوند قدوس کے روبرو پیش ہوگی تو حکم ہوگا، ان کو جلدی بہشت میں
 لے جاؤ ان سے مجھے شرم آتی ہے۔

فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہیے کہ وہ نیک کاموں کی ترغیب دے اور بُرے کاموں سے بچنے کی ہدایت کرے۔

فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! وہ کون سا ایسا نیک عمل ہے جسے کر کے میں تیرا مقبول بن جاؤں۔ حکم ہوا یہ مشکل ہے۔ آپ منتظر رہے مگر کوئی حکم نہ ہوا۔ آپ سخت غم زدہ ہوئے اور گریہ زاری شروع کر دی جس پر حکم ہوا۔ بس یہی مقبول عمل ہے۔

فرمایا: جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہی ملتا ہے۔ خواہ کہاں بھاگتا پھرے اور کچھ ہی کیوں نہ کرتا پھرے۔ جو قسمت میں ہوتا ہے وہ خود بخود انسان تک پہنچ جاتا ہے۔

فرمایا: جو شخص عزیز ترین چیز اللہ کی راہ میں صرف نہ کرے وہ اللہ کی رضا کو بھی نہیں پاسکتا۔

فرمایا: خود نیک صالح اور پرہیزگار بنو اور گھر والوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اُن کے ساتھ یہی اچھی دوستی اور محبت ہے۔

فرمایا: جب گھر میں لڑکا۔ لڑکی۔ بھائی۔ بیوی وغیرہ بے نماز ہوں اور گھر کا مالک ان کو نماز کا پابند نہ کرے تو اُس سے باز پرس ہوگی۔

فرمایا: ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ مجھے دیگر امتوں کی نسبت اپنی امت پر فخر ہے، ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تمہارے بد اعمال کی وجہ سے مجھے سب سے پہلے اور تم خوار ہو۔

فرمایا: اللہ کی راہ میں اپنی عزیز سے عزیز چیز قربان کر دو۔

ہرچہ داری صرف کن در راہ او

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا

بعد نمازِ عصر جب آپ چلنے لگے تو ایک ملنگ نے جھک کر سلام کیا۔
 آپ سخت ناراض ہوئے۔ اس کی مالا اتار پھینکی اور فرمایا یہ کوئی مسلمان ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت کتنی اچھی بنائی ہے مگر لوگ اس کو بگاڑ رہے ہیں
 پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

یا اللہ انگریز کا گر جا کر جائے دین محمد کا ہر سو بکھر جائے



۲۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

بغرض ادائیکہ نماز جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ الحمد للہ بعین وقت پر
 مسجد میں پہنچ گیا۔ آپ تشریف لائے حسب معمول اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی حمد و ستائش بیان کی۔

فرمایا: قوانین الہی اور شریعت محمدی کے متعلق ہمیں جو کچھ معلوم ہوا وہ محض حضور نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور برکت سے ہے۔

فرمایا: علم کیا ہے؟ کسی شخص یا کسی قوم سے پوچھو تو یہی کہیں گے کہ علم کے معنی
 جاننے کے ہیں، اب جانتا تو ہوا، مگر یہ خبر نہیں کہ کس کو جانتا صحیح جانتا تو
 یہ ہے کہ اس خالق کو جاننے جس نے انسان کو پانی کی ایک بوند سے بنایا۔
 فرمایا: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل جہانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا، تاکہ وہ
 اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خوش خبری سنا کر اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے
 ڈرا کر لوگوں کی اصلاح فرمائیں۔

فرمایا: اب مسلمانوں کی نہ شکلیں ٹھیک رہی ہیں اور نہ ہی لباس درست رہا ہے

تو اب کیا کیا جانے اب خطبہ کس کے سامنے پڑھا جائے۔ جب علم کے معنی
جاننا تھا تو انہوں نے پھر کیا جانا۔

فرمایا: اخیر زمانہ میں غور غالب ہو جائے گا۔

فرمایا: فضول خرچی نہ کرو، زیادہ شادی میں پندرہ پندرہ روپیہ کی جوئی پہنتے ہو اور فضول
سواست پر بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہو، مگر کوئی منہ نہیں کرتا۔

فرمایا: چار بھائی جمع ہو کر بدعت کو نہیں روکتے۔

فرمایا: کچھ لوگوں میں نہ جاؤ جو رقم اس طرح برباد کرتے ہو وہ کسی نیک کام پر خرچ
نہ کرو، آج کل کچھ لوگوں میں سو بھوٹ کا ایک بیج بناتے ہیں۔ ضد نہ کرو، انتقام
نہ لو، معاف کر دینے میں آخر فائدہ ہوتا ہے۔ ہمسایہ کا خیال رکھو۔

فرمایا: کھانا کھاتے وقت دیکھو کہ رزق حلال سے ہے، مشتبہ کھانا نہ کھاؤ۔

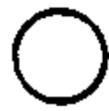
فرمایا: نماز کی شکل ہے مگر نظر نہیں آتی، جس طرح روح نظر نہیں آتی۔

بعد نماز شہر قصور کی طرف سے آیا ہوا ایک شخص حاضر ہوا۔ کچھ عرض کی۔

اس کے ہمراہ ایک لڑکا بھی تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کتنے لڑکے ہیں۔

اُس نے عرض کی جی ایک ہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک تو اللہ ہی ہے سبحان اللہ!

وہ کتنا بابرکت وقت تھا۔



۵ نومبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

شرق پور شریف پہنچا۔ آپ کی مسجد میں وقت سے پہلے حاضر ہو گیا۔

آپ تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد :-

یہ اس زمانے کی بات ہے جب ایک روپے کی جوئی آجاتی تھی۔

فرمایا: خوشی۔ غمی۔ آرام و مصیبت۔ صحت و بیماری۔ گھر میں۔ سفر میں۔ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو۔

وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تَفْلِحُوْنَ ط

فرمایا: جب انسان پر کوئی مصیبت نازل ہو تو گھبرائے نہ بلکہ یہ خیال کرے کہ کہ انبیاء علیہم السلام پر کس قدر مصیبتیں نازل ہوئیں۔

فرمایا: انگریزی بے معنی کوئی نہیں پڑھتا مگر افسوس قرآن شریف بامعنی کوئی نہیں پڑھتا۔ رسمی پڑھنے سے وہ فائدہ تو نہیں مل سکتا جو سمجھ کر پڑھنے سے ملتا ہے۔

فرمایا: نئے نئے کام اور نئی باتیں پھیل رہی ہیں۔ دیگر قومیں اپنے مذاہب پر سختی سے پابند ہیں۔ ہم کو بھی فکر اور دھیان کرنا چاہیے۔

فرمایا: نماز کی بے حد تاکید ہے اور نماز ہی ذریعہ نجات ہے۔ ترک نماز میں عذاب بھی بڑا سخت ہے۔

فرمایا: ہر نمازی کا فرض ہے کہ گھر اور باہر نماز پڑھنے کی تاکید کرتا ہے۔

فرمایا: چودھریوں۔ نمبرداروں اور عزت داروں کے لیے لازمی ہے کہ وہ دین کی اشاعت میں کوشش کریں۔

۵ پنج گانہ کو ادا شریعت میں بہت تاکید ہے

فجر و ظہر، عصر و مغرب و عشاء کے واسطے

فرمایا: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے۔

فرمایا: بغداد والی سرکار فرماتے ہیں کہ جو کوئی نماز نہ پڑھے اس کا جنازہ نہ پڑھو۔

مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرو۔

فرمایا: روزِ محشر کہ جاں گداز بود
 اولین پُرسش نماز بود
 فرمایا: نماز ہی کے لیے لازم ہے کہ وہ دوسروں کو بھی نماز کی طرف بلائے۔
 فرمایا: جہاں حرام کام عام ہو جائیں وہاں عذاب نازل ہو جاتا ہے پہلی امتوں
 کے اوپر عذاب نازل ہوتے رہے ہیں۔



۱۲ نومبر ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک

آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ حسب معمول تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد
 نہایت سوز و درد سے یہ نظم پڑھی۔

ع اے یار تو غافل نہ ہو۔ اے یار تو غافل نہ ہو۔

فرمایا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اللہ نے مجھے فرمایا
 ہے کہ اپنی امت کو کہہ دو کہ میری نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

فرمایا: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عربتِ عرب
 دنیا کے لحاظ سے ہوگی۔ دین کی خاطر نہ ہوگی۔ اُس وقت لوگ پیٹ کے
 دھندوں میں غرق ہوں گے۔

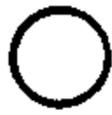
فرمایا: دنیا عبادت اور خدمت کے واسطے ہے اور آخرت جزا کے واسطے ہے۔

فرمایا: جو شخص تیرے ساتھ جفا کرے تو اس کے ساتھ وفا کرے

فرمایا: رب کو راضی رکھتا کہ تیری نجات ہو جائے۔

فرمایا: جو مصیبت میں صبر و شکر کرے وہی سچا مسلمان ہے۔

فرمایا: جس خدا نے انسان کو بنایا ہے وہ ہر دم اُس کی نگرانی فرماتا ہے۔
 بعد نماز جمعہ ایک شخص حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کس واسطے آئے ہو۔
 اُس نے عرض کی۔ آپ کو ملنے کے واسطے۔ فرمایا۔ جانتے بھی ہو آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کیا ہیں اور کہاں ہیں۔ پھر اس کو اسی وقت رخصت فرما دیا۔ اس جمعہ
 میں موضع خیر اللہ پور سے جناب مولوی ذکر اللہ صاحب بھی تشریف لائے تھے
 ان کے والد گرامی جناب مولانا محمد عبد اللہ صاحب کا ذکر اس کتاب کے پہلے
 حصے کے ایک باب ”عہد طفولیت میں پوچھنا“ میں ہے۔



۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء، بروز جمعہ المبارک

آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا
 اذان پڑھو۔ حاجی عبدالرحمن صاحب نے اذان پڑھی۔
 وَاللّٰهُمَّ اِلٰهًا وَّاحِدًا كَلٰلَہٗ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ
 الرَّحِیْمُ اس آیت شریف کو پڑھا اور اس کی تفسیر و تشریح فرمائی۔ آپ کا
 انداز بیان نہایت مؤثر اور دل کش تھا۔ حاضرین دم بخود تھے۔
 فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن میں خلیفہ بنا کر بھیجا
 تو ہدایت فرمائی کہ آرام و استراحت میں نہ پڑ جانا۔
 فرمایا: روپیہ و پیسہ کے ساتھ اتنی محبت نہ کرو۔ اس پر بت ہیں اور بت والی چیز
 نقصان سے خالی نہیں ہوتی۔ کہیں بت پرست ہی نہ بن جانا۔
 فرمایا: اللہ کے ایک بندے کی نماز تہجد قضا ہوگئی تو وہ دن بھر روتے رہے۔
 اگلے دن شیطان وقت سے پہلے ہی بیدار کرنے آگیا۔ اُس سے پوچھا۔

ایسا کیوں کیا۔ کہنے لگا کل جو تو سارا دن روتا رہا تمہیں ثواب ہی ملتا رہا۔ میں نے سوچا یہ تو کام خراب ہو گیا۔ اگر تمہیں تہجد پڑھنے دیتا تو اتنا ہی ثواب ملتا۔ اس لئے آج اُٹھانے آیا ہوں۔

فرمایا: آخر زمانہ پانچ نینک باتوں کو انسان بھول جائے گا اور ان کے عوض پانچ بڑی باتوں کو اختیار کرے گا۔

۱۔ آخرت کو بھول جائے گا۔ دنیا کو دوست رکھے گا۔

۲۔ قبر کو بھول جائے گا۔ مملکت کو دوست رکھے گا۔

۳۔ حساب کو بھول جائے گا۔ مال و دولت کو دوست رکھے گا۔

۴۔ خالق کو بھول جائے گا۔ خلقت کو دوست رکھے گا۔

۵۔ رازق کو بھول جائے گا۔ رزق کو دوست رکھے گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم سایہ کے حق میں اس قدر تاکید فرمائی گمان ہوا کہ شاید وہ وارث ہی نہ ہو جائیں۔ بیوی کے حقوق کی اتنی تاکید فرمائی کہ خیال ہوا کہ شاید طلاق حرام ہو گئی ہے۔ نماز باجماعت ادا کرنے کی اس قدر تاکید فرمائی کہ شاید بغیر جماعت نماز ہو ہی نہیں سکتی۔ رات کے قیام میں اس قدر تاکید فرمائی کہ شاید سونا حرام ہو گیا ہے۔

فرمایا: عیال دار بوقت مصیبت دست سوال دراز نہ کرے تو اس کے لیے بڑا اجر ہے۔ فرمایا: انسان چاہے کچھ ہی کیوں نہ کرے مقدر میں جو کچھ لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔

فرمایا: ہمیشہ خداوند کریم پر توکل و بھروسہ رکھنا چاہیے۔ جلد ہی اللہ تعالیٰ ایک روزہ کشادہ فرمادے گا جس کی وجہ سے مسرت اور خوشی عطا ہوگی۔

فرمایا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے بغیر اللہ کی رضا کبھی

حاصل نہیں ہو سکتی۔

فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور پھر شکر کا شکر ادا کرتے تھے۔
فرمایا: لوگ اکثر ہسپتالوں کی طرف بھاگتے ہیں حالانکہ ویسی علاج معالجہ میں شفا
اور آسانی ہوتی ہے۔

فرمایا: قرآن شریف سے شفا اور رحمت ملتی ہے۔ تلاوت میں با ادب
رہنا ضروری ہے۔ محبتِ خداوندی ہو اور نیت عمل کرنے کی ہو۔

فرمایا: جمعہ مبارک کے موقعہ پر جو سنا جائے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ فرض مثل قرض
کے ہے۔ جب تک قرض ادا نہ ہوگا خلاصی نہیں ہوگی۔

فرمایا: دنیا پہلے تو گھوڑے کی مانند سوار کر لیتی ہے پھر زمین پر پٹک دیتی ہے۔
فرمایا: پہلے لوگ رات کو عبادت کرتے تھے۔ دن کو ڈرتے تھے۔ اب وہ بات
کم نظر آتی ہے۔ ہر لحظہ رنگِ دیگر است۔

فرمایا: نیک آدمی کی روح بوقتِ الوداعی خوش خوش جاتی ہے۔

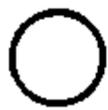
فرمایا: ادب سے چلنا۔ بیٹھنا اور بولنا ضروری ہے اس میں خیر و برکت ہوتی ہے
مگر اب مسجدوں میں لوگ ادب کے ساتھ نہیں بیٹھتے۔ حالانکہ مسجد ادب
والی جگہ ہے۔ ادب لطفِ حق ہے۔

فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک بار کافی مال آیا
آپ نے تمام کا تمام مال اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا۔ لونڈی نے عرض کی۔
گھر کے لیے کچھ نہ رکھا۔ فرمایا۔ پہلے کیوں نہ یاد کر آیا۔ سبحان اللہ!

فرمایا: حریص نہ بن۔ جو قسمت میں لکھا ہے مل جائے گا۔

ہ اول وہی آخر وہی دلا ظاہر وہی باطن وہی دلا
بعد فراغت نماز آپ اُپر تشریف لے گئے۔ عصر کی نماز آپ نے خود

پڑھائی اور بعد میں اپنے گھر تشریف لے گئے۔



۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

شرق پور تشریف آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ بروقت تشریف لائے اور حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین عطا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی پسند کا دین ہے۔ وَرَضِيَتْ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا

فرمایا: ادب اعلیٰ مراتب کو پہنچا دیتا ہے۔ بے ادب پر شامت پڑتی ہے۔ باادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب۔

فرمایا: انگریزی تعلیم دینے والے مدرسے اب عام ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ادب اچھا گیا ہے۔

فرمایا: لغویات سے وجود خراب ہو جاتا ہے اور غیر مسلم بادشاہ سے ملک برباد ہو جاتا ہے۔

فرمایا: علماء، فقراء اور اُمراء تینوں گروہ دین کے محافظ و نگران ہیں۔ اگر اچھے ہوں گے تو لوگوں کی معاشرت خراب نہ ہوگی۔ فقرا اچھے ہوں گے تو لوگوں کی خصالت اچھی ہوگی اور اگر علماء اچھے ہوں گے تو لوگ اسلامی قوانین کے پابند ہوں گے۔

فرمایا: جو دنیا کو زیادہ عزیز رکھتا ہے مرتے وقت اس کو زیادہ دکھ ہوگا۔ دنیا چھوٹنے کے غم میں زیادہ عذاب ہوگا جو دنیا کو قید خانہ سمجھے اس کو بوقت موت

خوشی اور راحت ہوگی۔

فرمایا: زندگی میں نفس سے حساب لیتے رہو تاکہ حساب دیتے وقت آسانی ہے۔
فرمایا: یہود و نصاریٰ سے محبت نہ رکھو۔ ان کے طور طریقے نہ اپناؤ۔



۱۶ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

۱۶ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے
حسب معمول حمد و ثنا کے بعد:-

فرمایا: جو کچھ بھی ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہے۔

آں ذاتِ خداوندی کہ مخفی و نہاں بود

پیدا و نہاں گشتہ پچشانِ محمد

فرمایا: بیس سال پہلے جو برکتیں تھیں وہ اب لاہور اور قصور میں بھی نہیں ہیں۔
چاولوں میں اب وہ خوشبو نہیں رہی۔

فرمایا: آج کل پیر مطلب اور مرید بھوک ہے یعنی پیر سے مرادیں طلب کرتے ہیں
اور پیر مرید سے کھانے کو چاہتے ہیں۔

فرمایا: استراحت نہ چاہیے اس میں رحمت نہیں ہوتی۔

فرمایا: ارشادِ نبویؐ ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو پھر اس کی آنکھ کھلتی ہے
لیکن اُس وقت کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ابھی وقت ہے غافل ہو شافل یادِ مولیٰ میں

پکڑ اللہ کا پلا پھر دنیا نہ آنا ہے

کسی مولیٰ کے پیاسے سے ذرا یہ بات پوچھو
 پھر دیکھنا اس میں کیا ستر رہتا ہے
 فرمایا: اگر دنیا کا مال اور اولاد خدا کی یاد سے باز رکھے تو یہ کام سخت نقصان
 والا ہے۔

فرمایا: خداوند کریم نے فرمایا کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے بت
 کی قسم جو تیرے فیصلہ پر راضی ہوگا میں بھی اُس پر ہی خوش ہوں گا۔
 فرمایا: کچھ یوں میں جانا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

فرمایا: انسان کا وجود ہی اس کا دشمن ہے۔

فرمایا: دین کی اشاعت میں ملامت اٹھانے والا اللہ کے نزدیک پیارا ہے۔
 فرمایا: بد شکل نیکو کار خوش شکل بدکار شخص سے بدرجہا بہتر ہے۔

فرمایا: صانع کی قدرت کو دیکھو۔ اس سے نصیحت اور عبرت پکڑو۔

فرمایا: خواہش نفسانی کے مطابق کھانا پینا اور پہننا وغیرہ اصل مقصد سے دور
 لے جاتا ہے۔

فرمایا: تو خداوند کریم پر قربان ہو جاؤ تجھ پر جنت بشار کر دے گا۔



۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک

بفضل ندا آپ کی مسجد میں شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ وقت مقررہ
 پر تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد:-

فرمایا: اللہ کا واحد ہونا یعنی قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے بتایا ہے ۔
 فرمایا: بجز اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ اللہ کی محبت ثابت ہو سکتی
 ہے اور نہ ہی اللہ کی رضا کی امید رکھنی چاہیے ۔
 فرمایا: ہمہ افعال۔ اقوال اور معاملات اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ
 علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہوں گے تو یہ عین عبادت
 ہوگی ۔

فرمایا: فتنہ و فساد کے زمانہ میں اگر کوئی شخص سنتِ نبوی پر قائم رہے گا تو اسے
 مسو شہداء کے برابر ثواب ملے گا ۔

فرمایا: ممنوع افعال کی پیروی میں لوگ ایسے بھاگتے ہیں جیسے پانی نچلی سطح
 کی طرف جاتا ہے ۔

فرمایا: مسائل کے سوال کرنے سے پہلے ہی سوال پورا کر دینا چاہیے، تاکہ سوال
 کرنے کی رسم ہی اٹھ جائے ۔

فرمایا: تن آسانی اور آسائش طلبی بالآخر تباہی کا باعث ہوں گی ۔

فرمایا: اب ظاہری شکلیں خلافِ شریعت بننے لگ گئی ہیں ۔

فرمایا: معمولی چیزیں یعنی جوتی۔ پگڑی وغیرہ اگر دستیاب نہ ہوں تو فکر اور تردد
 ہوتا ہے ۔ ان کے بغیر بھی گزارہ مشکل ہے مگر دین سائے کا سارا چھوڑ کر
 بھی کسی کو فکر نہیں ہوتی ۔ یہ سب قسمت کے مارے ہیں ۔

فرمایا: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے فرمایا، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
 ہر اعلیٰ سے اعلیٰ نصح اور معمولی سے معمولی عیب کے بارے میں بھی
 آگاہ کر دیا ہے ۔

فرمایا: مرنے کے بعد سوال ہوگا، اچھا لباس پہن کر جسم کو سنوار کر آئینہ کے سامنے

کھڑے ہو کر اپنی شکل فخریہ دیکھتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔ اے انسان کبھی
تو نے اپنے دل کو بھی ایسے ہی آراستہ پیراستہ کیا تھا؟ کبھی موت کو بھی
یاد کیا تھا؟ کبھی قبر کی فکر بھی کی تھی؟

فرمایا: حساب کے وقت کبھی حساب کا فکر بھی کیا ہے۔ یعنی زندگی میں اپنے
اعمال اور معاملات کو درست کرنے کی سعی کی تھی۔

فرمایا: انگریزی لباس میں جو برنگی آگئی ہے اُس سے گھر والے بھی شرم نہیں کرتے
فرمایا: اولاد کو نیک تعلیم دور غیروں کی تعلیم نہ دو۔

فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرنا چاہیے اس میں خیر و برکت ہے۔ عورتیں چلتی پھرتی
ایا کریں اور مرد چاول چھڑ لیا کریں۔ مشین وغیرہ پر کوئی نہ جائے۔

فرمایا: مایتم پر گناہ تو دریائے رحمتی

جانے کہ فضل تست چہ باشد گناہ ما

دیدہ بیسنا ہو ہر اک موئے تن

موجبے رہے روح و بدن



۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ بروز جمعہ المبارک

شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ بروقت تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد
فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ظاہر کرنے
مقصود نہ ہوتا تو کبھی کُن نہ کہتے۔

۔ کُن نہ ہوئے ذات پاکت را وجود کُن ننگھتے خالق ارض و سما

فرمایا: بنا ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے
 نہ آدم، نہ فرشتہ تھانہ تھا ظاہر خدا پہلے
 فرمایا: جو سنت نبوی پر قائم رہے گا بڑا درجہ پائے گا۔
 فرمایا: جو خداوند کریم کو حاضر و ناظر نہ جانے وہ کافر ہے۔
 فرمایا: تیرا بھی عجب حال ہے۔ بظاہر تو مسلمان کی دعوت کرتا ہے مگر اندر
 نفاق سے پُر ہے۔

فرمایا: نیک آدمی سے اس طرح محبت کرو جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں سے
 محبت کرتا ہے۔

فرمایا: نفسانی خواہشات کی اندھا دھند پیروی کرنے والے حیوانوں سے بھی
 بدتر ہیں۔

فرمایا: زندگی میں سادگی چاہیے۔ پہلا زمانہ بڑا اچھا تھا۔ چکی کی جگہ مشین نے لے
 لی۔ لکڑی کے کنوئیں حمد و ثنا کرتے تھے ان کی جگہ لوہے نے لے لی۔
 پیدل چلتے تھے ہر قدم پر اللہ کہتے تھے۔ مگر اب موٹریں، گاڑیاں آگئی ہیں
 افسوس ہم غور نہیں کرتے۔

فرمایا: کلمہ شریف ہی میں ابتدا ہے اور اسی میں انتہا ہے۔ اسی میں زندگی اور
 اسی میں حشر ہے۔ جس کو اس کے اسرار و انوار مل گئے وہی کامیاب ہوا۔
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ط نہیں کوئی معبود و مقصود
 میرا بجز اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے
 رسول ہیں۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون
 کے ساتھ گردش کرتا ہے۔



۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء بروز جمعہ المبارک

آپ کی خدمت میں شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے جسب معمول حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: قرآن شریف مسلمانوں کے لیے نعمتِ عظمیٰ ہے۔ یہ ہدایتِ رحمت اور شفا ہے۔

فرمایا: خلقت کے پیچھے نہ بھاگور خالق کی طرف رجوع کرو۔ کلمہ شریف کے اقرار اور تصدیق تب ظاہر ہوگی جب کہ وجود پر اثر ظاہر ہو اور سنت نبویؐ کا نمونہ نظر آئے۔

فرمایا: اگر زبانی زبان ہی ایمان لانا ہوتا تو کافر و منافق سب بکھٹے جاتے۔

فرمایا: ایک عادتِ بد کا ترک کرنا کئی سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جب کہ لوگ سونے، چاندی اور غورتوں کو کعبہ تصور کر کے گمراہ ہوں گے۔

فرمایا: کسی کی عزت کا معیار اس کے مال و دولت کی فراوانی میں نہیں، کیونکہ مال و زر تو کافروں کے پاس بھی بہت تھا۔

فرمایا: آج کل لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہیں، مسکرا اور دعا کرنے پھرتے ہیں۔ یاد رکھو! عادات پر ہی حشر ہوگا۔





یکم اپریل ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

شرق پور شریف حاضر ہوا۔ یہ جمعہ رمضان المبارک میں جمعۃ الوداع تھا۔
اجتماع کثیر تھا۔ آپ تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ ایمان کس کا عجیب ہے۔
صحابہؓ نے عرض کی۔ فرشتوں کا۔ پھر عرض کی نبیوں کا۔ تیسری دفعہ عرض کی۔ آپ
کے صحابہؓ کا، کیوں کہ آپ کے درمیان ہیں۔

فرمایا: ان میں سے کسی ایک کا ایمان عجیب کے درجہ میں نہیں، بلکہ زمانہ کے
اخیر میں بسنے والے ایسے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کریں
گے ان کو یہ درجہ نصیب ہوگا۔

فرمایا: جو خداوند کریم کے ذکر میں مشغول رہتا ہے، ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتا۔

ہے اول وہی آخر وہی دلا

ہے ظاہر وہی باطن بھی دلا

اس کے بعد آپ نے فضائل رمضان المبارک اور مسائل عید الفطر

کا ذکر فرمایا۔





۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء بروز جمعہ المبارک

شرق پور شریف پہنچا۔ آپ تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔ پہلے حسب دستور حمد و ثنا عجب انداز اور ذوق و شوق سے بیان فرمائی۔ بعد میں :-
فرمایا، قرآن شریف کو بغور پڑھ کر اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس کے لیے آپ نے بے حد تاکید فرمائی۔

فرمایا: نفس برد و اعمال نیک و بد کو پسند کرتا ہے مگر بدی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ نفس کو قابو میں رکھے اور سرکش نہ ہونے دے ورنہ یہ اس کو درندے کی طرح چیر بھاڑے گا۔

فرمایا: سوتے وقت دن بھر کے اعمال کا حساب کر لینا چاہیے کہ آج کون سے نیک اور کون سے بد عمل کیے گئے ہیں، پھر نیک کاموں پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے اور بُرے کاموں کے لیے توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔
فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

فرمایا: ہر نعمت اور ہر عضو کے متعلق حساب دینا پڑے گا۔

فرمایا: رزق حلال کھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب اللہ کریم رازق ہیں تو پھر حرام رزق کی تلاش کیوں کی جائے۔

فرمایا: تین جمعہ متواتر چھوڑنے والے کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔
فرمایا، کسی کی عزت اُس کی دنیا کو دیکھ کر نہیں کرنی چاہیے۔

فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت صدق دل سے کرنی چاہیے۔



۱۵ مئی ۱۹۲۷ء

آج بروز اتوار ۱۵ مئی ۱۹۲۷ء کو شرفِ قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے بالاخانہ میں طلب فرمایا۔ کمال مہربانی فرمائی۔ آپ کی شفقت اور پیار سے ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ آپ نے فرمایا، اسم ذات اور درود شریف کی اجازت آپ کو دی جا چکی ہے۔ اس میں استقامت اور غور چاہیے درود شریف چاہو تو زیادہ کر لو۔ تفسیر قادری پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔



۳ جون ۱۹۲۷ء بروز جمعہ المبارک

شرفِ زیارت نصیب ہوا۔ آپ تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا، حمد و ثنا کے بعد آپ نے :-

فرمایا: قیامت کے دن ذرہ ذرہ کا حساب لیا جائے گا۔

فرمایا: جس کی طرف رب اس کی طرف سب۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا کی ہر چیز کو آگاہ کر دیتے ہیں کہ فلاں میرا بندہ ہے اس کی تعظیم کرو۔

فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم کر دیا گیا ہے کہ دین کی حفاظت اور نگرانی کرے۔



۱۰ جون ۱۹۲۷ء بروز جمعہ المبارک

خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا پتہ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔

فرمایا: انسان کو دل سے صابر اور زبان سے شاکر ہونا چاہیے۔

فرمایا: جب راحت ہو تو الحمد للہ پڑھے اور جب تکلیف اور پریشانی

ہو تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھے۔

فرمایا: معراج شریف کے موقع پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں ایک

نورانی بندے کو دیکھ کر دریافت فرمایا۔ یہ کوئی فرشتہ ہے، تو جبرائیل علیہ السلام

نے عرض کی یہ وہ بندہ ہے جس کے دل میں ہر وقت اللہ، اللہ، اللہ

جاری رہتا تھا۔

فرمایا: جو شخص زندگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے گا مرنے کے بعد خدا اس کو یاد رکھے

گا۔ (بزرگانِ دین کے مزارات اس کی بات کے گواہ ہیں ان کے مزارات

پر ہر ساعت خلقتِ ذکر و اذکار میں مشغول رہتی ہے۔)

فرمایا: جو مجلس میں یاد کرے گا خداوند کریم اس کو فرشتوں کی مجلس میں یاد کرے گا۔

جو تنہائی میں یاد کرے گا، جو اطاعتِ کاملہ اور شوقِ تمام سے یاد کرے گا،

اس کو فضل اور خدا اس کو عرشِ بریں پر رحمت سے یاد کرے گا، جو مجاہدہ

سے یاد کرے گا اُسے مشاہدہ میں یاد کرے گا۔

فرمایا: الْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیے۔

فرمایا: سنت کی پابندی کے لیے قرآن شریف میں بڑی تاکید آئی ہے۔ خواہ انسان
جل جائے مگر تارکِ سنت نہ ہو۔



۲۲ جولائی ۱۹۲۶ بروز جمعہ المبارک

حاضر خدمتِ اقدس ہوا۔ آج ہمراہ والدِ محترم بھی تھے۔ آپ تشریف لائے
حمد و ثنا کے بعد:-

فرمایا: جہان والو! حضرت محمد مصطفیٰ اسلمی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک عین رحمت ہے۔
ہ شد و جودش رحمتہ اللعالمین مسجد او شد ہمہ روئے زمین
سید الکونین ختم المرسلین آخر آدم لیک فخر الاولین
فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب بھید ہیں۔ ہوا کیا ہے، پانی کیا چیز ہے؟
بادل کیا ہے؟ اور روح کیا چیز ہے؟

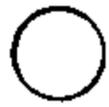


۳۱ جولائی ۱۹۲۶

آج مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۲۶ء محض شرفِ قدم بوسی حاصل کرنے کی تہیت
سے درِ اقدس پر حاضر ہوا۔ آپ نے بے پناہ شفقت کے ساتھ توجہ قلبی فرمائی۔
آپ کے پاس حاضر ہو کر ایک گونہ مسرت و راحت نصیب ہوتی ہے جس کا اندازہ
لگانا ناممکنات میں سے ہے۔ تفسیر قادری کے متعلق تاکید فرمائی۔ عرض کی۔ آج

کل دستیاب نہیں۔ آپ نے فرمایا یہی مشکل بات ہے۔ اگر ہمارے پاس زائد ہوتی تو تجھے دے دیتے۔ اسی دوران ایک شخص حاضر ہوا۔ اُس نے عرض کی۔ میرا لڑکا نہیں ”بھدا“ (ماتا) آپ نے فرمایا مینوں (مجھے) رب نہیں بھدا (ماتا) پھر آپ نے اس کے لیے دُعا فرمائی۔ بعد نماز ظہر پھر حاضر ہوا۔ فرمایا۔ دل پاس ہے۔ زندگی کو غنیمت جانیں۔ اب اجازت ہے جا سکتے ہو۔

گر برتن من زباں شود ہر مو
احسان ترا شمار نتوانم کرد



۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء

۳ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو محض آپ کی زیارت کے لیے خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ اپنی بیچک میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے کئی مرید حلقہ باندھے حاضر خدمت تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر بندہ کو بالا خانہ میں طلب فرمایا۔ بندہ حاضر ہوا۔ آپ نے کمال محبت فرمائی۔ فرمایا۔ طبیعت اچھی ہے۔ زیادہ ہمت کی ضرورت ہے۔ الحمد للہ۔

اونچے ہیں تنخیل سے محبت کے مقامات
اسکتی نہیں لکھنے میں کیفیتِ حالات





۱۸ نومبر ۱۹۲۶ء

۱۸ نومبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ برائے ادائیگی نماز جمعہ و زیارت قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب شرق پور شریف حاضر ہوا۔ بعد حمد و ثنا۔

فرمایا: تین باتوں کا ہونا ضروری ہے (۱) خوف (وَالْقَوَا لِلَّهِ) (۲) اُمید
لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ (۳) محبت (وَالَّذِينَ آمَنُوا شَدَّ حُبًّا لِلَّهِ)
فرمایا: ایمان امید اور خوف کے مابین ہوتا ہے۔



۱۶ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ وقت مقررہ پڑھ کر شریف لائے اور بعد حمد و ثنا فرمایا۔

فرمایا: مخلوق کو پیدا کیا۔ اُسے موت و حیات دی۔ اس لیے کہ آزمائش ہو جائے کون اعمال حسنہ و صالح کرتا ہے اور کون بد اعمال کا مرتکب ہوتا ہے۔ (خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا)
فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبت پیدا نہیں کیا۔ اس کو طرح طرح سے آزمایا جائے گا۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری ہے۔

فرمایا: کافر دل سے مانتے تھے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پتے رسول ہیں۔ منافق زبان سے کہتے تھے لیکن دل سے منکر تھے مگر مسلمان وہ بے جو دل اور زبان دونوں سے تصدیق اور اقرار کرے۔

فرمایا: ہر حال میں چاہے گرمی ہو یا سردی۔ بیماری ہو یا تندرستی۔ سفر ہو یا حضر۔ سختی ہو یا نرمی اللہ کریم کو یاد کرتے رہنا چاہیے۔

فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ۔

فرمایا: کافروں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے

فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ انہوں نے پوچھا۔ اللہ کیا ہے۔ آپ نے

فرمایا: لَيْتَ كَيْتَلِدْهُ شَيْءٌ۔ یعنی اس کی مثل مثال ہی کوئی نہیں ہے۔

فرمایا: حساب تو ذرہ ذرہ کا ہوگا۔ چونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے احسن تقویم

کے درجہ میں پیدا فرمایا ہے اور خلافت کی خلعت پہنائی ہے، اور لباس

تقویٰ عطا فرمایا ہے اور ظاہری لباس زینت و زیبائش کے لیے بھی عطا

فرمایا ہے۔

فرمایا: سچی توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے جیسا کہ اُس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

فرمایا: اب وقت ہے۔ مرنے سے پہلے نیک اعمال کر کے خداوند کریم کو راضی کر

سکتے ہو۔

فرمایا: در لباسِ احمدی نورِ احد واسطہ شد خلق را بہر رشد

فرمایا: اے ذاتِ خداوندِ محضی و نہاں بود پیدا عیاں گشت پشیمانِ محمدؐ

فرمایا: ہو اُس کی ذات میں فنا کہ تُو نہ ہے تیری ہستی کی رنگ و بو نہ ہے

فرمایا: نماز فحش عادات و حرکات سے بچاتی ہے۔

فرمایا: نا امیدی بھی کفر ہے۔

فرمایا: مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو اپنے مال سے زیادہ عزیز رکھے
 فرمایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ۔
 فرمایا: جب بادشاہ ظالم ہوگا تو انسانوں کے اعمال بگڑ جائیں گے۔ پھر بارش نہ
 نہیں آئے گی۔

فرمایا: کچھ پتہ بھی ہے کہ اسلام کتنی مشکلات و مصائب کے بعد پیدا ہے۔
 فرمایا: حلال کا رزق نیکی کی طرف کشاں کشاں لے جاتا ہے اور حرام بدی کی
 طرف کھینچ لے جاتا ہے۔

فرمایا: جس نے تجھے پیدا کیا ہے اسی کے ہو۔ ہو۔

ہاں کہ تراشنا سدا جاں را چہ کند

فرزند وزن و مال را چہ کند

فرمایا: جس نے اُس کو ایک بار بالیا پھر تازیست نہ بھلایا۔

فرمایا: موت اچانک آجائے گی۔ تیری تمام کی تمام امیدیں دھری کی دھری
 رہ جائیں گی۔

بہ آگاہ اپنی موت سے کوئی بہتر نہیں سامان سو برس کا بے پل کی خبر نہیں

فرمایا: اب تعلیم دینی مدارس کی بجائے دنیوی مدارس میں دی جانے لگی ہے جگہ جگہ
 مدرسے کھل گئے ہیں۔ جو حکومت کی طرف سے محض دنیوی نمود و نمائش ہے۔

تعلیم سے علم دین مراد ہے جو ادب و آداب سکھاتا ہے، مگر اب ادب

کا جنازہ نکلا جاتا ہے۔ کریما کے تین اشعار پڑھے۔

کریما بہ بخشائے بر حال ما کہ مستقیم اسیر کند ہوا

نداریم غیر از تو فریاد رس توئی عاصیاں را خطا بخش پس

نکوہ دار مارا ز راہ خطا خطا در گزار و ثوابم نما

۱۰ ایمنہ آید از بے منع زکوٰۃ وز ناخرد و ما اندر جہاست



۳۰ دسمبر ۱۹۲۰ء بروز جمعہ المبارک

بہ ہمراہ جناب مولینا مولوی نواب الدین صاحب مشرق پور شریف میں
جمعہ پڑھا۔ آپ تشریف لاتے صدوشنا کے بعد۔

فرمایا: اس اللہ کا پتہ جو کہ بے مثل و بے مثال ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔
فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و قلبی نے فرمایا خیر الامور اوسطها
کو اپناؤ۔

فرمایا: بیوی اور اولاد ایک طرح سے رحمت ہے اور ایک طرح سے زحمت ہے۔
(جب دین میں فائدہ ہو تو رحمت اور اگر دین سے روکے تو زحمت)
فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا چاہے جسم کا ہر ہر بال ہی شکر کیوں
نہ ادا کرتا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان بنانے والا ہے اور پانی سے کتنی پیاری پیاری
صورتیں تخلیق کرتا ہے۔

فلک یک نقطہ کلک کمال است

جہاں یک غنچہ حسن جمال است

فرمایا: ہر دن نیا اور ہر رات نئی جانور یعنی زندگی کو غنیمت جان کر عبادت کرو۔
کیا خبر اگلا دن یا اگلی رات آئے یا نہ آئے۔

فرمایا: جس چیز سے جتنی زیادہ محبت ہوتی ہے اس کی جدائی سے رنج بھی اتنا
ہی زیادہ ہوتا ہے۔

فرمایا: حضرت منصور اور فرعون ملعون دونوں نے اپنے آپ کو رب کہا تھا، مگر
دونوں میں فرق تھا۔ ایک جذب کی حالت میں کہتا تھا اور دوسرا تکبر کی حالت میں
فرمایا: بدوں اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے
محبت بے معنی ہے۔

فرمایا: قرآن شریف رسمی پڑھنے کی بجائے سوچ سمجھ کر اور غور و تدبیر کر کے پڑھنے
میں زیادہ نفع ہے۔

فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا تو اپنا آپ کبھی
ظاہر نہ کرتا۔

فرمایا: انسان کو بیماری اور مصیبت اتنی ہی پہنچتی ہے جتنی کہ انسانی طاقت
اس کو برداشت کر سکے۔

فرمایا: لاہور والے حضرت داتا گنج بخشؒ بھی عجیب ہستی ہیں۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا

ناقصاں را پیرِ کامل کمالاں را راہنما

فرمایا: کسی کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے۔ خواہ گھر کا کوئی فرد ہو یا باہر سے کوئی ہو۔
یہاں تک کہ گاؤں کے کسی سانسے کو بھی دکھ نہیں پہنچانا چاہیے۔

فرمایا: مسلمانوں کی ہر طرح سے مدد کرنی چاہیے۔

بعد نماز جمعہ آپؐ نے پھر حسبِ معمول وعظ فرمایا۔ اس وقت آپ کا

خادمِ خاص جناب دین محمد صاحب مٹی کا ایک پیالہ پانی سے بھرا ہوا لے

کھڑا تھا۔ آپؐ نے پانی بطریقِ سنت نوش جان فرمایا۔ ہدایت و رشد کا

یہ سلسلہ پونے چار بجے تک قائم رہا۔ بعد ازاں آپؐ بالامسجد میں تشریف لے گئے۔

لہ دنیوی لحاظ سے ایک نیچ قوم



۸ جنوری ۱۹۲۵ء

آج بروز اتوار مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۵ء بغرض زیارت و حصول فیض آپ کی خدمت اقدس میں بصد عجز و نیاز حاضر ہوا۔ الحمد للہ زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ کچھ عقیدت مند پہلے بیٹھے تھے۔ آپ نے ایک سے فرمایا۔ کلمہ شریف سناؤ۔ اُس نے سنا یا۔ آپ نے فرمایا۔ معنی بتاؤ۔ عرض کی۔ معنی نہیں آتے۔ پھر دوسرے سے پوچھا۔ اُس نے کلمہ شریف بھی سنا یا اور معنی بھی سنائے۔

لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ۔ نہیں کوئی معبود یعنی عبادت کے لائق مگر صرف ایک اللہ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے بیٹھے ہوئے پیغمبر ہیں۔ معنی سن کر آپ خوش ہوئے۔ فرمایا۔ شکر ہے تو نے کچھ تو بتا دیا ہے۔ بعد میں آپ اوپر تشریف لے گئے۔ بعد نماز ظہر پھر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ جانا ہے یا رہنا ہے۔ عرض کی جی جانا ہے۔ فرمایا۔ اچھا پھر جاؤ۔ دیر ہو رہی ہے۔ یہی دل تیرے پاس ہے۔ موت سے پہلے کچھ کرنا ضروری ہے۔ خداوند کریم توفیق عطا فرمائیں۔ اُمید ہے پھر انشاء اللہ العزیز دوبارہ جلدی حاضری نصیب ہوگی۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر پادشاہوں کے خزینوں میں





۲۶ جنوری ۱۹۲۸ء بروز جمعہ المبارک

بہ ہمراہی جناب مولینا مولوی نواب الدین صاحب مٹھ بھنگواں بہ نیت
ادائیگی نماز جمعہ روانہ بسوئے کوئے یار ہوا۔

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے

جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

اس روز سرد ہوائیں چل رہی تھیں بوند باندی جاری تھی۔ عین روانگی کے
وقت بارش تیز ہو گئی۔ باوجود اس کے کہ موسم نہایت خراب تھا۔ بظاہر سفر پر روانہ
ہونا ناممکن تھا مگر ارادہ ہر دو کا ہرگز متزلزل نہ ہوا۔

نہ مجھ کو جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی

میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عضو بندہ نواز میں

ان حالات میں بھی وقت سے ایک گھنٹہ پہلے مسجد شریف میں پہنچ گئے۔ آپ
وقت مقررہ پر تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: اُس وعدہ لا شریک کا پتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ سورہ
اخلاص دیا۔

فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش خبری سنانے
والے اور ڈرتانے والے بن کر دنیا میں تشریف لائے۔

فرمایا: ایک ممنوع عادت کا ترک کر دینا کئی سال کی بے ریا عبادت سے افضل ہے۔
فرمایا: بیوہ، یتیم، ہمسایہ اور غریب کا خیال رکھنا چاہیے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تیری امت کے
 علمائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہمت رکھنے والے بنا دیئے ہیں۔
 فرمایا: دینی علم پڑھ کر دین کی ہدایت کرنی چاہیے۔ لوگوں کو برسی باتوں سے روکنا
 اور نیک باتوں کا رواج ڈالنا چاہیے۔

فرمایا: دنیا کا غم نہ کر بلکہ عقبے کا غم کھا۔ دنیا غم خانہ ہے اور عقبے جائے سرور
 فرمایا: دریں غم خانہ کشت چہ ابا شتم چہ ابا شتم
 کہ من در کشن وحدت پریدن آرزو دارم
 فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو کہ اپنی ہستی کو بالکل بھول جاؤ۔



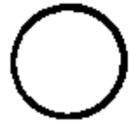
۱۲ فروری ۱۹۲۸ء

آپ کی بے پناہ کشش کے زیر اثر بے اختیار آپ کی قدم بوسی کے لیے
 شرق پور شریف حاضر ہوا۔

یار سخن دی پاک زمینے قدم رکھیں شرابوں
 قدم قدم تے دل دے سجدے عشقوں کڑا جاویں

آپ کے دیدار کے ساتھ ہی سکھ اور چین نصیب ہوا۔ خاکسار کی طرف
 پیار بھری نظر ڈالی۔ فرمایا: اللہ مافی السموات وَمَا فِي الْأَرْضِ . وَهُوَ عَلِي
 كُلِّ شَيْءٍ مُّشِيرٌ۔ بس میرا مقصد حاصل ہو گیا۔ آپ نے بندۂ عاصی کے
 دل پر ہاتھ مبارک رکھا تو یہ فوراً اس حالت میں منتقل ہو گیا، جس حالت میں
 اسے ہونا چاہیے تھا۔

تحریر میں اسرار کی باتیں نہیں آتیں
 اور قید میں اصرار کی باتیں نہیں آتیں
 فرمایا جاسکتے ہو تو جاؤ ورنہ صبح چلے جانا۔ اجازت لے کر اسی وقت
 چلا دس میل کا پیدل راستہ طے کرتا ہوا رات دس بجے بخیریت تمام گھر پہنچ گیا۔



۱۷ فروری ۱۹۲۸ء بڑی جمعہ المبارک

راتے ادائیگی نماز جمعہ کشاں کشاں شرق پور شریف پہنچا۔ آپ کی دید کو
 دیدے ترس گئے تھے۔ آپ تشریف لائے۔ سبحان اللہ! آپ کا آنا بھی کیا
 آنا تھا۔ قطار اندر قطار۔ قدم بہ قدم۔ کس شان سے آپ کی آمد ہوتی تھی کینیت
 نوکِ قلم پر لائی نہیں جاسکتی بلکہ محسوس ہی کی جاسکتی ہے۔ آپ کے پر والے
 جاں نثاری کے عالم میں محوِ تماشا تھے دیدارِ شیخ تھے۔ مسجد میں سکوتِ کمال تھا۔
 یہ سب حالت محض آپ کی توجہِ خاص کے سبب تھی۔ آپ گذر کر اپنی جگہ
 پر تشریف فرما ہوتے۔ مؤذن نے دوسری اذان نہایت سوز و گداز سے پڑھی۔ آپ
 نے حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے
 پہنچا ہے۔ اس لیے حضور کی اطاعت ہی میں اللہ کی اطاعت ہے اور
 اسی میں سب کی نجات ہے۔

فرمایا: پہلے گھر کی بڑی بوڑھیاں بال بچوں کا ویسی علاج کرتی تھیں۔ اُس میں شفا
 اور برکت تھی۔ اب اگر کسی کی مرغی بھی بیمار ہو جائے تو وہ ہسپتال

کو دوڑتا ہے ۔

فرمایا: سونے کے وقت تین مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر سونا چاہیے ۔

فرمایا: جو کھایا سو گویا ۔ جو جوڑا سو بوڑھا جو دیا سو لیا ۔

فرمایا: اپنی جان اپنے ہی جسم سے نکلتی ہے ۔ بیٹی کی جان ماں کے جسم سے نہیں نکلتی ۔

فرمایا: ہمسایہ سے حتی الوسع نیک سلوک کرو اور کوئی چیز قابل استعمال ملے تو

نہ نہ کرو ۔

فرمایا: اول تو قرض لینا ہی نہیں چاہیے اور اگر لے لو تو بخوشی ادا کرو ۔

فرمایا: ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ آخری زمانے میں ایک ایسا وقت

آئے گا کہ لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہو جائیں گے ۔

فرمایا: مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ہر قیمتی چیز سے بڑھ کر محبت کرنی چاہیے

فرمایا: جو دنیا میں قناعت کرے گا، قیامت کے دن اس کو اجر عظیم ملے گا ۔

فرمایا: جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے تھوڑے دیئے پر خوش رہے گا، خداوند کریم قیامت

کے دن اس کی تھوڑی نیکی پر ہی خوش ہوگا ۔

فرمایا: بیچ بات کہنے سے ہرگز نہ ڈر ۔ جتنی عمر انزل سے لکھی جا چکی ہے اس سے

کم و بیش نہیں ہوگی ۔ اسی طرح رزق کا بھی وہی ضامن ہے ۔

فرمایا: انسان اپنے جسم کے بدلے اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوتا رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ

کے لیے اپنے جسم پر کبھی ناراض نہیں ہوتا ۔

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آخر زمانے میں جب یہ

برائیاں عام ہو جائیں گی تو عذاب نازل ہوگا ۔

۱۔ غنیمت کو مال جانیں گے ۔ ۲۔ امانت میں خیانت کریں گے ۔

۳۔ زکوٰۃ کو جبراً نہ سمجھیں گے ۔ ۴۔ ماں کے نافرمان ہوں گے ۔

۵۔ عورتوں کے غلام ہوں گے۔ ۶۔ دوست پر احسان جتائیں گے۔

۷۔ باپ سے گستاخی کریں گے۔ ۸۔ شراب نوشی عام ہوگی۔

۹۔ مرد ریٹم پہنیں گے۔ ۱۰۔ گھر گھر گانے کا سامان ہوگا۔

۱۱۔ عورتیں سرکش ہوں گی۔ ۱۲۔ جوان بدکردار ہوں گے۔

۱۳۔ یہود و نصاریٰ کے قدم بہ قدم چلیں گے۔

۱۴۔ بے حیائی عام ہوگی۔ ۱۵۔ لوگ پیٹ کے دھندوں میں رات

دن غرق ہوں گے۔ ۱۶۔ سونا چاندی دین و ایمان ہوگا۔

۱۷۔ نیکی کی ہدایت کوئی نہ کرے گا۔ ۱۸۔ بدی سے کوئی روکے گا نہیں۔

۱۹۔ نیک بندوں کی کوئی پیش نہ چلے گی۔

۲۰۔ قرآن شریف کو چھوڑ دیں گے۔ ۲۱۔ وفا اور اُنس نہ رہے گی۔

۲۲۔ جس سے بھلائی کی جائے گی۔ وہی فریب کاری کرے گا۔

فرمایا: ایمان اور اسلام مل کر دین بنا ہے۔ دین باطن کو صاف رکھتا ہے، اسلام

ظاہری شکل کو درست رکھتا ہے اور افعال و اقوال کی اصلاح کرتا ہے۔

فرمایا: بڑے بڑے نام رکھتے ہیں، حنیف اللہ، کلیم اللہ، مگر عمل دیکھو تو سب الٹ

پلٹ ہیں۔

فرمایا: قرآن شریف کا ہر نقطہ، زبر، زبر، پیش اپنی اپنی جگہ پر جامع ہے، ایک زمانہ

آئے گا کہ قرآن شریف رسمی طور پر پڑھا اور پڑھایا جائے گا۔ مرد و عورت

پڑھنے والے زیادہ ہوں گے۔ لیکن عمل نہیں ہوگا۔ مسجدیں زیادہ ہوں گی،

مگر نمازی کم ہوں گے۔ عالموں کے قدموں سے فتنے اٹھ کر جہاں میں پھیلے گے۔

فرمایا: ایک زمانہ آئے گا نیکی سے روکے جاؤ گے۔ بدی کا رواج دیا جائے گا۔

اُس وقت بڑا بار بندہ بھی حیران رہ جائے گا۔

فرمایا: جمعہ کے دن شیاطین کثرت سے گردش کرتے ہیں اور جمعہ کے لیے تیاری اور نماز جمعہ پڑھنے سے روکنے کی بے حد کوشش کرتے ہیں۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اس قدر سچا تھا کہ حضورؐ سے پہلے سب پتھے دینوں کو بھی منسوخ کر دیا تو بھلا جھوٹے دینوں کی کیا حیثیت تھی۔

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے علاوہ جنوں کے بھی رسول ہیں۔

فرمایا: آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے رسول تھے۔

فرمایا: ۷ گرنہودے ذات پاکت را وجود

کن نکھتے خالق ارض و سما

فرمایا: جو شخص صبح اُٹھتے ہی دنیاوی امور میں پڑ جائے گا اُس سے خدا راضی نہیں ہوتا۔

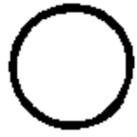
فرمایا: ۸ خدایا بہ رحمت بہیں سوئے ما

کہ فردانہ گردد خجسل روئے ما

فرمایا: کھانا کھاتے وقت یہ دیکھ کہ حلال کا ہے یا حرام کا۔ ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیا کرو۔

فرمایا: ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ نیکی کر کے تصور کریں گے کہ بس مقبول ہو گئی ہے۔ توبہ کے لیے کہیں گے کہ ابھی کافی عمر بچی ہے۔

فرمایا: تمام پیغمبر علیہم السلام عادات درست کرنے کے واسطے مبعوث ہوئے کیونکہ قیامت کے دن فیصلہ عادات پر ہوگا اس لیے عادات کو درست کرنا اشد ضروری ہے۔



۲۳ مارچ ۱۹۲۸، بروز جمعہ المبارک

۳ رمضان المبارک برائے ادائیگی جمعہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ یہ آخری جمعہ ماہ رمضان المبارک کا تھا بدیں وجہ خلقت کا اجتماع کثیر تھا۔ آپ تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد:-

فرمایا: وہ اللہ ہی ہے جس نے دین حق کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ حضور ہی کی خاطر ایجادِ دو عالم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو سب پر غالب رکھیں گے۔

فرمایا: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں تو رب العالمین بھی راضی ہیں۔
فرمایا: پچھلے زمانے کے چور بھی غیرت اور برکت والے ہوتے تھے۔ (غریب اور ضعیف کو تنگ نہ کرتے تھے۔ اپنے ہمسایہ اور گاؤں میں چوری نہ کرتے تھے)
فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سوز و گداز اور درد بھرے دل کے ساتھ یاد کرنا چاہیے۔
فرمایا: ہر کام کے لیے محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر محنت کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
فرمایا: خشک بیج کو اگانا پھر اُس سے پھل اور پھول پیدا کرنا اسی مالک الملک کا کام ہے۔

فرمایا: دنیا ایک طرح تو بہت اچھی ہے، چونکہ اسی دنیا میں پیغمبر علیہم السلام تشریف لائے اور اسی میں سردارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

فرمایا: پہلے رسالت بعد توحید۔ اگر رسالت کے تابع نہ ہوگا تو توحید سے دور ہو جائیگا۔

فرمایا: اب پیری مریدی بھی ٹھگ بازی بن گئی ہے۔

فرمایا: شادی صرف دودھ کے ایک پیالہ سے بھی ہو سکتی ہے، پھر اتنی فضول خرچی کیوں؟

فرمایا: سرود سننا کوئی جائز تو نہیں۔ سرود میں ہوتا کیا ہے۔ ویسے ہی ہر ساعت کے ساتھ اللہ کو یاد رکھے اور دل میں نقش کرے۔

فرمایا: بادشاہ اپنی جگہ، مگر اسلام کو چھوڑ کر اس کی پیروی مت کرو۔ کیونکہ تم یہود نصاریٰ ہو جاؤ گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔

فرمایا: انگریزوں کی ساختہ چیزوں سے پرہیز چاہیے۔ ویسی اشیاء کی طرف رغبت پیدا کرو۔ اس میں برکت ہوگی۔ (فی زمانہ لوگ بیرونی ممالک کی چیزوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور ملکی اشیاء کی قدر نہیں کی جاتی۔ اعلیٰ حضرتؒ نے اپنی ملکی اشیاء کی اہمیت بتائی ہے، مؤلف)

فرمایا: تلوار ہاتھ میں ہو تو منکران سنت کی گردن مار دی جائے۔

فرمایا: نیک کام کرنے والے اور نیکی کی تلقین کرنے والے کو درجہ عظیم ملے گا۔ فرمایا: ترک دنیا سے یہ مراد نہیں کہ جنگل میں چلے جاؤ بلکہ "ہتھ کارو تے دل یاروتے" ہر سانس کے ساتھ اس کی یاد ہو۔ اللہ، اللہ، اللہ۔

فرمایا: ارشادِ نبویؐ ہے جو شخص نیک وسائل سے روزی کما کر بال بچوں کا پیٹ حلال طریقے سے پالتا ہے۔ اس کو مثل خیرات کے ثواب ہوگا۔

فرمایا: صفت بندی کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس بارے میں تاکید حکم ہے۔

فرمایا: مسلمانوں کی ہر طرح سے امداد کرنی چاہیے تاکہ یہ غیروں کی طرف جوع نہ کریں! آپ ایک بچے و عطف شریف کے لیے کھڑے ہوئے، اڑھائی گھنٹہ نہایت پورسش سے مواعظِ حسنہ بیان فرمائے، اتنی دیر و عطف فرمانا، کچھ آسان کام نہیں۔

عام انسان اتنی دیر وعظ و تقریر نہیں کر سکتے یہ محض روحانی طاقت کا کمال تھا۔



۶ اپریل ۱۹۲۸ بروز جمعہ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ و زیارت شیخ کامل شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ مکان شریف تشریف لے جا چکے ہیں۔ لہذا آج کا جمعہ آپ کے پیاسے بھائی حضرت میاں غلام اللہ صاحب نے پڑھایا۔ آپ نے بھی کمال کر دیا۔ حاضرین کو خیال تھا کہ ابھی ابتدائی زمانہ ہے شاید کوئی بات نہ بنے۔ مگر آپ نے کمال مہمت اور خدا داد قابلیت کی وجہ سے نہایت پر تاثیر وعظ شریف فرما کر حاضرین کو گرویدہ کر لیا۔ حمد و ثنا کے بعد سورہ کوثر کی تفسیر و تشریح نہایت عالمانہ اور موثر انداز سے فرمائی۔ حاضرین پر آپ کا رعب و جلال طاری تھا۔

فرمایا: مثنوی معاملات میں سادگی اور دیانت داری ہونی چاہیے۔

فرمایا: ہمہ افعال و اقوال شرع محمدی کے مطابق ہونے چاہئیں۔

فرمایا: مسلمانوں کو تجارت کی طرف دھیان دینا چاہیے۔ انگریز تجارت کرتے کرتے ہندوستان کے مالک بن بیٹھے ہیں۔

فرمایا: تبلیغ اسلام میں کوشش کرنی چاہیے۔

فرمایا: نماز کی پابندی بہ دل و جان چاہیے۔ نماز پڑھنی بھی کسی اللہ کے بندے سے سیکھنی چاہیے۔ نماز میں خضوع و خشوع بدرجہ اتم چاہیے۔

فرمایا: ظاہر کا وضو تو کر لیا باطن کا وضو بھی کسی اللہ کے بندے سے کرنا سیکھ لو۔

فرمایا: قربانی سے یہ مراد ہے کہ اللہ کی راہ میں ہر شے قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا۔

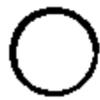
فرمایا: ہمہ انبیاء در پناہ تواند مقیم در بارگاہ تواند
 تو ماہ منیری ہمہ اختر اند تو سلطان ملکی ہمہ چا کر اند
 فرمایا: جب مسلمانوں میں اخوت اور محبت کا جذبہ تھا تو اُس وقت انہوں نے
 روم، چین، ترکی، مصر اور دیگر بڑی بڑی سلطنتیں فتح کر لی تھیں، تاریخ
 اس بات کی گواہ ہے۔

فرمایا: مسلمان کا دین اور دنیا ایک ہے، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
 وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

فرمایا: اسلام ہی ایک ایسی طاقت ہے جس کے سامنے باقی سب طاقتیں نابود ہیں۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اسلام میں پوری طرح سے داخل ہو جاؤ گے تو تم کو بادشاہ
 عطا کر دی جائے گی یہی وجہ تھی کہ جب مسلمان اس ہدایت پر نکل پڑے تھے تو
 وہ فاتح مملکتوں سے بڑی بڑی طاقت ان کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔

فرمایا: عزت اور ذلت دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جو نیک اعمال کرے گا،
 اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے گا اور جو اللہ کے رسول کو راضی رکھے
 گا اُسے عزت ملے گی، بصورت دیگر اس کے لیے ذلت ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شان رب العالمین ہے	حضور کی شان رحمۃ اللعالمین ہے
اللہ تعالیٰ لبس کمثلہ نسیئ ہے	حضور کی شان انا اعطینک الکوش ہے
اللہ تعالیٰ کی صفت رؤف الرحیم ہے	حضور کی صفت بھی رؤف الرحیم ہے
اللہ تعالیٰ کی صفت العلی العظیم ہے	حضور کی صفت علی الخلق عظیم ہے





۱۳ اپریل ۱۹۲۸ بروز جمعہ المبارک

یہ نیت ادا ئے نماز جمعہ ویدار حضرت بصد ذوق و شوق شرق پور شریف

حاضر ہوا۔ آپ نہایت پر وقار انداز سے تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: اپنی خواہشاتِ نفسانی کو روکنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ دراصل یہی جہادِ اکبر ہے

فرمایا: ارشادِ نبوی ہے کہ اچھا کھانا اور اچھا پہننا بکتر پیدا کرتا ہے۔ جس میں تکبر

ہوگا ایمان نہ ہوگا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ

اچھا کھانا اور پہننا چھوڑ دیا جائے۔ فرمایا: نہیں، اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے اور

وہ جمال کو پسند فرماتا ہے مگر اپنی حیثیت سے بڑھ کر نہیں ہونا چاہیے۔

فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ! پڑھنا بہت درجہ رکھتا ہے۔ اسی میں

بے شمار فوائد ہیں۔ استغفار بھی بکثرت پڑھنا چاہیے۔

فرمایا: اللہ کا ذکر اللہ، اللہ، اللہ سب اذکار سے افضل ہے۔ مگر انسوس یہ

کہ ہم سے ہوتا کچھ نہیں۔ مؤمنوں کو اثر ہونا چاہیے۔

فرمایا: دین کی خاطر ہر طرح کی مصیبت اور طعنہ برداشت کرنے والے کو اللہ کے

عزائوں میں سے ایک خزانہ ملے گا جو اسی کا حصہ ہوگا۔

فرمایا: اللہ کی قسم نہیں اٹھانی چاہیے۔

فرمایا: مخلوق کا سوالی نہ ہو خالق کی طرف رجوع ہو اور اسی سے سوال ہو۔

فرمایا: ہر چیز اپنے رب سے مانگ۔ جو کچھ تیری قسمت میں ہوگا، مل کر ہی سہے گا۔

فرمایا: ارشادِ نبوی ہے کہ رات کو اللہ کے حضور قیام کرنے کی جبرئیل علیہ السلام نے اتنی

تاکید فرمائی کہ گمان ہو کہ شاید سونا حرام ہو گیا ہے۔ عورتوں کے حقوق کے لیے اتنی تاکید فرمائی کہ گمان ہو کہ شاید طلاق حرام قرار دے دی گئی ہے مسواک کرنے کی اتنی تاکید فرمائی گمان ہو کہ شاید مسواک کے بغیر نماز جائز ہی نہیں ہے۔ فرمایا: گھر میں عورتوں کو خرچ کی تنگی نہ دینی چاہیے۔ گھر کا خرچ کھلا ہونا چاہیے مگر فضول خرچی کی حد تک نہ ہو۔

فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور خوف کی وجہ سے سب نڈھال ہوں گے۔ مگر بعض لوگوں کے چہروں سے نور برستا ہو گا۔ لوگ حیران ہو کر گمان کریں گے کہ یہ تو شاید کوئی پیغمبروں کا گروہ ہے۔ مگر معلوم ہو گا کہ یہ گروہ تو اللہ کا ذکر اللہ، اللہ، اللہ کرنے والوں کا ہے۔

اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے دل کو پاک اور صاف کر دیں۔ دنیا کی محبت اور میل کچیل دور فرما دیں۔ تاکہ ہر طرح سے طبع پاک ہو جائے۔ نفسانی خواہشات اور لذاتِ بدنی فانی ہو جائیں۔ یکسوئی اور محویت نصیب ہو جائے تاکہ اسم ذاتِ دل میں منقش ہو کر انوار و اسرارِ الہی سے اندھیر کو ٹھٹھری روشن ہو جائے۔

بندہ خدا بخش

فرمایا: سینہ کے اندر دل۔ نفس اور روح ہے۔ اسی کے اندر حسد۔ کینہ۔ تکبر۔ اہمیت اور بغض ہے، ان سب کو جلا کر رکھ کرنے والا کلمہ شریف ہے۔ (رات کو سوتے وقت تین دفعہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ پھر لا الہ الا اللہ اور پھر کلمہ شریف پورا پڑھا جائے۔)

فرمایا: جسمانی بیماری کے علاج کرنے والے طبیب تو کافی ہیں، مگر دل کی بیماری کا علاج کرنے والا کوئی حکیم نہیں ملتا۔

فرمایا، جو دردِ دل کا مریض ہو اُس کا علاج دیدارِ یار سے ہو سکتا ہے۔
 فرمایا: جب عظمتِ الہی دل میں موجود ہو تو پھر کس کی مجال ہے جو اُسے ہر اسماں
 اور پریشان کر سکے۔



۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء

دن کے بارہ بجے کے قریب دل بہت اداس ہو گیا۔ یہی جی چاہتا تھا کہ
 اڑ کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔

بے توائفے آرامِ جانم زندگانی مشکل است
 بے تماثائے جمالت کامرانی مشکل است

اُسی وقت چک سے روانہ ہو گیا، تقریباً چار بجے بعد دوپہر شرق پور شریف پہنچ
 گیا۔ آپ کی مسجد میں حاضر ہو کر سیدھا بیٹھک شریف میں پہنچا۔ تھوڑی ہی دیر بعد
 جناب دین محمد صاحب نے فرمایا۔ اوپر چلو۔ شرفِ زیارت نصیب ہوتے ہی یک گونہ
 سکون و اطمینان نصیب ہو گیا۔ عصر کی نماز کا وقت قریب تھا۔ چند پروانے پہلے
 ہی سے شمع کے نور سے مستفیض ہو رہے تھے۔ ان کی اصلاح ہو رہی تھی۔ آپ
 نے فرمایا چلو نماز پڑھیں۔ سب حضرات چل دیئے۔ بندہ سب کے بعد اٹھا۔
 آپ میرے پاس تشریف لائے۔ محبت کی نظر سے دیکھا۔ فرمایا۔ طبیعت اچھی
 ہے اسی طرح خیال سے بیٹھنا چاہیئے۔ فرمایا۔ رہنا ہے یا جانا ہے۔ عرض کی۔
 رہنا ہے۔ بعد نماز عصر پھر زیارت نصیب ہوئی۔ اُسی دن کا واقعہ ہے کہ ایک
 سفید ریش شخص جو کہ کوئی شہری معلوم ہوتا تھا۔ اس کے سیاہ دنگ کے

بوٹ کو اپنے دست مبارک سے سفید رنگ کے رومال میں لپیٹ کر اس کے حوالہ کر کے اپنے پاس سے سادہ جوتی عطا فرمائی۔

صبح کی نماز اور درود شریف سے فارغ ہو کر آپ کی بیٹھک میں پہنچا، بندہ کو ایک حافظ صاحب اور ایک عالم صاحب سے فرمایا کہ اوپر سے تفسیر قادری لے آؤ۔ آپ نے پارہ ۵ سورۃ النساء کے ثلث میں سے چند آیات دکھائیں اور بندہ کو فرمایا کہ تم پڑھو اور باقی غور سے سنیں۔ اُس دن آپ کے پاس رہنے کا بہت وقت نصیب ہوا۔ جو دیکھا سو دیکھا۔ بیان نہیں کر سکتا۔ آپ کے حُسن و جمال۔ رعب و جلال حُسن انتظام ہر سو۔ ہر پہلو بدرجہ کمال تھا۔ ہر بات اور ہر اشارہ اپنی جگہ نہایت پُر معنی تھا۔ اسرار و رموز اور کیفیات روحانی جو وارد

اور سیاہی میں وحشت و رنج و غم (تفسیر عزیز بی) اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر سیاہ چیز بُری ہے بلکہ سیاہ جوتہ بہتر نہیں، ہورہی تھیں ان کو بیان کرنے کے لیے یا نہیں۔

۱۰ تفسیر عزیز بی اور روح البیان میں درج ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جو شخص پیلے رنگ کے جوتے پہنے، انشاء اللہ اس کے غم دور ہوں گے اور وہ خوش و خرم ہے گا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جو کوئی لگاتار پیلے جوتے کے ساتھ جوڑے پہنے وہ انشاء اللہ رنج سے نجات پائے۔ عبداللہ ابن زبیر اور دیگر بزرگوں نے سیاہ رنگ کا جوتا منع فرمایا۔ کیونکہ اس سے رنج و غم پیدا ہوتا ہے۔ خیال رہے۔ سرخی اور زردی سیاہی اور سفیدی اور سبزی ان پانچ رنگوں کے جدا جدا خاصے ہیں۔ سرخی میں جمال ہے۔ زردی میں خوشی۔ سبزی میں بزرگی سفیدی میں غربی و افضلیت

گناہگار گناہوں سے بھرپور حاضر ہوتے ہیں، آپ نہایت محبت اور پیار سے سب کی کٹافتیں دُور فرما رہے ہیں۔ خوش نصیب ہیں، وہ لوگ جنہیں ہر روز شرفِ زیارت نصیب ہوتا ہے۔ مگر ہر شخص اپنے اپنے مقدر اور صفائیِ باطن کے مطابق فیضِ آپ سے حاصل کرتا ہے۔ آپ کا احسان جو مجھ پر ہوا، ایسا شاید ہی کسی اور پر ہوا ہوگا۔

۷ گد برتن من زباں شود ہر مَو اِحسان ترا شمار نتوانم کرد

آج پتہ چلا کہ اس شعر کی اصل کیا ہے۔

ایک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سال طاعتِ بکریا فرمایا، کلمہ شریف میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کو ایک ہی سانس میں دو مرتبہ کہے اور تیسری مرتبہ اسی سانس میں کلمہ تمام پڑھے۔

فرمایا، کئی آدمی موت سے ڈرتے ہیں اور کئی آدمی خوش ہوتے ہیں۔

فرمایا، دن گذر رات آئی۔ رات گذری دن آیا اور یوں قبر کی طرف سفر جاری ہے

فرمایا، قرآن شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت سے بھرا ہوا ہے۔

بندہ نے عرض کی تفسیر حسینی مل گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسے فوراً

پڑھا کرو (اس تفسیر کو آبا جان نے اڑھائی سال میں پڑھا اور جبکہ مقامِ غورِ حاشیہ

پر لکھا اور جہاں کہیں حضور کا نام آیا وہاں اپنی قلم سے صلی اللہ علیہ وسلم لکھا مولف

سوا پانچ بجے فرمایا۔ اب جاؤ السلام علیکم۔ بعد از اجازت وہاں سے دس میل کا

فاصلہ پیدل طے کرتا ہوا مغرب کے وقت گاؤں میں پہنچ گیا اور نمازِ مغرب

اپنی مسجد میں خود پڑھائی۔

۸ آپ کے ہر مرید کا یہی دعویٰ ہے



۴ مئی ۱۹۲۸ء بروز جمعہ المبارک

جناب ثاقب صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شرق پور شریف کا زعمہ آیا کہ مع چند چیدہ چیدہ طلباء شرق پور شریف پہنچو بندہ شرق پور شریف بارہ بجے کے قریب پہنچ گیا۔ اس دن سخت دھوپ تھی۔ آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ ایک عرب جوان قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا۔ عجیب انداز تلاوت تھا۔ دل و روح ایمان سے تازہ ہو گئے۔ نہایت وجد اور منظر تھا۔ ایسا منظر قبل ازیں دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ آپ شریف لائے۔ بعد حمد و ثنا۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ جہاد سے بھی زیادہ تاکید فرمائی ہے۔

فرمایا: رزق حلال کھانا چاہیے یہ نیکی کی طرف کشش کرے گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ جل شانہ نے دنیا بے فائدہ پیدا نہیں کی۔

فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے کسی فعل سے دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

فرمایا: ہو فنا ذات میں کہ تو نہ رہے

ترمی ہستی کی رنگ و بو نہ رہے

اس قدر اس میں ڈوب لے صابر

کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ ہے

فرمایا: جو اپنی خواہشوں کے تابع ہو جائے وہ انسان نہیں رہتا بلکہ مثل کتے کے ہو جاتا ہے۔

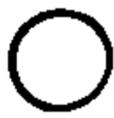
فرمایا: جو فساد کے زمانہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہو گا قیامت کے دن آقائے نامدار اس کی خود شفاعت کریں گے۔

فرمایا: ایک ناجائز اور بد عادت کا ترک کرنا کئی سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ مگر اس کی طرف توجہ اور دھیان نہیں۔

فرمایا: مسلمان کی یہ صفت ہے کہ وہ نیک کام کرنے کی تلقین کھوتے ہیں اور برے کاموں سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

فرمایا: یہود و نصاریٰ سے ظاہر اور باطن میں کوئی تعلق نہ رکھو۔

وعظ شریف ختم کرنے کے بعد اسی عربی سے فرمایا کہ جماعت کرائیں انہوں نے جماعت کرائی۔ بعد نماز جمعہ ایک مولوی صاحب خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مولوی فاضل کا امتحان دینا ہے فیس مبلغ ایس روپے جمع کرادی ہے اور اب آپ سے اجازت طلب کرنے آیا ہوں۔ غالباً مقصد ملازمت کا حاصل کرنا تھا۔ آپ نے منع فرمایا اور کہا نصاریٰ بن جاؤ گے۔ اس نے عرض کی۔ جی ایسا نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ربانی پلاؤ نہیں پک سکتا۔ جب تم ان کے سکول میں ملازم ہو گے۔ ان سے تنخواہ لو گے۔ ان کا ادب کرو گے۔ ان کے پاس رہو گے تو ان کے طریقہ میں داخل ہو گئے پھر نصرانی تو ہو گئے۔ اس لیے اس سے پرہیز کرو۔ اس نے اسی وقت توبہ کر لی۔



۱۵ جون ۱۹۲۸ء بروز جمعہ المبارک

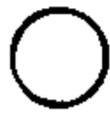
۱۵ جون ۱۹۲۸ء بروز جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا، قطب نماں کی دید

کے لیے روح بے تاب تھی۔ ہر لمحہ آپ کی آمد آمد تھی۔ آنکھیں بے قرار تھیں کہ کب جمالِ یار نصیب ہوگا۔ انتظار کی گھڑیاں طویل سے طویل تر ہونی جاتی تھیں۔ اور بے چینی بڑھتی ہی جاتی تھی۔ مگر افسوس آج آپ مسجد میں تشریف نہ لاسکے۔ آپ کی طبیعت مبارک علیل تھی۔ اس خبر کے ملتے ہی آپ کے پروانے داغِ مفارقت میں تڑپ اُٹھے۔

آرزو عاشقاں دیدار ہے دید جاہاں کے جزا نہیں کام کیا ہے

جنت ان کی وصالِ یار ہے دوزخ ان کی فرقتِ یار ہے

آپ کی اجازت سے جناب حاجی عبدالرحمن صاحب نے جمعہ پڑھایا۔ چند احادیث بیان فرمائیں۔ جماعت کرائی اور یہ فریض پورا فرمایا۔ بعد ازاں آپ کے برادرِ مکرم حضرت میاں غلام اللہ صاحب نے سورہ فاتحہ کی ڈیڑھ گھنٹہ تک تفسیر و تشریح فرمائی۔



۲۹ جون ۱۹۲۸ء بروز جمعہ المبارک

بروز جمعہ بعد اشتیاق دیدار جناب اعلیٰ حضرت صاحب شرق پور شریف

پہنچا۔ میرے ہمراہ عزیزم برکت علی اور مولوی نواب الدین صاحب بھی تھے چونکہ

اعلیٰ حضرت کی طبیعت بوجہ سخت گرمی علیل تھی۔ لہذا یہ جمعہ بھی جناب عبدالرحمن

صاحب نے پڑھایا۔ مگر دل سب کے پڑمردہ تھے۔ حیران و پریشان تھے۔ آپ

کی جدائی میں بے تاب تھے۔ وہ آنکھیں جو آپ کو دیکھ کر ٹھنڈک حاصل کرتی تھیں

آج محروم تھیں۔ بجلا یہ جدائی کیسے برداشت ہوگی۔ یا اللہ رحم فرما۔

بعد نماز جمعہ آپ کے دروازے تک رسائی ہوئی مگر بار نہ ہلا، شکر صد شکر کہ آپ کے دروازہ مبارک کی زیارت تو نصیب ہو گئی۔ مولا کریم اپنے فضل سے پھر فیض بدستور سابق جاری فرما اور آپ کو صحتِ کاملہ جلد از جلد عطا فرما۔ امین۔
 آپ کی طبیعت کئی ماہ سے علیل تھی۔ دراصل آپ کی بیماری کا کسی کو بھید نہ تھا۔ آپ کے جاں نثار سخت پریشان تھے۔ چند احباب کی رائے کے مطابق آپ کو کشمیر (سری نگر) لے جایا گیا۔ وہاں آپ کا جی نہ لگا۔ آپ لاہور تشریف لے آئے اور چوٹی کے اطباء و حکماء نے علاج کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی، مگر وہاں تو حالت ہی کچھ اور تھی، سب حکماء و اطباء عاجز تھے۔

۵ از سر بالین من بہ خیزاے ناداں طبیب
 درد مند عشق را واروئے بجز دیدار نیست

مریض عشق کا کوئی علاج نہیں۔ اس کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ اللہ کا وصل حاصل ہو جائے۔ اس بھید کو کون جانے۔ اس بستر کو وہی جانے جو جانے، جب آپ سری نگر تشریف لے گئے تو ایک پروانہ جدائی کے غم میں پڑھ رہا تھا۔

۵ نہ مقدوری ترا دیدار دیدن ندارم طاقتِ بجزت گزیدن
 نمیدانم چه سازم چارہ این ورائی در فراق تو تپیدن



۲، اگست ۱۹۲۸

آج مورخہ ۲ اگست ۱۹۲۸ء کو پھر شرق پور شریف برائے دیدار اعلیٰ حضرت صاحب شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ ایک ماہ سے بیمار ہیں اور کشمیر کے واپس

آنے کے بعد حالت کچھ زیادہ ہی خراب ہو گئی ہے۔ مگر اب بفضلِ خدا طبیعت رو بہ صحت ہو رہی ہے۔ مگر ظاہر بینیوں کو حالت تسلی بخش نظر نہیں آرہی اور حکیم طبیب بھی سب عاجز آچکے ہیں۔ دراصل اولیاً اللہ کی حالتوں میں سے یہ بھی ایک حالت ہوتی ہے۔ کافی دیر پہلے کھانا پینا ختم ہو جاتا ہے۔ اُس وقت ان کی غواک صرف دیدار الہی ہوتی ہے۔ دو تین روز سے حضرت میاں صاحب نے اب انھیں بند فرمائی ہوئی ہیں، نہ جانے اندر ہی اندر کیسے جلوے دیکھ رہے ہیں۔ جناب دین محمد صاحب اور آپ کے پرانے کثیر تعداد میں آپ کے اردگرد حیران و پریشان بیٹھے ہوتے ہیں، بندہ ناچیز جب حاضر خدمت ہوا تو آپ نے حدیث شریف پڑھی اور مطلب بھی بڑی زور بیاہی سے فرمایا۔ پھر قرآن شریف کی آیات پڑھیں ایک ماہ وصال سے قبل آپ نے خالص اردو میں کلام کرنا شروع کر دیا تھا، بخار کی حرارت نہایت تیز تھی۔ بعض اوقات درجہ حرارت ۱۰۸ درجہ فارن میٹ سے بھی بڑھ جاتا تھا۔ اطبا کا متفقہ خیال اور تشخیص تھی کہ آپ کو کوئی جسمانی بیماری نہیں۔ آپ عشق الہی کے مریض ہیں جس کا فہم و ادراک ہم کو رہا نہیں کر سکتے۔ اس کیفیت کا ادراک آپ کی مثل کا کوئی اور ولی ہی کر سکتا ہے۔ آپ کی عمر شریف ۳۳ سال سے زائد ہو چکی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سے بڑھ رہی ہے، اور اس کا آپ کو بے حد احساس تھا اور فرماتے تھے کہ میری عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سے بڑھ گئی ہے۔ گویا وصال میں بھی آپ کی مطابقت کا شدت سے احساس تھا۔ آپ کا درجہ فنائے قلب حقیقی سے بڑھ چکا ہے جب کہ اس مقام پر پہنچنے والے اپنے آپ کو معدوم جانتے ہیں۔ ایسے بزرگ افعال و اقوال کو یقین دل سے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور دنیوی حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ عوام کی عقل یہاں عاجز آجاتی ہے۔



۵ اگست ۱۹۲۸ء

۵ اگست کو پھر زیارت کے لیے شرق پور شریف حاضر ہوا، دل بڑا بے چین تھا۔ صبح ہی گھر سے روانہ ہو گیا اور ۹ بجے کے قریب آپ کی مسجد شریف میں پہنچا وہاں سے اسی وقت بیٹھک میں حاضر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالا خانہ میں جانا نصیب ہوا۔ زیارت مبارک نصیب ہوئی۔ آپ کی صحت بے حد کمزور ہو چکی تھی۔ مادی خوراک بند ہو چکی ہے۔ زود ہضم خوراک دی جاتی ہے۔ مگر طبع نازک برداشت نہیں کرتی۔ دراصل یہ بھی بزرگوں کا ایک درجہ ہوتا ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ موت سے قبل تو خوراک سے طاقت پہنچتی ہے اور بھوکے رہنے سے کمزوری ہوتی ہے مگر وصال خدا کے شوق میں ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ خوراک کھانے سے کمزوری بڑھتی ہے اور نہ کھانے سے پوری طاقت ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ خدا حافظ! اللہ کریم ہدایت کی توفیق دے۔ اب جاؤ۔ اُس وقت صبح کے دس بجے تھے۔ اُس وقت باہر سے آنے والے ہم تین اشخاص تھے۔ ایک بندہ ناچیز۔ ایک صاحب فصور سے اور تیسرے شیخ پورہ سے تھے جن کا نام عبد اللہ تھا۔ حسب الارشاد ہم پڑھو گی کے عالم میں واپس لوٹ آئے اور بندہ ڈھائی بجے بعد دوپہر چک گیا واپس پہنچ گیا۔ یا اللہ! بندہ عاجز کے شفیق و غمخوار رہو دین و دنیا کا سایہ مجھ پر تاقیامت قائم و دائم فرما۔ امین



۱۹ اگست ۱۹۲۸ء کو بعد نماز فجر والدہ محمد سعید (مؤلف) شوق زیارت
 نے ہوئے شرق پور شریف حاضر ہوئی۔ زیارت نصیب ہوئی۔ واپس آکر بتایا کہ
 قدرے آفتاب سے تو یہ خوش خبری سن کر سوزِ دل کو مانند آبِ خشک ٹھنڈک اور
 رحمت ہوئی۔

۲۰ اگست ۱۹۲۸ء کو پھر طبیعت بڑی اداس ہوئی اور اُٹتا ہوا اپنے زہر
 کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ الحمد للہ شرف دیدار سے مشرف ہوا۔ بظاہر
 طبیعت روزِ بصحت نظر آتی ہے مگر مرضِ کاپتہ کسی کو نہیں چل رہا۔ ۱۹ اگست
 ۱۹۲۸ء بوقت شب حاضرین سے فرمایا تمہیں کعبہ و بیت المقدس نظر نہیں آتا
 ۴ صحن کی جی نہیں۔ فرمایا: تمہاری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ایک عالم نے آپ
 کی خیریت پوچھی۔ فرمایا: تب خیریت ہوگی۔ جب نامہ اعمال دابنے ہاتھ میں آجائے گا۔
 ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء بروز پیر ساڑھے گیارہ بجے رات حضرت قبلہ میں صاحب
 کی رُوحِ قدسِ عنقریبی سے پرواز کر کے عالمِ قدس میں پہنچ گئی اور یوں آفتابِ ولایت
 بیستھو برسِ دو ماہ کی عمر پا کر ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گیا۔

صورت از بے صورتی آمد بڑوں باز شد انا الیہ راجعون مؤلف

نمازِ جنازہ اگلے روز ۲۱ اگست بوقت چار بجے سہ پہر ہوئی۔ بہت طویل طویل اندر
 قطار میں تھیں۔ تقریباً نو دس ہزار کا اجتماع ہوگا۔ نمازِ جنازہ سے پہلے قبلہ حضرت
 سید نور الحسن صاحب بیلینا نوالے کھڑے ہوئے اور فرمایا: خاموشی سے میری بات سناؤ۔
 شربت ہو جاؤ، جو نہیں آپ نے لفظ "متوجہ" فرمایا، تو یک نخت سب کے دل یک سو
 ہو گئے۔ ایسا سکوت ظاری ہو گیا کہ سانس کی آواز تک سنائی نہ دیتی تھی۔ پھر آپ نے

فرمایا۔ میں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ نماز جنازہ کے بعد سب پہلی نہایت اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ آپ سب کو جی بھر کر دیدار کرائیں گے۔ جو پہلی یہاں تشریف لائے ہیں ان کو ضرور زیارت کرائی جائے گی۔ یہ آخری حق خدمت ہمارے ذمہ ہے۔ چنانچہ آپ کا حسن انتظام قابل تحسین تھا سب نے خوب جی بھر بھر کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار کیا۔ آپ پر ایک ایسا عالم نورانی طاری تھا جو محض دل والے ہی محسوس کر سکتے تھے۔ نماز جنازہ حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم صاحب نے پڑھائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق بوقت شام قبرستان ڈاہراں والا میں آخری آرام گاہ میں منتقل کر دیا گیا۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

۷ از وجود خود را باز جنت ساختی نیز جہاں رفتی و ما را اور الم اندختی
 آپ کی عمر شریف پینسٹھ سال سے زائد تھی۔ آپ ہمیشہ لاغر اور کمزور آپ اکثر بیمار رہے۔ یہ سب کچھ بوجہ کثرت ریاضت تھا۔ آپ بڑے خلیق تھے۔ آپ نہایت مہربان تھے۔ ہر ایک مرید یہی کہتا کہ جتنی محبت میرے ساتھ آپ کو تھی اور کسی کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ آپ نہایت سخی تھے۔ آپ والدین سے بڑھ کر غم خوار تھے۔ آپ ہر صفات حسنہ میں اکمل تھے۔

۸ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ والد گرامی نے لکھا ہے آپ کی عمر شریف بوقت وصال ۶۵ سال دو ماہ تھی۔ اگر ۲۸/۸/۲۰ (تاریخ وصال) میں سے ۶۵ سال دو ماہ تفریق کریں تو جون ۱۸۶۳ء تاریخ پیدائش بنتی ہے۔ مگر ماہ جون کا دن اور تاریخ پھر بھی تعین نہیں ہو سکا۔ گویا ۱۸۵۶ء کی جنگ آزادی کے تقریباً چھ برس بعد آپ کی پیدائش ہوئی۔

بعد وصال آپ کا مزار پر انوار فیض رساں عالم اور منبع روحانیت و طمانیت ہے
 مشیت ایزدی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جا نہیں۔ ہر ذی روح کو موت کا
 ذائقہ چکھنا پڑے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو ہم جیسی موت نہیں آتی۔ وہ تو محض
 جہان فانی سے جہان ابدی میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کو بھی ہم گناہگاروں
 جیسی موت آتی تو مخلوق خدا کبھی بھی ان کے مزارات پر حاضری نہ دیتی اور بادشاہان
 وقت کبھی بھی سلطنت کے استحکام اور اطمینان و سکون حاصل کرنے کے لیے
 حاضری نہ دیتے۔ مردہ تو وہ ہیں جن کی قبروں پر ویرانی طاری ہے۔ ان کی قبروں پر
 کبھی کوئی فاتحہ خوانی نہیں ہوتی اور آہستہ آہستہ ان کا نام و نشان تک مٹ جاتا
 ہے۔ اللہ تعالیٰ ولیوں کی موت کا راز عام انسان کے فہم و ادراک سے بالاتر ہے
 وہ چاہے کتنے ہی سکالر۔ فلاسفر یا سائنس دان کیوں نہ ہوں وہ اولیاء اللہ کی ابدی حیات
 کا راز اور بھید ہرگز نہیں پاسکے۔ جب خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ ”بل
 احياء ولكن لا تشعرون“ تو انسان کی کیا طاقت اور بساط ہے کہ اس مسئلہ
 پر خواہ مخواہ بحث کرتا پھرے۔ حضرت باہو نے کیا خوب فرمایا ہے ع

نام فقیر تنہا دا باہو قبر جنہا ندی جہوے ہو

مکتوبات شیریانی رحمۃ اللہ علیہ

قبلہ والد گرامی نے اپنی بیاض میں کچھ خطوط ایسے نقل کئے ہیں جو اعلیٰ حضرت نے وقتاً فوقتاً اپنے خلفاء اور مریدوں کے نام لکھے تھے۔ ہو سکتا ہے یہ پہلے قارئین کرام کی نظر سے نہ گزرے ہوں اس لئے یہ تحفہ بھی ناظرین کی نذر کر رہا ہوں۔

بناام جناب مولینا مولوی برکت علی صاحب مرحوم مرطہ بھنگواں

رب العالمین ہر مسلمان مرد و عورت پر اپنے فضل سے رحم فرمائیں اور انجام بخیر فرمائیں۔ امین۔ نوازش نامہ حضور صدور ہوا۔ از حد مشکور کہ اس عاجز کو آپ نے یاد فرمایا۔ الحمد للہ!

آپ کا نوازش نامہ دیکھ کر از حد شکر مولا کریم کیا۔ کیونکہ جب اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں پر بارانِ رحمت کرنا چاہتے ہیں تو طلب کا بیج اس کے ارضِ قلب میں دستِ قدرت سے گاڑ دیتے ہیں تاکہ طلب کا پودا بلا کی حرارت اور امید کی شبنم سے نشوونما پا کر محبت کے پھل سے بار آور ہو جس سے بڑھ کر کوئی عزیز القدر چیز اور مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسا وصل ہے جسے فصل نہیں ہے اور ایسا فصل ہے کہ کوئی اور وصل ممکن ہی نہیں۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک پودا جو نل نشوونما پاتا ہے۔ اس کی جڑ جو طلبِ غذا اور مینعِ نشوونما ہے قومی اور بڑھتی جاتی ہے۔ اس لیے وہ کبھی سیر نہیں ہوتی۔

مولا کریم رحم فرمائیں۔ نیز از حد تاکید ہے کہ بعد فراغت درود شریف

ماجز کے لیے دعا فرمائیں۔

۷ دروں جائے جان است بے خبر از تو جہاں پڑ شد جہاں است بکفر
دنیا یوم چند آخر با خداوند

۱۲ مارچ ۱۹۲۸ء

بنام جناب قاضی محمد امین صاحب گوجرانوالہ

خداوند کریم فضل سے آپ کا اور سب کا انجام بخیر کریں۔ آپ سچ فرماتے ہیں۔ اول تو لائق نہیں بجز دعا چارہ نہیں۔ قبول کرنا رب العالمین کے اختیار پر موقوف۔ کمزور ہوں۔ باریک پڑھا ہی نہیں جاتا۔ جواب کیا لکھوں۔ آپ نے مکیہ۔ فقط۔ اللہ تعالیٰ مہربان کا اسرار سب کو ہے۔

اللہ جل شانه بس۔ دنیا یوم چند

(۱۳ دسمبر ۱۹۲۶ء)

بنام جناب مولوی علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اللہ حافظ

اللہ کریم کی جو رحمت بال بال پر بے شمار ہو رہی ہے ضرور دیکھیں اور شکر کریں۔ دنیا یوم چند آخر کار با خداوند۔ قرآن شریف کی منزل غور سے عمل اور ترقی محبت خداوند کریم کے لیے پڑھیں۔ خداوند کریم سے خداوند کو ہی چاہیں۔ آنکھیں کھولیں کہ آدمی کس غفلت میں پڑا۔ بے قرار ہو کر رات ستر سمجھو مسلمان مرد و عورت کے لیے دعا بہر حال ترقی بہتر ہے۔

بہر حال عمر گزر رہی ہے اور حال کم اور شوق بھی زیادہ دن بدن ہونا چاہیے

کیونکہ مالک الملک کو ملنا ہے۔

کل فانی = پیارا صاحب لاثانی

بنام مولوی برکت علی صاحب مرٹھ بھنگواں ضلع شیخوپورہ

اللہ حافظ

اللہ کریم کی جو رحمت بال بال پر بے شمار ہو رہی ہے ضرور دیکھیں اور
شکر کریں۔ دنیا یوم چند آخر کار یا خداوندہ قرآن شریف کی منزل غور سے عمل اور
ترقی محبت خداوند کریم کے لیے پڑھیں

خداوند کریم فضل سے رحم فرما کر انجام بخیر فرمائیں۔ غریب کو کچھ خیال مدت
کا تھا۔ گولائق نہیں۔ مگر عزیز نے کچھ خیال نہیں کیا۔ بڑی بات تو عمل ہے جو آج
کل تہہ دل سے عنقا ہے۔ دین کی طرف خیال کم بلکہ وہ بھی نہیں۔ حسب دنیا راس کل۔
حسبی اللہ لا الہ الا هو علیہ توکلت وهو رب العرش العظیم
بعد نماز گیارہ بار اور سوتے وقت اکیس بار یہ دہرے سو دہرے علم ہے۔ مگر آپ
غور و فکر منزل قرآن شریف روزمرہ اگرچہ کم ہی ہو کیا کریں۔

(اللہ جل شانہ بس)

ذیل کے خطوط حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحب کیلیا نوالی سرکار اور حضرت
کرماں والی سرکار کے ہیں جو بغرض حصول فیض و برکت پیش کیے جا رہے ہیں۔
نقل خط کیلیا نوالی سرکار

بنام جناب مولوی برکت علی صاحب مڑھ کھنگواں ضلع شیخوپورہ
 رَبِّ الْعَالَمِينَ ہر مسلمان مرد و عورت پر فضل سے رحم فرما کر انجام بخیر فرمائیں۔
 نوازش نامہ حضور شرف صدور لایا۔ الحمد للہ۔ بے حد تعریف واحد کے لیے ہے۔
 جس کو واحد کہنے کے لیے زبان نہیں۔ جو بال بال پر بے شمار غایت عنایت سے
 بے طلب فضل فرما رہے ہیں۔ از حد عاجز ہوں۔ کسی لائق نہیں۔
 دنیا یوم چند آخر کار با خداوند۔ اللہ جل شانہ،
 ۱۶ ستمبر ۱۹۲۸ء

معمولاتِ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

جموعۃ المبارک کے لیے تیاری

اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعۃ المبارک کی تیاری جمعرات ہی کے دن سے شروع فرمادیتے تھے۔ جمعہ کے دن زائرین کا بے پناہ ہجوم ہوتا تھا۔ اُس دن بوجہ مصروفیات خاص خاص آدمی ہی مل سکتے تھے۔ صبح ۹ بجے سے لنگر شروع ہو جاتا تھا اور یہ سلسلہ دن کے بارہ بجے تک قائم رہتا۔ آپ غسل فرماتے سنتیں گھر پر ادا فرماتے۔ عین وقت مقررہ پر مسجد میں تشریف لاتے۔ اُس وقت تک سب حاضرین بھی سنتیں ادا کر چکے ہوتے۔ سب حاضرین مسجد میں دو زانو دم بخود پوری توجہ اور انہماک سے بیٹھے ہوتے۔ آپ محراب کی طرف سیدھے تشریف نہیں لاتے تھے۔ بلکہ دائیں ہاتھ سے ہو کر مصلتے پر تشریف لے جاتے۔ اگلی صفوں میں سب نمازی متشروع ہوتے۔ آپ اول آدابِ خطبہ بیان فرماتے۔ پھر خطبہ مبارک اور پھر وعظ شریف فرماتے۔ سبحان اللہ! وہ کیا بابرکت وقت ہوتا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سب حاضرین بھر توحید میں غوطہ زن ہیں۔ آپ پوسے جوش اور رعب سے وعظ فرماتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک لشکرِ جرار کے سپہ سالار احکامات جاری فرما رہے ہیں۔ وعظ مبارک نہایت مختصر کلمات مگر معنوں کے لحاظ سے نہایت

جامع اور مؤثر ہوتا۔ جب نام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لیتے تو حاضرین پر ایک خاص حالت طاری ہو جاتی تھی۔ دنیاوی معاملات کی صفائی پر بڑا زور دیتے، ذکر و اذکار اور معرفت کی باتیں ارشاد فرماتے۔ بعد قعدہ دوسرا خطبہ دیتے۔ بعض اوقات دوسرے خطبہ میں بھی مختصر مسائل ضروریہ ارشاد فرماتے، دو رکعت جمعہ پڑھاتے، چار رکعت سنت بعد الجمعہ ادا فرمانے کے بعد ظہر تمام روزمرہ کے طور پر ادا فرماتے پھر مراقبہ فرما کر دُعا مانگتے۔ پھر وعظ بیان فرماتے۔ اس طرح تقریباً چار گھنٹے مجموعی طور پر اسرارِ حقائق ربانی حاضرین کے لیے بیان فرماتے۔

نماز مغرب اور نمازِ عشا کے درمیانی وقفہ کا معمول

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عین نمازِ مغرب کے وقت اپنی مسجد میں تشریف لاتے۔ مغرب کی نماز عموماً کسی اور صاحب کو پڑھانے کے لیے فرماتے۔ ادا ایسا کونوٹن کے بعد باقی نماز مسجد کے اوپر چھت پر جا کر پڑھتے۔ نوافل اوایمن بھی وہیں ادا فرماتے۔ پھر عشا تک مراقبہ فرماتے۔ اُس وقت توجہ بہت زیادہ فرماتے۔ سبحان اللہ! وہ وقت بھی عجیب تھا۔ شنید میں اور دید میں بڑا فرق ہے جو بیان سے باہر ہے اپنے وظائف بھی بہت پڑھتے۔ اوائل میں تو اور اِدْفْتِحِیَ اُسی وقت تمام پڑھتے پھر اس کا وقت مقرر کر لیا تھا اور بھی بہت کچھ پڑھتے۔ سورہ فاتحہ بھی پڑھتے۔

قصیدہ غوثیہ پڑھتے۔ یہ بھی پڑھتے شیباً اللہ یا شیخ حضرت سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی المدد۔

بعد ازاں یہ شعر پڑھتے۔

اے نورِ پاکِ کبیر یا وے وصف ذاتِ مصطفیٰ

صَلِّ عَلَیْ۔ صَلِّ عَلَیْ یا خواجہ شاہ نقشبند

صدیق و فاروق - عثمان و علی شہید
 از چار یارت مر جبا یا خواجہ شاہ نقشبند
 اے نقشبند عالم نقشم مرا بہ بند
 نقشم چناں بند کہ گوئند نقشبند
 شیئاً بتد چون گدائے مستند
 مد خواہم از تو یا خواجہ شاہ نقشبند

اور یہ شعر بھی پڑھتے :-

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کا ملاں را رہنا
 ایک دفعہ ”مظہر نور خدا“ پڑھتے، ایک دفعہ ”مظہر ذات خدا“ پڑھتے۔ پھر دعا
 مانگتے۔ بعد دعا کلمہ شریف اس طرح پڑھتے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ
 اللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحْمَدُ رَسُولُ اللَّهِ۔ لا اله الا الله محمد الرسول
 الله۔ پھر رات کا کھانا آجاتا۔ دسترخوان بچھ جاتا۔ ہاتھ دھلاتے جاتے اور سنت
 طریقے سے کھانا کھلایا جاتا۔

اُس وقت تین چار بلیاں بھی آجاتیں۔ ان کے لیے پیالوں میں دودھ
 ڈال کر رکھ دیتے۔ کھانے کے بعد مسنون دعا فرماتے۔ دسترخوان اٹھانے سے
 پہلے کسی کو اٹھنے کی اجازت نہ تھی۔ پھر سب کو فرماتے نماز پڑھو۔ اُس وقت
 آپ سے کسی کو بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ آپ سنتیں اور یہی ادا فرماتے۔
 نیچے درود شریف پڑھنے کے لیے چادر بچھ جاتی اور شامے (کھجور کی گٹھلیاں)
 ڈال دیئے جاتے۔ ایک گوشہ آپ کی تشریف آوری کے لیے خالی چھوڑ دیا جاتا۔
 آپ تشریف لا کر درود شریف پڑھتے۔ دوزانو نہ بیٹھنے والوں یا ننگے سروالوں کو
 سخت تنبیہ ہوتی۔ بعد ختم درود شریف یہ دعا مانگتے :-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا وَإِبْرَاهِيمَ
 نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ
 وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا
 وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَ
 ذُرِّيَّاتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا
 إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

کبھی اس درود شریف کی بجائے یہ درود شریف پڑھتے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا وَ
 نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ سَابِقُ نُورٍ وَآخِرُ ظُهُورٍ وَرَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ
 وَجُودٌ وَعَلَى آلِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

پھر یہ دعا پڑھتے :-

اللَّهُمَّ يَا رَبَّ بَعْدِ نَبِيِّكَ الْمُصْطَفَى وَرَسُولِكَ الْمُرْتَضَى
 طَهَّرْ قُلُوبَنَا (تین بار) مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يُبَاعِدُنَا عَنْ مَشَاهِدَتِكَ
 (تین بار) وَمُحَبَّتِكَ وَآمِنْنَا عَلَى السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشُّوقِ إِلَى
 لِقَائِكَ يَا ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

بعدہ یہ اشعار پڑھتے :-

خدا یا بدہ شوق ذاتِ رسولؐ	بدرِ محمدؐ مرا کن قبول
شب و روز در عشقِ حضرتِ بدرؑ	ہمہ عمر در وصلِ احمدؑ گزار
حیاتی ممانی ہمہ وقتِ ما	عطا کن وصالِ مرا مصطفیٰؐ
نداریم غیر از تو فریاد رس	توئی عاصیاں را خطا بخشن و بس
نگہدار مارا ز راہِ خطا (یا اللہ)	خطا در گزار و عوام ہم نما

کبھی یہاں مندرجہ ذیل اشعار زیادہ فرمائیے

اے خدا صدقہ کبریائی کا صدقہ اس نورِ مصطفائی کا
سیدھے رستے چلائیو ہم کو پیچ و خم سے بچائیو ہم کو
جب دم واپس ہو یا اللہ لب پہ ہو لا اِلهَ اِلَّا اللهُ

ظاہر و باطن ہو برائے خدا چاہیں خدا سے نہ سوائے خدا
دبیدہ بنیا ہو ہر اک موتے تن محورِ ستمی رہے روح و بدن
اے مرے مولیٰ میرے والی ولی مجھے کمر عطا بہ طفیلِ نبی
اور جو ہیں مسلمان بھائی میرے فضل سے اُنہیں اپنے یہ مرتبے
ماہم پر گناہ تو دریائے رحمتی جائے کہ فضلِ تست چہ باشد گناہِ ما

یارب از سوائے خود و ایشوار زندہ را مردہ بعشقِ خویش وار
اں چناں با خود بگرداں آشنا تا نگردم یک زماں از تو جدا

الہی عاصم استغفر اللہ توفی فریاد رس الحمد للہ
نداریم یسح گونہ تو شہ راہ بجز لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

خیال غیر از من دور گرداں بدر و عشقِ خود رنجور گرداں
بعشقِ خود کرم کن سینہ ما بروں کن کبر و حسد و کینہ ما

لے ان الفاظ کو بڑے سوز و گداز سے تین مرتبہ پڑھئے

باہجھ ترے معبود نہ کوئی تو ہیں کہ خدایا اللہ اکبر شان تیرا ہر شے تھیں اعلیٰ پایا
 باہجھ ترے توفیق نہ بہت کران جو نیکی کالی باہجھ ترے توفیق نہ طاقت کران جو ترک لانی

یہ دُعا بھی آپ پڑھتے :-

رَبَّنَا لَا تُرِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا
 مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ راس دُعا کو اکثر تین بار پڑھتے

یہ دُعا بھی پڑھتے :-

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنا وَلَا سَاتِنَا وَلِمَنْ بَيْنَنَا وَ
 بَيْنَكَ يَا وَاحِبًا بِنَا وَلِقَائِنَا وَمَنْ لَدُنْكَ حَقٌّ عَيْتٌ وَالْجَمِيعِ
 أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
 وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَقِنَا عَذَابَ الْقَبْرِ وَقِنَا
 عَذَابَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاحْشُرْنَا مَعَ الْمُتَّقِينَ وَالْأَبْرَارِ

یہ درود پاک بھی دُعا میں شامل فرماتے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَ
 نَبِيِّكَ وَحَبِيبِكَ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ
 الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
 وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ يَا
 رَحْمَنَ الرَّحِيمِينَ

بعد از دُعا نماز کی جماعت آپ ہی کراتے۔ جب مگر تکبیر کہنے لگتا تو
 آپ ہاتھ باندھ کر مقتدیوں کی طرف رخ مبارک فرما کر متوجہ ہو جاتے۔ جب
 اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ بڑھا جاتا تو آپ قبلہ رو ہو جاتے جب
 اللہ اکبر کہتے تو اک عجیب سماں بندھ جاتا۔

اور جب سورہ فاتحہ تلاوت فرماتے تو کیفیت و سرور کا ایک عالم طاری ہو جاتا۔ ہر ایک مقتدی پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ہر ایک کی یہی تمنا ہوتی کہ وہ حالت رات بھر ویسے ہی طاری رہے اور نماز کا وہ سلسلہ نہ ٹوٹے۔ نماز سے فارغ ہو کر کچھ دیر مراقبہ فرمانے کے بعد دعا مانگتے۔ کچھ ضروری ہدایات مریدین کو فرماتے۔ پھر کتوں کے لیے روٹی کے ٹکڑے لے کر رومال میں لپیٹ لیتے۔ ایک چھڑی پکڑ کر گھر کی طرف روانہ ہوتے۔ مسجد کے دروازہ سے جب باہر آتے تو منتظر کتوں کو روٹی ڈالتے ہوئے بیٹھک میں تشریف لے جاتے۔ اُس وقت رات کے تقریباً گیارہ بج جاتے۔ جو لوگ بیٹھک میں منتظر ہوتے ان کو اُدھاپون گھنٹہ توجہ دیتے پھر اندرون خانہ تشریف لے جاتے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو دودھ نوش جان کروائیں اور مستورات جو گھر میں اللہ اللہ سیکھنے آئیں ان کے حالات سے آپ کو آگاہ فرمائیں۔ پھر آپ مسنات کو توجہ دیتے۔ یہ سلسلہ بھی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہتا۔ بعد ازاں دو بتیاں روشن فرما کر مطالعہ میں مصروف ہو جاتے۔ بعض اوقات صبح کا وظیفہ اُسی وقت شروع فرما دیتے۔ تہجد ادا فرماتے اور یوں اگلی صبح طلوع ہو جاتی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب کے وصال کے بعد پہلا جمعہ مڑھ مھنگواں میں پڑھا گیا
جناب قبلہ مولوی برکت علی صاحب آپ کے مقررین میں سے تھے خطبہ شریف
شروع کرنے سے پہلے زار و قطار رونا شروع کر دیا انہوں نے ہچکیوں اور سسکیوں
کے درمیان عرض کی کہ آج مجھے طاقت نہیں کہ کچھ بیان کر سکوں کیوں کہ جس ہستی
نے مجھے اس مسجد کی خدمت کے لیے مامور فرمایا تھا وہ آج ہم سے جدا ہو چکی
ہے۔ وہ ماہتاب اب چھپ گیا ہے۔ آج ہم بے یار و مددگار ہیں۔ ہمارے
بمذد و غم خوار اور مونس ہم سے جدا ہو چکے ہیں۔ مگر آپ کا فیض بدستور جاری ہے
اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت یہ چشمہ فیض جاری و ساری رہے گا۔ بعد نماز جمعہ
جب جناب مولانا صاحب اپنے حجرہ میں بیٹھے تو اعلیٰ حضرت کے متعلق کچھ واقعات
بیان فرماتے۔ چند ایک ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں:-

- ۱۔ آپ اعلیٰ درجہ کے سوار تھے۔ اس ضمن میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔
- ۲۔ اکثر گھوڑی پر سوار ہو کر اپنے کنوئیں پر جاتے۔ راہ میں اگر کوئی کمزور یا ^{ضعیف}
آدمی مل جاتا تو اسے سوار کرا لیتے اور خود گام تمام لیتے۔
- ۳۔ بچپن ہی میں آپ بکثرت درود شریف پڑھا کرتے۔
- ۴۔ مکان شریف میں ایک شخص نے پچاسی روپے کی رقم حاضر خدمت کی رقم
دیکھتے ہی آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ پھر تھوڑے وقفہ کے بعد آپ
نے پانچ روپے قبول فرمائے اور باقی واپس لوٹا دیئے۔ اس شخص نے
عرض کی کہ یہ ساری رقم آپ ہی کے لیے ہدیہ ہے قبول فرمائیں۔ آپ نے
فرمایا: ”قریب کی مسجد میں سفین ڈال دو۔ پھر بھی اگر بیچ جائے تو نابیناؤں ^{ضعیفوں}
اور بیواؤں میں تقسیم کر دو مگر خفیہ طور پر کسی کو خبر نہ ہو۔“

- ۵ مکان شریف میں ایک شخص نے تہیہ کیا کہ وہ کچھ مسائل آپ سے ضرور پوچھے گا۔ جب حاضر ہوا تو بولنے کی جرأت نہ پاتا تھا۔ کسی بار ایسا ہی ہوا۔ جب ساتھیوں نے حال پوچھا تو بے اختیار اُس کے منہ سے نکلا: "واقعی یہ عالی سرکار ہے۔"
- ۶۔ ایک شخص بڑی مدت سے کسی پیرِ کامل کی تلاش میں تھا اور چاہتا تھا کہ پیرِ لاثانی ہو۔ اس کے گاؤں میں ایک عربی تشریف لاتے تو اُن کے سامنے اپنا مدعا بیان کیا۔ انہوں نے ایک عمل کرنے کو کہا اور بتایا کہ پیرِ کامل خواب میں نظر آجائے گا۔ عمل کرنے پر خواب میں اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک نام اور جگہ منکشف ہوئی۔ جب وہ شرق پور شریف حاضر ہوا تو آپ کو دیکھ کر فوراً پہچان لیا کہ خواب میں نظر آنے والی ہستی وہی تھی۔
- ۷۔ ایک شخص آپ کا امتحان لینے کی نیت سے حاضر ہوا۔ آپ نے توجہ فرمائی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔
- الغرض یہ پاک مجلس کافی دیر تک قائم رہی اور جناب مولینا بکت علی روتے بھی جانتے تھے اور آپ کی یادوں کو تازہ بھی کرتے جاتے تھے۔

حالاتِ سفر مکانِ شریف

پہلا سفر

۳ مارچ ۱۹۳۰ء بمطابق ۱۲ شوال ۱۳۴۹ھ کو مکانِ شریف جانے کی تیاری ہوئی۔ یہ آرزو تھی کہ مکانِ شریف حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کروں اور یہ بھی خیال آیا کہ قبلہ اعلیٰ حضرتؒ اکثر مکانِ شریف تشریف لے جایا کرتے تھے جسبہ کو کراہت مندہ مڑھ مہنگواں پہنچا وہاں جناب مولوی نواب الدین صاحب۔ جناب مولینا مولوی برکت علی صاحب اور جناب شاہ جی تیار تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ مگر ارادہ سب کا پکا تھا۔ دوپہر کے قریب چاروں اللہ کا نام لے کر روانہ ہو گئے۔ ظہر کی نماز پڑھی اور نماز پڑھی۔ آٹھ میل کا پیدل سفر آنکھ بھسکتے طے ہو گیا۔ جناب مولینا برکت علی صاحب کو قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب کے ہمراہ سفر کرنے کی سعادت نصیب ہو چکی تھی۔ وہ طریقہ سفر سے واقف تھے اس لیے ان کو امیر مقرر کر دیا گیا۔ اٹاری سے روانہ ہو کر

۱۔ غالباً کرم الہی شاہ تھے۔ چنیوٹ کے قریب ان کا گاؤں ہے۔ اب وفات پائی ہے۔
 ۲۔ جناب مولوی برکت علی صاحب مڑھ والے تمام عمر بقاعدہ بلاناغہ اعلیٰ حضرتؒ کی معیت میں مکانِ شریف حاضر ہوتے رہے۔

بادشاہی مسجد میں نمازِ عصر ادا کی۔ مغرب کی نماز اسٹیشن کے قریب ایک مسجد میں ادا کی۔ رات دس بجے ریل پر سوار ہو کر امرتسر جا پہنچے۔ عشا کی نماز اسٹیشن کے قریب والی مسجد میں پڑھی۔ علی الصبح ریل پر سوار ہوئے اور نمازِ فجر گاڑی ہی میں پڑھی گئی۔ اسٹیشن بڑھتے ہی معروف مکان شریف جا آئے۔ بارش پھر شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر مسافر خانہ میں انتظار کیا۔ مگر تاب انتظار کہاں تھی۔ بارش ہی میں سوتے مکان شریف روانہ ہو گئے۔ روضہ مبارک دور ہی سے نظر آ گیا۔ جن کی طبع سعید ہوتی ہے ان کے دلوں میں روضہ مبارک دیکھتے ہی فیض جاری ہو جاتا ہے۔ ظہر کی نماز سے پہلے منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بنائے ہوئے مکان میں ٹھہرے۔ اجازت لے کر روضہ مبارک میں داخل ہوئے بس کیفٹ سرور حاصل ہوا اور جو حالات وارد ہوئے سو ہوئے بیان کرنے کا یارا نہیں۔ پھر حضرت شاہ حسین قدس سرہ العزیز (خداوند کریم ان پر زیادہ سے زیادہ رحمت فرمائیں) بھوکالی والی سرکار کے روضہ مبارک میں حاضری نصیب ہوئی۔ وہاں جو کچھ دیکھا تحریر سے باہر ہے۔ الحمد للہ! اللہ کریم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے ایسے ذمی شان بزرگ پیدا فرمائے جن کے ذریعے سے مخلوق خدا رہتی دنیا تک فیوض و ہدکات حاصل کرتی رہے گی۔

دوسرا سفر

۱۲ شوال ۱۳۵۱ھ بروز بدھوار جناب مولانا مولوی برکت علی صاحب اور جناب مولوی نواب الدین صاحب مڑھ بھنگواں والوں کے ہمراہ روانہ سفر برائے مکان شریف ہوئے۔ رات کو لاہور پہنچ گئے۔ مسجد وزیر خاں کے قریب ایک مسجد میں رات گزاری۔ اگلی صبح بعد نماز فجر بذریعہ لاری امرتسر پہنچے۔ اسٹیشن

کے قریب کھانا کھا رہے تھے تو پتہ چلا کہ حضرت قبہ جناب ثانی صاحب تشریف لائے ہیں۔ شریف زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۳ شوال کو بارہ بجے والی گاڑی پر سوار ہو کر مکان شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ ظہر کی نماز مکان شریف میں جا کر ادا کی۔ صاحبزادگان اور بزرگان کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ پھر اجازت لے کر روضہ مبارک حضرت سید امام علی شاہ صاحب میں جانا نصیب ہوا۔ الحمد للہ! بعد اس کے حضرت سید شاہ حسین رمتہ اللہ علیہ (المعروف بھوئے والے) کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔ اس قدر زور سے فیض آپ کے روضہ مبارک سے آ رہا تھا کہ بندہ سے تو چپنا ہی مشکل ہو گیا تھا۔

بِاللہ! یہ فیوض و برکات تا ابد ایسے ہی قائم و دائم رہیں اور طالبانِ صاوق کی روح و قلب کو مستفیض فرماتے رہیں۔ عجب نظارہ تھا۔ دیدہ دل رکھنے والے خوب لطف اندوز ہوئے تھے۔ رات دو بجے تک وعظ و نصیحت کی محفل جاری رہی۔ اس کے بعد ختم شریف پڑھا گیا۔ کھانا کھلایا گیا۔ صبح نو بجے پھر محفل وعظ منعقد ہوئی۔ ڈیڑھ بجے کے قریب ختم شریف آخری ہوا۔

نماز جمعہ بھی وہیں پڑھی گئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جمعہ پڑھایا۔ نماز جمعہ کے بعد ایک اور عالم تشریف لائے تقریباً سوا گھنٹہ تک انہوں نے نہایت موثر انداز سے وعظ فرمایا۔ ۱۴ شوال کو واپسی ہوئی۔ رات چھٹہ کے اسٹیشن پر نماز عصر باجماعت پڑھی گئی۔ حاضرین میں اکثریت شرق پور شریف والوں کی تھی اور دوسرے نمبر پر لاہور سے کچھ لوگ تھے۔ مغرب کی نماز بھی باجماعت امرتسر اسٹیشن آنے سے پہلے پڑھی گئی وہاں گاڑیوں کا کرا اس تھا۔ نماز عشاء باجماعت لاہور پڑھی گئی۔ ۱۵ شوال کی صبح مسجد وزیر خاں پہنچے۔ جناب مولانا مولوی دیدار علی صاحب کا درس سورۃ نساء پر ایک گھنٹہ تک سنا۔ وہاں سے روانہ ہو کر نماز عصر اپنے گاؤں آپڑھی۔ الحمد للہ رب العالمین

باقیات

حضرت قبلہ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے فکر کے چند نمونہ جات
پیش خدمت ہیں:-

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	اللہ جل شانہ
چار	چار
کل حروف	دو (ل، ل)
ایک ہی جنس کے حروف	کوئی نہیں
نقطہ	دو (ل، ل)
دو حرف چھوڑ کر تشدید	
دو ام، م، م، م	
کوئی نہیں	
(م-ح)	

نمبر ۲

نماز کے متعلق ایک شعر
سر نوشتِ واژگون راست می سازد نماز
نقشِ معکوسِ نگین از سجده می گردودرت
مشکل الفاظ کے معانی: سر نوشت، قسمت، تقدیر، حکم ازلی، خط، پشیمانی، واژگون،
الٹا، منخوس، نقش، صورت، تصویر، لکھا ہوا، معکوس، الٹا، ٹیڑھا، نگین،
نمک، نگینہ، خواہر،
مطلب،

انسان جب نہایت عجز و انکساری سے بارگاہِ ربّ العزت میں بجزیرہ

ہوتا ہے تو یہ حالت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آتی ہے کہ اس کی تمام الٹی تقدیریں جو پیشانی پر لکھی جا چکی ہوتی ہیں وہ اس طرح سیدھی ہو جاتی ہیں جس طرح مہر کے حروف دیکھنے میں تو اُلٹے نظر آتے ہیں مگر کاغذ پر لگتے ہی سیدھے ہو جاتے ہیں۔

نمبر ۳

تاثراتِ غم در فراق حضرت شیربانیؒ

(ماخوذ از بیانی)

کیا شوق بیاں کروں آپ کی زیارت کا
کیا ذوق بیاں کروں آپ کے دیدار کا
کجا رفت اے دل زمان محترم
کہے دید دیدہ آن رو قطب اُمم
کجا رفت مقصود و مطلوب من
کجا رفت قبلہ و کعبہ من
کجا رفت ہادی اسلوب من

نمبر ۴

ابیات

میں جاناں دل میرا جانے راز مومنہوں کی کھولوں	کلیجہ سگڑے تے دن بیاں چشموں، سخنوں و بلا
جن ن دی اوہ نوری صورت اکیوں اولے ہونے	رُج نہ کھاوا ہونٹ نہ ہتے آج موٹی کل مو
ہن کس کارن حیاتی نائے میری اکیں دی روشنائی	جس صورت نول دیکھدیاں سن جد اوہ نظر نہ آ
روضے اتے جیہڑا جاوے فیض گھٹا بندھ آوے	اسیں موئے او زندہ، سوہنی صورت دس نہ آ

اولیاء اللہ سے ملنے کے فوائد

حدیث کی روشنی میں (مؤلف)

۱۔ ایک شخص نے اپنے گاؤں سے دوسرے گاؤں میں کسی نیک بندے کی ملاقات کرنے کے لیے سفر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا۔ اُس نے پوچھا تو کہاں جاتا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ فلاں گاؤں میں ایک نیک بندہ رہتا ہے اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے جس کے بدلے میں جا رہا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ میں فقط اللہ کے لیے جا رہا ہوں، فرشتے نے کہا میں اللہ کا قاصد ہوں۔ تجھ کو بشارت دینے آیا ہوں جس طرح تو اُس بندے سے محض اللہ کے لیے محبت رکھتا ہے۔ اللہ بھی تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ (مسلم شریف)

۲۔ جب کوئی شخص کسی مسلمان کی عبادت کو جانتا ہے یا کسی نیک بندے کی ملاقات کے لیے چلتا ہے تو ایک پکارنے والا آواز لگاتا ہے تو بھی اچھا ہے اور تیرا چلنا بھی مبارک ہے۔ تو نے اپنا کھر جنت میں بنا لیا۔

(ترمذی شریف)

۳۔ جو لوگ میرے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ آپس میں اٹھتے بیٹھتے ہیں باہمی ملاقات کرتے ہیں۔ میرے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے میری محبت واجب ہوگی۔ (حدیث شریف)

۴۔ جو لوگ آپس میں اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں ان کے لیے
 قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے جائیں گے۔ ان لوگوں کے بلند
 مرتبے کو دیکھ کر صدیق اور شہداء در شاک کریں گے۔

پاکیزہ کتب کے مطالعہ کی اہمیت

○ قبلہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرق پوریؒ خود مطالعہ کے بے حد
 ○ شیدائی تھے اور اہل علم مریدین کو بھی مطالعہ کی تاکید فرمایا کرتے۔
 ○ وہ گھرویرانے سے بدتر ہے جس میں اچھی کتابیں نہ ہوں۔
 ○ مطالعہ غم اور اداسی کا بہترین علاج ہے (شیخ سعدیؒ)
 ○ جس شخص کو اچھی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں وہ انسانیت کے درجے
 ○ سے گرا ہوا ہے۔

○ دل زندہ اور بیدار رکھنے کے لیے اچھی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔
 ○ (امام غزالی)

○ انیس کنج تنہائی کتاب است
 ○ فروغ صبح و انانی کتاب است
 ○ مطالعہ ایک مسرت بے مضرت ہے۔

○ گندے مضامین کی کتابیں لکھنے سے باز آؤ۔ قوم کے بچوں پر رحم کرو۔
 ○ انہیں گڑ میں زہر ملا کر مت دو۔ کیونکہ بچے ہر ایک رنگ کو قبول کر
 ○ لیتے ہیں۔ لوح سادہ برائے ہر نقش آمادہ۔

○ بُری تصنیف کے برابر کوئی گناہ نہیں۔ بُرا معلم صرف ایک مدرسہ کو بگاڑ
 ○ سکتا ہے۔ مگر بُری کتاب ایک عالم کو تباہ کر دیتی ہے۔

○ بُرا مضمون عمدہ عبارت میں ایسا ہے جیسا دزخ ت بے شر، گنجان اور

خوشنما پتوں میں۔ برخلاف اس کے مفید مضمون خواہ معمولی الفاظ و سادہ عبارت میں ادا کیا جائے۔ وہ اخلاقی اصلاح کے لیے ایک مستند دستور العمل کا کام دیتا ہے۔

○ جو شخص فحش کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اس سے تو وہ اچھا ہے جس کو مطالعہ کا شوق ہی نہیں۔

○ جو شخص تفریح طبع کے لیے کتابیں پڑھتا ہے وہ تعلیم یافتہ دماغی عیاش ہے جو اپنی دولت علمی اور گراماں بہا وقت کے موتی دل خوش کن مزے میں کٹا رہا ہے۔

○ طرح طرح کی عام کتابیں پڑھ لینے سے معلومات تو بے شک بڑھ جاتی ہیں مگر مذاق بگڑ جاتا ہے۔ خیالات پر اگندہ ہو جاتے ہیں، حق بات پر دل نہیں جمتا۔ عمل کی طاقت گھٹ جاتی ہے۔ ایسی ہی بے سرو پا واقفیت کی نسبت کہا گیا ہے۔ علم حجاب اکبر ہے۔

○ کوئی کتاب جب پڑھو تو آخر میں چند نکتے اخذ کر لو ورنہ سرسری طور سے پڑھ جانا ایسا ہے جیسا کہ غذا کو بغیر چبانے ہوئے نگل جانا۔ لہذا پڑھو تو سمجھ سے پڑھو۔

○ کئی لوگ مرتے دم تک ان خراب خیالات کے لیے نوہ گورہتے ہیں جو فحش کتابوں سے ان کے دلوں پر جم گئے۔

○ بعض کتابیں صرف چکھ لینے کے قابل ہوتی ہیں۔ بعض نگل جانے کے لائق اور بہت تھوڑی ایسی ہوتی ہیں جن کو چبانے اور مضامین کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ خون صالح پیدا ہو سکے۔ یعنی ان سے اچھے نتائج حاصل ہوں

○ دس اچھی کتابیں پڑھ کر تب کہیں آپ ایک سیرھی اوپر چڑھیں گے۔

اس کے برعکس صرف ایک گندی کتاب پڑھ کر آپ دس سیڑھیاں نیچے گرجائیں گے۔

یاد رکھو جو کتاب کئی بار پڑھنے کے لائق نہیں، وہ ایک دفعہ بھی پڑھنے کے لائق نہیں۔

چند اوراق کا مجموعہ جسے کتاب کہا جاتا ہے، کیا چیز ہے؟ شبانہ روز کی محنتِ شاقہ، دیدہ ریزی اور جگر کا وہی سے یہ چند اوراق لکھے گئے ہیں۔ ان کے مصنفین نے کس قدر خونِ جگر پیا ہوگا، کتنی میٹھی نیندیں حرام کی ہوں گی، دماغ اور آنکھوں کا کس قدر تیل نکالا ہوگا، محسن اس واسطے کہ تم پڑھو اور مستفیض ہو۔ ان کی اس قدر محنتوں اور مشقتوں کو رائیگاں کرنا اور علم کے اُس خزانے کو جو ان کتابوں میں بند ہے۔ لاپرواہی کے ساتھ نظر کر دینا اگر ان نیک رُوحوں اور عالی دماغ شخصیتوں پر جنہوں نے ان کتابوں کو لکھنے کی تکلیف تمہارے واسطے گوارا کی، ظلم نہیں تو اور کیا ہے، بلکہ حقیقتاً اپنی جان پر بھی ظلم کرنا ہے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ پتھروں اور دھاتوں کو تو ہم بڑی احتیاط سے صندوقوں اور الماریوں میں بند رکھیں اور ان سچے موتیوں اور جواہروں کو بے تکلف جہاں چاہیں پھینک دیں، جہاں وہ کچھ عرصہ میں دیمک کی خوراک بن جائیں۔ جن کے اوراق بعد میں ردی کی طرح ذلیل کاموں میں صرف کیے جائیں۔ کیا ہمارے دل سے اُن بڑے بڑے بزرگوں، فاضلوں اور محققوں کی عزت کا خیال بالکل جاتا رہا ہے کہ ہم اُن کے دماغی اور روحانی ورثے کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ کتنے نامور اور متبحر عالم گذر چکے ہیں، جن کی تصانیف تک ہم کو خوش قسمتی سے دسترس حاصل ہے مگر اپنی بدنامی

بے پروائی کی وجہ سے ہم کبھی ان کتابوں کو کھولنے اور اس لازوال دولت سے مستفید ہونے کی کوشش نہیں کرتے اور ان کے تمام عمر کے ذخیرہ علم کو ادنیٰ سی قیمت پر خرید نہیں سکتے جو وہ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں۔

○ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ ایک معمولی امیر آدمی یا حاکم سے ہر محنت منا بھی نہیں چاہتے ایک منٹ کے لیے ملاقات کرنا تو ہم اپنا فخر سمجھیں اور ان ذہانت و علم کے شہنشاہوں سے جو بڑے شوق سے خود اپنے پاس بلا تے ہیں اور گھنٹوں تک ہم سے منیہ گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں ہم ان کی بات بھی نہ پوچھیں۔ معمولی درباروں میں جہاں اکثر باہل اور مغرور آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے گرسی نشین ہونا بڑی عزت خیال کرتے ہیں۔ لیکن کتب خانہ جو ایک ایسا دربار ہے جہاں تمام دنیا کے علماء و فضلاء نیک سے نیک بندگان خدا بڑے بڑے بادشاہ، بڑے بڑے شاعر، نامور ہیرو اور شاہیر زمانہ سب کے سب جمع ہیں۔ کسی میں غرور اور خود غرضی نام کو نہیں۔ ان کا دربار عام ہے، ٹکٹ کی ضرورت نہیں، جس وقت چاہو جاؤ، جس وقت چاہو باتیں کرو، جب گھبراؤ اٹھ کر چلے آؤ۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں۔ کیا افسوس کی بات نہیں ہے کہ ہم ایسے درباروں کے لیے کچھ وقت نہ نکال سکیں؟ یہ ایسے دوست ہیں جو کبھی تم کو رنجیدہ نہیں کرتے، کبھی تم سے کچھ طلب نہیں کرتے، کبھی تم سے ملنے میں انکا نہیں کرتے، کوئی عذر پیش نہیں کرتے۔ ان دوستوں کی رائے ہمیشہ صائب، نیک اور سراسر بے غرضی پر مبنی ہوتی ہے، ان دوستوں کی قدر کرو، اور ان سے فائدہ اٹھاؤ، ان کے آفتاب علم سے روشنی کا اکتساب کرو۔

- کتب خانہ وہ گلستانِ شاداب ہے، جہاں دنیا کے کالمین و عارفین کی رُو ہیں بقائے دوام و حیاتِ جاوید حاصل کرنے کے بعد مجتمع ہیں۔
- کتب خانہ وہ مرکز ہے جہاں آفتابِ علم کی پُر نور شعاعیں اور خوبصورت کمرزیں ہمیشہ کے لیے انسانی دماغوں کو روشن کرنے کے لیے مجتمع ہیں۔
- اس روشنی سے اپنا دل و دماغ معطر و منور کرو۔ کتابیں چراغِ حیات ہیں ان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی تاریکی میں رہے تو وہ خود ذمہ دار ہے۔
- کتابیں ایسے بزرگوں کے مدفن ہیں جو مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے۔
- سکندر نے اپنے کتب خانہ کا نام معالجِ روحانی رکھا تھا۔
- انسان کے لیے کوئی یادگار کتاب سے زیادہ دیر پا نہیں ہو سکتی۔

عرف آخر

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے کہ بندہ اپنی بے بضاعتی کے باوجود والدِ محترم کے غیبی شیع شدہ سرمایہ کی مدد سے اعلیٰ حضرت میاں صاحب کے ملفوظات و خطبات شریف کو زیورِ طباعت سے آراستہ کر سکا ہے۔ اللہ اللہ! کہاں اعلیٰ حضرت اور کہاں ہیں! اللہ تعالیٰ جب کام لینے پر آجاتے ہیں تو میرے جیسے نااہل سے بھی لے لیتے ہیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی دین ہے ورنہ من آثم کہ من دانم خطبات شریف سے فیض حاصل کریں اور بندہ کے لیے دعا فرمائیں۔

دعا منجانب مؤلف

تجھ پر صدقے تیرے محبوبِ قربان ہے	یا خدا جسم میں جب تک کہ میری جان ہے
نزع کے وقت سلامت میرا ایمان ہے	کچھ ہے یا نہ ہے لیکن یہ دعا ہے کہ امیر
دعا عاجزانہ ہو میری قبول	الہی بحق محمد رسول
لب پہ ہو لا الہ الا اللہ	جب دم واپس ہو یا اللہ
ازیں آفت نگہداری تو مارا	خداوند بگردانی بلا را
زبوں گرداں زبردستان مارا	بحق آن دو گیسوئے محمد
یارب بحسین و حسن و آل عبا	یارب بحمد و علی و زہراؑ
بے منت خلق یا علیؑ الا علی	از لطف بر آرحاتم در دوسرا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ آمِينَ
 بِحَقِّ طَهٍّ وَبِحَقِّ نَبِيِّكَ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ
 الصَّلَاةُ وَالتَّلَامُ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَ
 أَوْلِيَآءِهِ أُمَّتِهِ أَجْمَعِينَ ط

حرّره میاں محمد سعید شاہ و عفی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۳ اے رحمن پورہ کالونی لاہور

بلند پایہ کتابیں

۱۔ علمی اردو لغت (جامع) زند اردو زبان کی ایک جامع لغت

س کواردو ادب کے ماہرین مثلاً ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر عبادت بی بی، بی بی ماہر نقادی

کراچی، میجر آفتاب حسن (کراچی یونیورسٹی)، مرزا ادیب کے علاوہ ملک کے نامور و زمانوں مثلاً

جنگ کراچی، نوائے وقت، مشرق، اور دوز، پاکستان ٹائمز، لاہور، ماہنامہ المد کراچی، لاہور نے مصنف

اور پیشتر کا قابل فخر نامہ قرار دیا ہے۔ یہ نہ صرف طالب علموں عام قارئین کی جملہ ضروریات

پورا کرتی ہے بلکہ محققین کے لیے بھی کارآمد اور حوالہ کی چیز بن گئی ہے۔ غالب۔ مومن، ذوق

اقبال، ظفر علی خان اور دیگر ادیبوں کے جملہ الفاظ اس میں مل جاتے ہیں منسل فہرست منست

طالب ذمائیے۔ لائبریریوں کے لیے ایک گراں قدر تحفہ، قیمت سفید کاغذ ۲۰ روپے مینیکل کاغذ ۱۹ روپے

۲۔ علمی اردو لغت (متوسط) از وارث سرسبندی ایم۔ اے: یہ درمیانی لغت سکولوں

بچوں کے طالب علموں اور عام شائقین کے لیے کم قیمت والی بھی گئی ہے۔ کوشش کی گئی ہے

ان نصابی کتابوں کے تمام الفاظ اور عام اخباری الفاظ اس میں مل جائیں معانی میں اختصار

کر کے ضخامت کم کر دی ہے اور صرف ضرورت کے الفاظ شامل کیے گئے ہیں۔ صفحات

بارہ سو ۱۸ قیمت سفید کاغذ ۲۸ روپے مینیکل۔ ۳۶ روپے (زیر طبع)

۳۔ مخزن نعت رسول: مرتبہ: پروفیسر جاوید اقبال گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ۔

قدیم اور جدید شعراء کی بلند پایہ نعتیں عربی، فارسی اور اردو مقدمہ میں نعت گوئی کے متعلق

نہایت مفید معلومات۔ نعتوں کے اشعار کے متعلق حوالہ جات اور تشریحات۔ کتابت چھپائی

اعلیٰ صفحات ۲۸۸۔ ہدیہ ۲۰۰ روپے

۴۔ تاریخ اراٹیاں، از علی اصغر چوہدری (ہیڈ ماسٹر، چوٹھا ایڈیشن۔ اراٹیں برادری کی تاریخ

مستند حوالہ جات سے بیان کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ محمد بن قاسم سے لے کر اب تک

مشہور اراٹیں خاندانوں اور شخصیات کا مختصر تذکرہ۔ برادری کی فلاح و بہبود سے متعلق چند

بلند مضامین منصورہ کے کھنڈرات کی تصاویر اور سندھ کے نقشوں سے مزین، لکھائی چھپائی

عمدہ صفحات ۵۵۔ قیمت ۲۲ روپے

۵۔ تہنیتات و اشارات: از وارث سرسبندی ایم اے، نظر ثانی از محمد احسن خان (زیر طبع)

علمی کتاب خانہ، کبیر سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

اردو اہم اسکے (۱۹۸۱ اور ۱۹۸۲ء و ما بعد)

امتحان اہم اسکے اردو کی تیاری کے لیے ساتوں پرچوں کے لیے درج ذیل کتابیں موجود ہیں یا نئے ایڈیشن چھپ رہے ہیں۔

پہلے	پہلے	پہلے
۲۳۱/۰	۲۳۱/۰	۲۳۱/۰
۱۸/۰	۱۸/۰	۱۸/۰
۲۳۱/۰	۲۳۱/۰	۲۳۱/۰
۱۳/۵۰	۱۳/۵۰	۱۳/۵۰
۱۸/۰	۱۸/۰	۱۸/۰

ان کتابوں کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ ان کا پہلا ایڈیشن توقع سے بہت پہلے ختم ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن نئے منصوبے کے تحت زیادہ مفید شکل میں طرز نو تیار ہو کر عنقریب مارکیٹ میں آ گیا ہے جو درج ذیل خصوصیات کا حامل ہے۔

اختصار و جامعیت پیش نظر رکھے گئے ہیں، غیر ضروری تفصیل چھوڑ دی ہیں۔

۱۹۵۶ء سے لے کر ۱۹۷۷ء کے امتحانی پرچوں کو پیش نظر رکھ کر مضمون وار ترتیب دے کر سوالا جوابا تحریر کیا گیا ہے۔

بار بار آنے والے سوالوں کی تکرار اور یکسانیت کی وضاحت کے لیے تشریحی نوٹ لکھ کر سوالات کی توضیح کر دی گئی ہے۔

مصنفین اور کتب جن سے استفادہ کیا گیا ہے کی فہرست اور اسٹار ہر کتاب کے شروع میں لگا دیے گئے ہیں۔

علمی کتاب خانہ کبیر ٹریٹ

اردو بازار لاہور

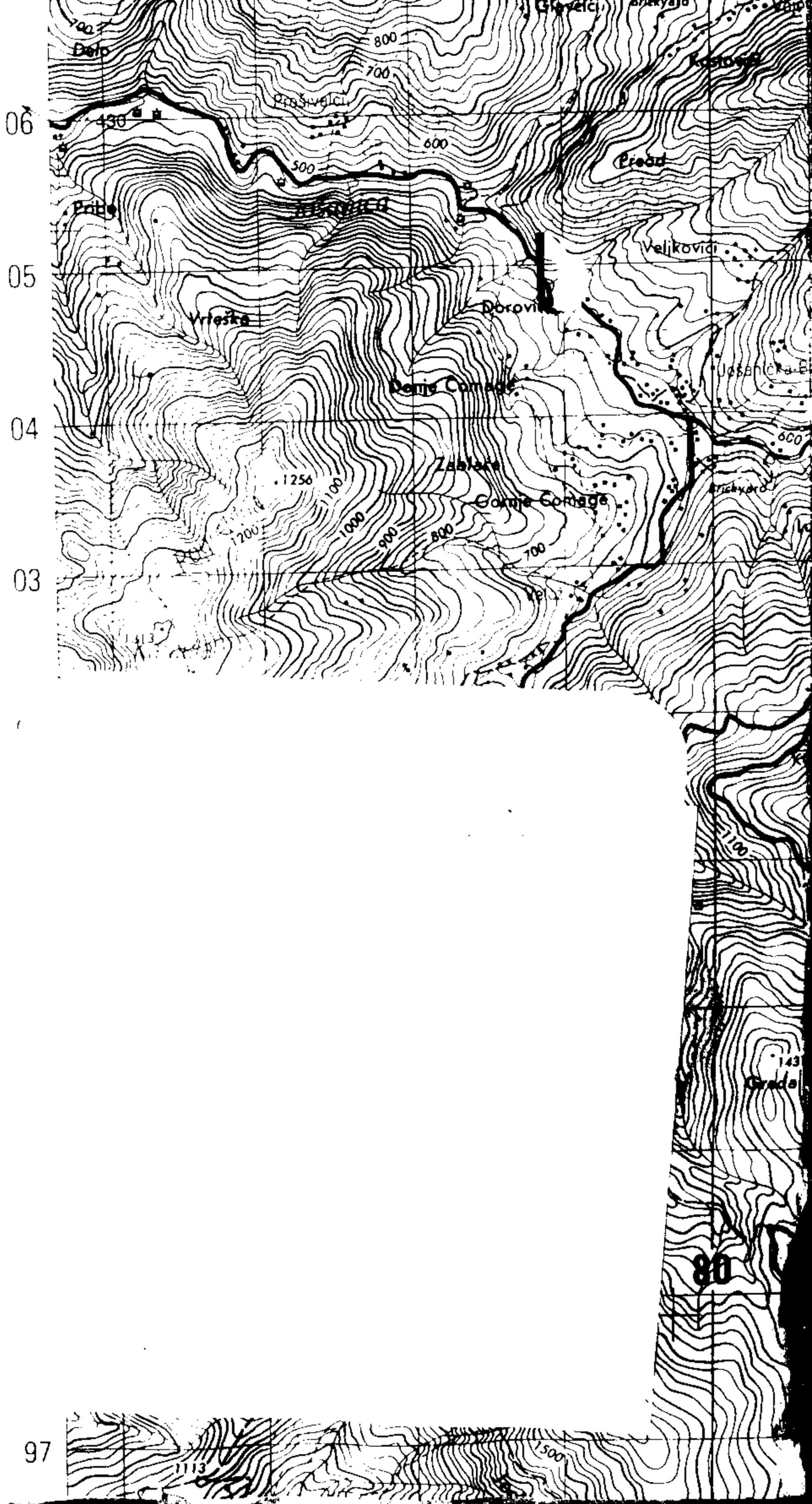
پندرہواں باب

پندرہواں باب: اس میں اردو زبان کی ایک جامع بحث ہے۔ اس میں اردو زبان کی تاریخ، اس کی نشوونما، اس کے قواعد اور اس کے لفظوں کی ابتدا وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف نے اردو زبان کی خصوصیات اور اس کے دیگر زبانوں سے امتیاز کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

اس کتاب کے مصنف نے اردو زبان کی تاریخی پس منظر اور اس کے لفظوں کی ابتدا پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس میں اردو زبان کی نشوونما اور اس کے قواعد اور اس کے لفظوں کی ابتدا وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف نے اردو زبان کی خصوصیات اور اس کے دیگر زبانوں سے امتیاز کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

اس کتاب کے مصنف نے اردو زبان کی تاریخی پس منظر اور اس کے لفظوں کی ابتدا پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس میں اردو زبان کی نشوونما اور اس کے قواعد اور اس کے لفظوں کی ابتدا وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف نے اردو زبان کی خصوصیات اور اس کے دیگر زبانوں سے امتیاز کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

اس کتاب کے مصنف نے اردو زبان کی تاریخی پس منظر اور اس کے لفظوں کی ابتدا پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس میں اردو زبان کی نشوونما اور اس کے قواعد اور اس کے لفظوں کی ابتدا وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف نے اردو زبان کی خصوصیات اور اس کے دیگر زبانوں سے امتیاز کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔







بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الدِّیْنَ مِمَّا اُوْتِیْنَا اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلا هُمْ یَحْزَنُونَ (الاحقاف)

(بے شک لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف اور نہ ان کو غم ہے)

متوسلین آستانہ شیربانی کے لیے بالخصوص اور عوام کیلئے بالعموم ایک نایاب تحفہ

خطبات شیربانی

مع ملفوظات و فرمودات

ماخوذ از بیاض حضرت میاں خدابخش رحمۃ اللہ علیہ

یکے از مریدان

شیربانی قطب ماں ربیر کمال دجہاں بحر فیض واقف امر و انوار

معرفت رب العلیٰ فنا فی اللہ و فنا فی الرسول

اعلیٰ حضرت قبلہ میاں شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ہر وہی و قدیمی شہر قوی

منقصر حالات زندگی حضرت میاں صاحب سوانحی حالات حضرت میاں خدابخش جالندھری تم شہر پوری

مؤلفہ و مرتبہ

میاں محمد سعید شاہ و خلف میاں خدابخش رحمۃ اللہ علیہ